10/-

Com/

Comp

مذہب عشق - قصہ گل بکاولی

نہال چند لاہوری

۱۲۷۷ھ

۱۸۶۱ء

مطبع علی بخش خاں

بعون خالق انس و جان قصۂ راحت افزای پیر و جوان

مذہب عشق

معروف

گل بکاؤلی

در کانپور مطبع علوی علی بخش خان لکھنوی پیرایۂ طبع پوشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی کر سخن کو میری وہ گل
کہ جسپر مرغ دل ہو سبکا بلبل

حمد و ثنا کا گلستان ہمیشہ بہار باغبان حقیقی کو سزاوار ہی کہ اُسکے باغ لطف سے اس طرح فہ بوستان جہان آب و رنگ تازہ و لطافت و طراوت بے اندازہ پائی پہولونکی بہار مین زر بیاعروسونکے نقش و نگار مین اُسیکے نورکی تجلی سمائی خامۂ خشک مغز کا کیا مقدور او کتنی طاقت کہ اُسکی حمد و ثنا تحریر کر سکے اور جو حق لکھنے کا ہی لکھ سکے

ابیات

جو منہ ہی بند غنچہ کا چمن مین
اُسیکا نام لیتا ہی دہن مین

جو عکس وہی لیلی گل مین آیا
تو موئی قیس کو سنبل بنایا

طراوت پائی اپنی کشت امید
ہری ہو جائی اپنی کشت امید

ہر اک پتی سی گل کی بو عیان ہے
وہی علت ہی بلبل کی فغان کی

اُسکے حکم نے شیرازہ بندی
کتاب عارض محبوب مین کی

جو ابر رحمت غفار برسے
گناہون کو ہماری رحم مین ہو

اگر دل پھر پر آجائی اُسکا
سوائی ظل احمد پھر نہین جا

محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت مین

ہزار ہزار درود او سلام اُس ذات عالی نسب پر ہی جو باعث بنائی زمین و آسمان و سبب ایجاد کون و مکان ہوا اُسکی براق کے سُم کا نقش مہر و ماہ کی پیشانی پر درست بیٹھا اُسکے مجموعۂ امکان سے جہان ہی ایک کتاب اور اُس کتاب سے ہستی ہی ایک باب صفحۂ خاک کو جو دلچسپ دیکھا تو بیت افلاک مین نہ رہا اُس مطلع نور اور مقطع کی رباعی اختیار کی بیت اس مرحلہ کا نہین ہی پایان + کہ

حضرت مرتضی علیہ السلام کی منقبت مین

جسوقت صبح کو آفتاب نے قلم شعاعی سے ورق عالم پر آیت نور لکھکر صفحۂ جہان کو روشن کیا مینے چاہا کہ دریای سخن مین غوطہ لگا

لوبوی آبدار جو سخن کے جوہریون کو منظور ہون نکالون جسطرف غور و تامل سے نگاہ کی ڈہیر کے ڈہیر نظر آئے سو چاہا کہ انکو نثار
کرون اسی تردد و فکر مین تہا کہ یکایک یہ مژدہ میرے کان مین پونہچا کہ ای غریق دریای فکر یہ جواہر درخشان دوسرے کے
لائق نہین حضرت علی علیہ السلام کے قدمون پر نثار کر یعنی اسکی مدح مین زبان کہول وہ شہنشاہ کہ جسکے چہرے کے عکس سے
ماہ کے رخ پر صفائی آئی اور خورشید کے آئینے نے جلای وافر پائی اگر ساتوین آسمان کے میدان مین گہوڑا دوڑا دے
تو سارے لشکر مین فتور پڑ جائے ای شہنشاہ تیری درگاہ مین میری یہی عرض ہی کہ دار و گیر قیامت مین مجہکو بار دوسرے
سفید بے ... وصف مین کہنا اسکے سوا اور کیا عرض کرون کہ بندے کو زیادہ عرض کرنی اپنے مولا کی جناب مین کمال گستاخی ہی

وجہ تصنیف کتاب

ناظرین پر روشن ہو کہ شیخ عزت اللہ بنگالی نے یہ کتاب فارسی مین تصنیف کی تہی آغاز میں اسکا سبب یون لکہا ہی کہ طالب العلمی کے ایام مین
اس حقیر کو انشا پردازی کے فن مین رغبت تمام تہی اور مسودے بہی کاغذ پر لکہ کر رکہہ چہوڑتا تہا ایک وزیر رفیق شفیق ہمدرد محمد
کہ نو برس تک اس شور مین حال کا مرغ دل اس شمع جمال پر پروانے کے مانند قربان اور ذرے کیطرح اس خورشید
آسمان پر سرگردان تہا حیکوے کے مانند خرامان خرامان آیا

ابیات

نگاہونکی تہی عشوہ سازی مدام کرشمی مین گمنی تہی عالم کا کام	غزالونسی چشم اسکی کیا لیتی باج طلب کرتی تہی شیر نر سے خراج
عجب خط سبز ونق تہی رخسار کی کہ مصحف مین جدول تہی زنگار کی	کبہی مستی مین لہر آئی اگر کیا صفحۂ دل کو زیر و زبر
	رگ لعل کا نین جو پاؤن قلم تو کچہ سرخی لب ہو جمسے رقم

وہ جسطرح ہماری اسکی دوستی تہی ویسی ہی محبت سے ہاتہ مین ہاتہ رکہتا راہ الفت مین قدم ساتہ رکہتا آخر شجاع جام لب کو شراب
تکلم سے بہر کر آتش بیانی سے محبت کا بازار گرم کیا یہ شوریدہ بخت بہی اس فرشتہ خصال سے متکلم رہا پہر میرے زانو پر سر رکہکر کہنے
لگا کہ مجہے نیند آتی ہی جب تک مین سوؤن تم بیٹہے کوئی کہانی کہو پہلے تو مینے چاہا کہ مین بہی اسکے سے لپٹ کر سو رہون لیکن یہ خیال آیا
کہ شاید آشفتہ خاطر ہو اور یہ سمجہے کہ میرا کہا نمانا تب وہ قصہ کہ جسکی داستان عشق سے بہری ہوئی تہی اس سرمایۂ بہجت و سرور کے
آگے کہنے لگا مین بعد اسکے یار ارجمند کی خواہش اس مستمند کو اسپر لائی کہ اس دلچسپ قصے کو فارسی کی عبارت کا لباس پہناکر نظم و نثر
کے زیور سے آراستہ کرکے مشکل پسند و دیکہنے والونکے لائق کرون اس اثنا مین غرۂ ذی الحجہ کو کہ سن ایک ہزار ایک سو چوبیس ہجری ۱۱۲۴
تہے اس نو باوۂ باغ محبت کو صرصر موت نے جڑ سے اکہاڑ ڈالا اس واقعہ جانکاہ سے مصیبت زدہ کا طائر ہوش و حواس اڑ گیا چاہا
کہ اوراق مسودات کو اس افسانے کے بہی پرزے پرزے کر ڈالون لیکن چند دوستون نے کہ ایک گونہ پاس خاطر انکا منظور تہا آکر
سمجہایا اور کہا ... آسمان ہی بہت ہی لعل بدخشان کا توڑنا ✤ لیکن بہت محال ہی پہر اسکا جوڑنا ✤ بحکم ضرورت دیکہکر فارسی
کیا اور ... اس کتاب کے ترجمے کا یہ سبب ہی کہ مستمند نہالچند لاہوری کو کہ اس نحیف کا مولد شاہجہان آباد ہی
اشرف البلاد کلکتہ مین ... ہندوستان کا دار الامارت ہی آب و خورش کہینچکر لایا اور یہ خاکسار کپتان لورٹ صاحب بہادر کی خدمت
مین سابق سے بندگی رکہتا تہا انکی دستگیری سے صاحب خداوند نعمت حاتم زمان دستگیر درماندگان منبع الجود والاحسان

سرچشمۂ فیض و سخا دریای عنایت کرامت بحر احسان و شجاعت صاحب گلگرسٹ صاحب بہادر دام ظلہ کے دامن دولت تک دسترس پایا ابیات

ثنا ہین اسکی بجا ہی اگر صغیر و کبیر ۔ ہزار صفحہ کاغذ سدا کرین تحریر
وہی ہی گوہر بحر سخا و کان عطا ۔ نہین ہے اسکا جہان مین کوئی عدیل و نظیر
سجا ہی قامت موزون پہ خلعت اخلاق ۔ خدا نے اپنی عنایت سے اسکو دی توقیر
لیاقت اتنی کہان خاکسار کو اسکے ۔ کہ اسکی بخشش و ہمت کی کر سکے تقریر
سلامت اسکو رکھے احتشام و دولت سے ۔ عدو کو اسکے کرے دہر مین ذلیل و حقیر
وہی ہی باغ فصاحت کا نخل عالم مین ۔ گل سخن سے اسکی شگفتہ دل ہی ہر پیر
چراغ عقل سے شمع درون روشن کی ۔ وہ رات کو مہ انور ہی دنکو مہر منیر
ہر ایک خلعت ہمت عالی سے فیض پاتا ہی ۔ گواہ اسکے ہی اس بات پر امیر و فقیر
مگر خدا سے دعا مانگتا ہی یہ ذرات ۔ سپہر پر ہے جبتک ضیائے مہر منیر

غرضکہ صاحب بہادر کے تفضلات سے بخوبی اس ضعیف کی اوقات بسر ہونے لگی اور امید زیادہ تر ہونے لگی کہ اگر بخت مددگار ہی اور یہ دامن دولت اپنے ہاتھ ہی تو حشمت قدم کے ساتھ ہی پھر ایک روز خداوند نعمت نے ارشاد کیا کہ تاج الملوک اور بکاولی کا قصہ فارسی مین ہی ہندی ریختی کے محاورے مین ترجمہ کر کہ تیری سرخروئی اور یادگاری کا موجب اور ہماری خوشنودی کا سبب ہو چنانچہ اس نحیف نے حسب ارشاد فیض بنیاد اپنے حوصلے کے موافق فلاطون فطنت والا شکوہ عالی حشمت فلک احتشام مارکوئس ولزلی نواب گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ کے عہد مین ہندی مین ترجمہ کیا اور نام **مذہب عشق** رکھا ہر ایک سخن رس اور نکتہ دان صبح نفس سے یہ امید ہی کہ جہان کہین عبارت مین نشیب و فراز دیکھین وہان اصلاح کے قلم سے ہموار کر دین اور اس ہیچمدان کو اپنی نوازش سے ممنون فرماوین

آغاز داستان

کہتے ہین کہ پورب کے شہرون مین کسی شہر کا ایک بادشاہ تھا زین الملوک نام جمال اسکا جیسے ماہ منیر عدل اور انصاف اور شجاعت و سخاوت مین بے نظیر اسکے چار بیٹے تھے ہر ایک علم و فضل مین علامۂ زمان اور جوانمردی مین رستم دوران خدا کی قدرت کاملہ سے ایک اور بیٹا آفتاب کیطرح جہان کا روشن کرنے والا اور چودھوین رات کے چاند کی طرح دنیا کے اندھیرے کا دور کرنے والا پیدا ہوا

ابیات

قمر اسکی جبین سے داغ کہائے ۔ مہ نو پیش ابرو سر جہکائے
بلا انگیز انکھین جادو آمیز ۔ مے گلرنگ کے دو جام لبریز
جہان مجروح ہو تیغ نظر سے ۔ پلک سے پار ہو خنجر جگر سے
عجب انداز سے تل گال پر تھا ۔ کہ گنج حسن پر بیٹھا تھا کالا
سراپا حسن کا سہرے سر افراز ۔ غرض وہ تھا سراپا مایۂ ناز
اگر چین جبین اسکی بتائے ۔ مصور چین کا چین بھول جائے
کبھی دیکھی تھی اس گلرو کی کاکل ۔ پریشان آج تک ہی حال سنبل
وہ مکھڑا مہر گر دیکھے تو تھرائے ۔ قمر کے چہرے کا بھی رنگ اڑ جائے
وہ سینہ تختۂ بلور سا صاف ۔ یہ کیا کہتا ہون نہین پھر اتنا شفاف

بادشاہ نے باغ باغ ہوکر بڑا جشن کیا اور نجومیون کو بلا کر فرمایا کہ اسکی لگن دیکھو ہر ایک نے لگن گنڈلی کھینچکر اسکا نام تاج الملوک رکھدیا اور کچھ انگلیون پر گن گنا کے عرض کی کہ یہ باغ عالم مین گل تازہ ہی اسکے نصیب مین دولت دنیوی بے اندازہ ہی صاحب ہمت ایسا کہ ابتک نہ کوئی ہوا ہی نہ ہوگا یقین ہی ایسا شہریار ہو عالم جنات بھی مطیع اور فرمانبردار ہون مگر ایک قباحت بھی اسکے ساتھ ہی جب بادشاہ کی نظر اسپر پڑے تو فوراً بادشاہ کی آنکھون سے بینائی جاتی رہے بادشاہ نے کچھ شاد کچھ ناشاد ہوکر انکو رخصت کیا اور روبرو سے یہ فرمایا کہ ایک محل مین بفاصلت تمام ہماری گذرگاہ سے اسکی مان سمیت رکھو چنانچہ بموجب ارشاد کے وزیر عمل مین لایا چند سال کے بعد وہ نونہال

پاے سلطنت کا کمال ناز و نعمت سے پرورش پا کر ہوا ہی علم و ہنر سے سرسبز ہوا ایک روز اسکو شکار کی خواہش ہوئی
سوار ہو کر جنگل مین گیا اور ایک شکار کے پیچھے گھوڑا اُٹھایا سچ ہی کہ ہونے والی بات نے سے ہوتے نہین رہتی مصرعہ
تقدیر کے لکھے کو ہرگز نہین دھونا اتفاقاً بادشاہ بھی اُسیدن شکار کو سوار ہوئے تھے ایک ہرن کے پیچھے
گھوڑا اڑاے اسیطرف آنکلے مشہور ہی کانے چوٹ کنونڈے بہیٹ جونہین شاہزادے پر نگاہ پڑی وہین آنکھونکی ابصار
جاتی رہی ارکان دولت نے شاہزادے کو دیکھکر بادشاہ کے نابینا ہونیکا سبب دریافت کیا حضرت نے فرمایا کہ لازم یون
تھا کہ بیٹے کو دیکھکر باپ کی آنکھین اور روشن ہون سو یہ طرفہ تر ماجرا ہی کہ برعکس ظہور مین آیا پس اب یہ بہتر ہی کہ اسکو
ممالک محروسہ سے نکال دو اسکی مان کیواسطے خدمت جاروب کشی کی مقرر کر دو یہ فرما کے بادشاہ اُلٹے پاؤن تختگاہ
کیطرف پھر آیا اور اُسے دیس نکالا دیا

دوسری داستان چارون بیٹونکے جانے کی گل بکاؤلی کیواسطے

کہتے ہین جب بڑے بڑے حکیم مسیحا خصلت و بوعلی طبیعت انکھونکے علاج کے لئے بلائے سب نے
متفق ہو کر عرض کی کہ گل بکاؤلی کے سوا کسی دوا دارو سے ممکن نہین کہ بادشاہ شفا پائے اگر کسی صورت سے گل بکاؤلی
پیدا ہو تو حضرت کیا بلکہ اندہا مادرزاد بھی آنکھین پائے یہ سنکر بادشاہ نے اپنے تمام ملک مین منادی پھروادی کہ جو گل بکاؤلی
پیدا کرے یا اسکی خبر لائے تو اُسکو بہت انعام و اکرام دیکر نہال کرون اسیطرح بادشاہ نے ایک مدت تک اسکے
انتظار مین رو رو کر حضرت یعقوبؑ کیطرح اپنی آنکھونکو سفید کیا اور اُس غم مین مانند حضرت ایوبؑ کے آپ کو گھلادیا ہر چند
کہ خون جگر پیا لیکن کسیطرف سے کچھ اُسکا سراغ نملا ایک روز چارون بیٹون نے بادشاہ کی خدمت مین دست بستہ عرض
کی کہ سعادتمند وہی لڑکا ہی کہ جو مان باپ کی خدمت بجالائے اور اگر سعی اور کوشش مین جان دے تو وہ
سعادت دارین پائے اسواسطے ہم امیدوار ہین کہ ہمین رخصت فرمایئے تو گل بکاؤلی کی تلاش کو نکلین بادشاہ نے
فرمایا ایک تو آگے ہی مین اپنی آنکھین کھو بیٹھا ہون نور چشم کو رو بیٹھا ہون وہ داغ ابتک جگر سے نہین گیا جو چشم
چراغ ہین انکو برباد کس طرح ہونے دون یہ صدمہ دیدہ و دانستہ دل پر لون شاہزادون نے پھر مکرر عرض کی تب
چار و ناچار بادشاہ نے رخصت دی اور وزیرون سے فرمایا کہ اسباب سفر کا جو چاہیے وہ مہیا کرو چنانچہ اُنہون
نے بموجب حکم کے نقد و جنس و دواب و خیمہ و لشکر سے لیکر جتنا کہ چاہیے تھا موجود کر دیا تب بادشاہ سے رخصت
ہو کر شاہزادون نے اپنا رستہ لیا شاہزادے منزل بمنزل جاتے تھے اتفاقاً تاج الملوک کہ جسکو باپ نے شہر بدر کیا تھا
دشت آوارگی کو قدم پریشانی سے ناپتے ناپتے اُنسے دوچار ہوا اور کسی سے پوچھا کہ یہ کون ہین اور کہان جاتے ہین
اُسنے بادشاہ کے اندھے ہونیکا اور سبب انکے سفر کا گل بکاؤلی کی تلاش کیواسطے تاج الملوک سے بیان کیا شاہزادے
نے دلمین کہا مصرعہ گر اٹھ بخت کو تو بھی آگے زہے مصلحت نیک تو یہ ہی کہ مین بھی بھائیونکے ساتھ گل بکاؤلی کی
جست و جو کرون اور اپنی قسمت کو محک امتحان پر کسون ایمین گر دامن کو گل مراد سے بھرون تو فہو المراد نہین تو

اس وسیلے سے باپ کے ملک سے باہر نکلون یہ دلمین ٹھانکر ایک سردار کے پاس کہ نام اُسکا سعید تھا گیا اور بادب تمام سلام
کیا اُسکی نظر جو شاہزادے پر پڑی تو دیکھا کہ اُسکے گالون کی چمک خورشید کی روشنی کے ساتھ برابری کر رہی ہی اور چاند سی
پیشانی زلف شب رنگ کے پہلو مین ماہ تمام کیطرح جلوہ گری کر رہی ہے پوچھا تم کون ہو اور کہانسے آنا ہوا تاج الملوک نے عرض کیا کہ
مین بیچارہ غریب مسافر ہون اور بیکس شگفتہ خاطر ہون نہ کوئی غمخوار ہی کہ غمخواری کرے نہ یار ہی کہ شرط یاری بجالائے نہ کوئی مددگار
ہی کہ مددگاری کرے سعید نے اُس یوسف ثانی کی شیرین زبانی سے محظوظ ہو کر بصد آرزو اور خواہش اپنی رفاقت مین کہا اور
ہر روز الطاف زیادہ کرتا کہتے ہین کہ شاہزادے ایک مدت کے بعد شہر فردوس مین کہ تخت نشین وہانکا رضوان شاہ تھا پونہچے
اور شام کیوقت دریا کے کنارے اس ارادے سے کہ چند روز یہان ٹھہرین خیمے استادہ کئے جب مسافر آفتاب ملک مغرب کی سیر کو
گرم رفتار ہوا اور سیاح ماہتاب رات کے مشکی گھوڑے پر سوار ہو کر مشرق کی طرف سے باگ اٹھا کر چلا تب چارون شاہزادے اپنے اپنے
سمند باد رفتار پر سوار ہو کر بطریق سیر شہر مین آئے اور ادہر ادہر گشت کرنے لگے اسمین ایک محل منقش اور مکلف کہ جسکے
جابجا دروازون پر زردوزی کے پردے پڑے ہوئے تھے نظر آیا وہانکے باشندون مین سے ایک سے پوچھا کہ یہ مکان
عالیشان کسکا ہی اوسنے جواب دیا کہ اسکی مالک لبر لکھا ہی سواہی شاہزادون نے کہا اللہ اکبر یہ محل بادشاہی اسنے کہان پایا
وہ شخص پھر کہنے لگا کہ یہ رنڈی اس زمانے مین یکتا ہی اور ملاحت مین بیہمتا شہرہ آفاق اپنے کام مین طاق رعنائی بلور زیبائی
مین نہایت و بخوبی اور دلربائی مین بغایت خوب رو چشم خورشید کی مدام اُسکے شمع جمال پر پروانے کیطرح شیدا
اور چہرہ ماہتاب دام اُسکے مکھڑے پر فدا **ابیات** * کسی نے راہ مین اُسکے اگر قدم مارا * تو اپنی عقل کی فہرست پر قلم مارا *
اوسی نے تیج دیا ناموس و ننگ کو اپنے * کہ جسنے ذرہ بھی خواہش مین اُسکی دم مارا * صاحبان مباشرت کیواسطے ایک نقارہ مع چوب اُسنے اپنے
دروازے پر رکھا ہی جو کوئی جاکر اُسنے بجائے تو وہ عیار زمانے کی گھر مین اُسے بلائے اور لاکہ روپی لے تب ایکبار اُس سے ملے
شہزادے کہ اپنی دولت و مال پر نہایت مغرور تھے نشہ بادہ نخوت سے چور تھے نشان ہمت اُسکی میدان شوق ملاقات
مین بلند کر کے دروازے پر گئے اور جاتے ہی نے تحاشہ نقارہ بجادیا سنتے ہی اوس مکارہ دوران نے دلمین
کہا کہ الحمد للہ بدت مدید کے بعد کسی ایسے نیکبخت نے میرے گھر کا قصد کیا چاہیئے کہ میرے حجرے کو روشن کرے
اور ایسے موٹے تازے شکار نے میرے جال مین آنیکا ارادہ کیا اغلب ہی کہ دام مین پھنسے پھڑک پھڑک کر مرے
نقل مشہور ہی کہ یہ طائفہ اسی فکر مین رہتا ہی کہ کوئی عقل کا اندہا گانٹھ کا پورا ملے سو خدا نے ویسے ہی شخص بھیج دیئے
جھٹ پٹ بناؤ سنگھار کر کے زیور مرصع لعل موتی ہیرا زمرد جابجا موقع سے پہنکر بڑی آن بان سے بن ٹھن کر
بیٹھی اسمین یہ بھی آپونہچے چند قدم استقبال کر کے ہر ایک کو سونے کی کرسی پر بٹھایا
اتنے مین کچھ رات گئی کہ ساقیان گلعذار شیشہ شراب و ساغر زرنگار لئے حضور مین آئے اور جام کو
گردش مین لائے اسیطرح آدہی رات گئی تب اوس عیارہ نے کہا اگر اجازت ہو تو تختہ نرد منگاؤن باقی رات

اس شغل مین بسر ہو کہ سحر ہو شاہزادون نے کہا منگاؤ اس سے کیا بہتر مکّارہ نے ایک بلّی کے سر پر چراغ رکھا اور
لاکھ روپی کی بازی بدکر کھیلنے لگی لکھنے والے نے یون لکھا ہی کہ شاہزادون نے اُس آدہی رات کے عرصے مین بچاس
لاکہ روپی ہارے اسمین خورشید جہانگرد نعردی تختے پر نمود ہوا اور سیمین مہرۂ ماہ اپنے گھر گیا اس مکر بائی نے بہی بساط
بازی لپیٹی شہزادے اپنے مکانونکو گئے دوسرے روز جب آفتاب سیّاحون کیطرح مغرب کی منزل مین پونہچا اور
ماہتاب بادشاہون کیصورت سپاہ انجم کو لئے تخت فیروزہ رنگ پر رونق بخش ہوا شاہزادے اُسی آن بان سے
اُسکے مکان مین آئے اور بدستور سونیکی چوکیون پر اجلاس فرمایا حور لقا لونڈیان خدمت مین آکر حاضر ہوئین اور طرح
طرح کا کہانا سونے چاندی کے خوانون مین لاکر دسترخوان پر چن دیا بعد تناول طعام تختۂ نرد منگواکر دس لاکہ روپی کی
بازی بدکر کھیلنے لگے غرض اُس رات کو سب مال و متاع نقد و جنس ہاتہی گھوڑے اونٹ وغیرہ جسقدر رکھتے تھے
ہار گئے تب اُس مکّارہ نے بازی سے ہاتہ کھینچکر کہا اے جوانو تمہارا سرمایہ آخر ہو چکا اب بساط بازی لپیٹو اپنے گھر کی
راہ لو شاہزادون نے کہا کہ ایکبار ہم زر طالع کو ترازوی امتحان مین تولین اگر ہمارے بخت کا پلہ جھکے تو اپنی ہاری ہوئی
سب نقد و جنس کہ گرہ مین تونے باندہی ہی کہول لین نہین تو ہم چارون تیرے فرمانبردار رہین غلام ہوکر رہین کچہ نہ
بولین جب یہ قول و قرار ٹھہرا تب اُس اُچہال چہکّا نے طرفۃ العین مین وہ بہی بازی جیت لی اور بہت اسباب نقد
و جنس اُنکا اپنے سرکار مین داخل کیا اُنکو قیدیون کے سلسلے مین کہ ویسے سیکڑون تھے بہیجدیا لشکر اور سپاہ اور
رفیق اُنکے گل خزان دیدہ کے پتون کی طرح درہم برہم ہوگئے تاج الملوک نے دل سے مصلحت کی کہ اب کچہ ایسی
حکمت کیا چاہئے جو اُنکی خلاصی کا سبب ہو مجھسے جو یہ کام نمایان ہو یہ نام و آخرت مین اجر فراوان ہو یہ دلمین
سوچکر شہر مین آ ایک امیر کے در دولت پر جاکر دربانونسے کہا مسافر ہون سنے خانمان کسی قدردان امیر کو ڈہونڈہتا ہون
تمہارے صاحب کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سنکر آیا ہون اگر بندے کو اپنی بندگی مین لین و بندہ نوازی فرمائین
بدل و جان خدمت بجالاؤن اُنمین سے ایک نے جاکر امیر کی خدمت مین شہزادے کی کیفیت عرض کی فرمایا اُسے حاضر کرو وہ لیگیا امیر
نے اُسکے منہ کو دیکھکر کہا یا الٰہی کیا آفتاب چوتہے آسمان سے انسان کے قالب مین آیا یا کوئی غلمان بہشت برین سے
پیشانی ناز نین اُسکے + چمکے تہا ستارہ بلندی کے + غرضکہ امیر نے اُسکو اپنی خدمت مین سرفراز کیا

تیسری داستان تاج الملوک کی تختۂ نرد کھیلنے کی دلبر لکھا بیسوا سے اور جیتنے مین تمام مال اور اسباب کے

جب تاج الملوک کو امیر کی خدمت مین
کئی مہینے گذرے اور اُسنے اپنی وجہ مقرر سے کچہ روپی جمع کئے ایک روز اُسکی خدمت مین عرض کی کہ ایک فدوی کے
آشناؤن مین سے اس شہر مین تازہ وارد ہی اگر حکم ہو تو ہر روز چار گھڑی کیواسطے اُسکے پاس جایا کرون دل بہلایا
کرون امیر نے فرمایا بہتر پس شاہزادہ ہر روز تختۂ نرد کھیلنے والون کے پاس جا بیٹھتا اور کھیلتا جب اُسکے

قانون دریافت کر لے اور ہر ایک بازی ہاتہ آنے لگی یہ تجویز کیا اب اس عیارنی سے کہیلئے اور اپنے طالع کو
کو تختہ امتحان پر پہینک کر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھئے کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی پہر تو ایک روز شاہزادہ اسکے دروازے
پر گیا دیکہا کہ ایک بڑہیا اندر سے باہر آتی ہی کسی سے پوچہا یہ کون ہی اسنے کہا یہ بہانگی بہی مدار المہام ہی بے اسکی صلاح
اسکے کچہ کام نہین کرتی ہی تاج الملوک نے دل سے کہا کہ اب کچہ مکر پہیلانا چاہیئے دام محبت مین اسکو لانا چاہیئے اسکے
ہاتہ سے کام نکلے تو نکلے اب دن تو شاہزادہ چلا آیا پہر ایک روز وہی بڑہیا اسکو دکہائی دی سلام کیا اور پاؤن پر سر
رکہ کر بے اختیار رونے لگا بڑہیا نے پوچہا تو کون ہی اور کہان آیا مگر دیوانہ ہی یا مظلوم کہ اسطرح پہوٹ پہوٹ کر
روتا ہی شہزادے نے کہا **ابیات** کیا مجہسے پوچہتے ہو مین ہون کمال مضطر دنیا مین کوئی مجہسا ڈہونڈہو تو پاؤ
کمتر + آتش سے غم کے میرا سینہ جلا بہنا ہی + دو دن کی زندگانی مجہپر عجب بلا ہی + گردش سے آسمان کی کیا کیا ستم ہی مجہپر
+ سایہ بغیر اپنا ساتہی نہین ہی ہمبر + ای ماما مسافر ہون بے سر و پا اس شہر بیگانہ مین نہ کوئی یار نہ آشنا
بجز باریتعالی کی ذات کے نہ اپنا کوئی پشت پناہ نہ کسی کا آسرا پورب دیس مین میرا وطن ہی ایک میری دادی تہی وہ
بہی قضاء الٰہی سے کئی برس ہوئے اس عالم فنا سے ملک بقا کو کوچ کر گئی اسکے تمام آثار تجہہ مین پائے اسواسطے
بصدق دل و تیری پابوسی کی اگر میرے حال پر الطاف کی نظر سے تو دیکہے اور اس عاجز کی غریبی اور بیکسی پر رحم فرمائے
تو مین تیرا ہو کر رہون اور دادی کی جگہہ تجکو تصور کرون **بیت** نظر سے اپنی جو کرتے ہین خاک کو اکسیر + کبہی تو
گوشۂ چشم اسطرف کرین للہ + ایسی چکنی چپڑی باتین کین کہ اوس پیر زال کا دل پہسل گیا بلکہ شعلۂ آواز سے موم
کے مانند پگہل گیا بولی ای جوان میرا بہی اس جہان مین اپنا کوئی نہین رہا آج سے مین تیری دادی تو میرا پوتا پہر
تاج الملوک نے کہا دادی صاحب کئی روز سے مین ایک جگہہ نوکر ہون اسکی بہی فرمان برداری لازم ہی ہر روز تمہاری
قدمبوسی کیواسطے نہ پہنچ سکونگا مگر کبہی کبہی بڑہیا نے کہا بیٹا کیا مضایقہ ہی اگرچہ شہزادے نے ہر روز کے
آنے کا عذر کیا لیکن مدام اس عجوزہ کے گہر جاتا اور چاپلوسی و تملق کی باتین بناتا آخرش رفتہ رفتہ اسکا محرم راز
ہوا اسیطرح سے کچہ روز گذرے ایک دن شہزادہ کچہ روپئے اسکے پاس لیگیا اور کہا دادی صاحب یہ روپئے رکہ
چہوڑو اگر کسی کام مین درکار ہون تو خرچ کرو وہ بولی بیٹا تیرے روپئے مین لیکر کیا کرونگی خدا کا دیا میرے گہر سب کچہ ہی
کسی چیز کی کمی نہین اگر تجہے کسی کام کے لئے کچہ درکار ہو تو یہ نقد و جنس تیرا ہی ہو سو اس اپنے تصرف مین لا
شعر کہانیکے لئے یہ زر ہی ای نور بصر + رکہنے کے لئے تو سنگ و زر یکسان ہی + غرض شہزادے
نے جب اسکو اپنے حال پر مہربان پایا ایک روز ادہر ادہر کا تذکرہ کرکے کہنے لگا کہ ای دادی صاحب تمکو کچہ معلوم
ہی کہ جو کوئی اس عیارنی کے ساتہ تختہ نرد کہیلتا ہی اس سے بازی نہین پاتا اسنے جواب دیا بیٹا یہ
بہت نازک ہی خبردار ہرگز کسی سے نہ کہیو ایسا نہو کہ یہ بات طشت از بام افتادہ ہو اور اسکی بہنک

سُن خام پارہ کے کان مین پڑے جو میرے زوال کا باعث ہو شاہزادے نے کہا استغفر اللہ یہ کیا بات ہی بڑہیا
بولی کہ اُسنے ایک بلّی اور چوہے کو پرورش کرکے یہ سکہایا ہی کہ بلّی کے سر پر چراغ رکہے تو وہ لئے رہے اور چوہا چراغ
کے سایہ مین بیٹہا رہے جب اُسکے خاطر خواہ پانسا نہ پڑے تب بلّی چراغ کو ہلاکر نرد دون پر سایہ کرے اور چوہا پانسے کو
اُسکے حسب دلخواہ اُلٹ دے پس جو کوئی اُس سے کہیلنے آتا ہی وہ بیچارہ بازی ہار جاتا ہی اور یہ بلّی چوہے کی مدد سے
بازی جیت لیتی ہی لیکن کسی کہلاڑی پر یہ بہید آج تک نہین کہلا اور جو کوئی اس راز سے پر آیا اُسنے داغ ندامت کا اپنی
پیشانی پر کہایا تاج الملوک جب یہ بات دریافت کرچکا بازار مین گیا اور نیولے کا بچہ مول لیکے اُسے آستین مین رکہکر یہ
سکہانے لگا کہ جونہین وہ چٹکی کی آواز پائے وہین بچہ پلنگ کیطرح آستین سے کود کر باہر آئے جب اس طرح سیکہہ
سکہا کر وہ طاق ہوا تب ایک وزیر شاہزادے نے بڑہیا سے یہ مکر پہیلایا کہ مین اب اِس نوکری سے اداس ہوا ہون
اگر تو ہزار روپئے سے میری مدد کرے تو تجارت کرون بڑہیا نے کوٹہری مین لیجا کر کہا کہ دیکہہ بیٹا یہ سب وہی حاضر مین
جتنا جی چاہے اُتنا لے تب شاہزادہ ہزار روپئے اُس سے لیکر امیر کی خدمت مین گیا اور عرض کی کہ میرے آشناؤن
مین سے ایک شخص کا آج بیاہ ہی اگر سرکار سے ایک خلعت فدوی کو مرحمت ہو تو اُس مجلس مین جاکے
ہمچشمون مین عزت پائے امیر نے اپنا ملبوس خاص شاہزادے کو عنایت کیا اور فرمایا گہوڑون مین سے بہی
جو تیرے پسند ہو لیجا تب تاج الملوک حضور کے خاصے پر سوار ہوکر اُس بیسوا کے دروازے پر گیا اور گہوڑے
سے اُتر کر بیباکانہ قدم اندر رکہا اُس ہیئت سے اُسکے منہ کا رنگ اُڑ گیا گہبرائی استقبال کے لئے دوڑی
آئی شاہزادے نے کہا کہ تو ایک مدت سے اس شہر مین مسافرون کی دمساز رہتی ہی عاشق مزاجون کی ہمراز
رہتی ہی اور مین کہ اس شہر کے والی کا خواص ہون کبہی مجہسے رجوع نہین ہوتی بہر حال لاکچہ تحفہ یارون کے
بہی نظر کر اُسنے شاہزادے کو باعزاز تمام جڑاؤ کرسی پر بٹہایا اور آپ ہٹ کر پیچہے بیٹہی ابہی شاطر فلک
کجباز نے آفتاب کی سنہری نرد کو مغرب کے گہر مین چہپایا اور فرقدان کی روپہلی گوٹون کو تختہ طلوع
پر بٹہایا شہزادے نے کہا مینے سنا ہی کہ تجہ کو تختہ نرد کہیلنے سے بڑا شوق ہی آ ایک بازی کہیلین اُس
کمرہائی نے پہلے تو انکار کیا آخرش شاہزادے کے کہنے سے تختہ نرد منگوا کر بدستور قدیم بلّی کے
سر پر چراغ رکہا اور لاکہ روپئے کی بازی بدکر پانسا پہینک دیا پہلی بازی تو شاہزادے نے جان بوجہ کے ہاردی
اور اُسنے بلّی چوہے کی مدد سے جیت لی پہر دوسری بازی رکہکر کہیلنے بیٹہے جو ایک پانسا اُسکے خاطر خواہ
نہ پڑا تو وہین بلّی نے سر ہلایا چوہے نے چاہا کہ پانسے کو اُلٹ دے تاج الملوک نے چٹکی بجائی نیولا بچہ
پلنگ کیطرح جست کرکے آستین سے باہر آیا چوہا تو اُسکی صورت دیکہتے ہی کافور ہو گیا اور بلّی پر بہی
دہشت غالب ہوئی چراغ سر سے پہینک کر ہوا ہوئی شاہزادے نے برہم ہو کر کہا کہ اے

عیارنی تونے کیا پھنگل نکالا ہی باوجودکہ تیرے گھر تو ہر شب چراغ تک ہین ایک شمعدان بھی نہین رکھتی ہی وہ اس گفتگو
سے نہایت خجل ہوئی غیرت سے پسینے پسینے ہوئی اُسیوقت جڑاؤ شمعدان منگوا کر رکھا اور دونون پھر اُسی کام
مین مشغول ہوئے کہنے والے نے یون کہا ہی کہ شاہزادے نے اُس رات مین سات کرور روپئی جیتے اسمین صبح صادق
ہو گئی تب تاج الملوک نے کہا کہ اب حضرت جہان پناہ کے ناشتے کا وقت عنقریب آپہونچا ہی اگر مین اسوقت حضور اعلی مین حاضر
نہونگا تو موجب قباحت کلی ہوگا یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور وہ روپئی شام کے وعدے پر اُسکے پاس چھوڑ کر امیر کی خدمت مین آکر
حاضر ہوا شام کے انتظار مین تمام دن جون تون کاٹا سورج کے ڈوبتے ہی سج سجا کے ایک ایسے گھوڑے باد رفتار
پر کہ جسکے جلد یکے رشک سے باد صبا بھی ہر دم دم سرد بھرتی تھی سوار ہوکر اُسکے گھر پہونچا یہ خبر سنکر اُسنے چند قدم چار
ناچار استقبال کیا اور شہزادے کو بدستور کرسی پر لاکر بٹھایا کھانے کے بعد کرور روپئی کی بازی بدکر کھیلنے لگے کہتے ہین
کہ اُس کھلاڑن نے آدھی رات کی عرصے مین قریب سو کرور کے جو اُسکے نقد خزانے مین تھے ہار دئیے تب ششدر
ہوکر کشش و پیچ کرنے لگی آخر اثاث البیت کی نوبت پہونچی وہ بھی تاج الملوک کے ہاتھون ہاتھ ہاتھ لگا پھر اُسنے کہا اب تو
تیرے پاس کچھ باقی نہین رہا اتنی رات کس شغل سے کٹے گی اب پورب اور پچھم کے شہزادے جو تونے قید کئے ہین
اُنپر بھی ایک بازی کھیل اگر تو جیتی تو لاکھ روپئی مین دون نہین اُنکو بھی لے لون اور چاہون سو کرون اس بات پر وہ
راضی ہوئی پلک مارتے شہزادے نے وہ بھی بازی جیت لی تب وہ بولی کہ ایجوان جوان بخت ایکبار اور بھی اپنا
نصیب آزماؤن اگر یہ بازی میرے ہاتھ آئی تو اپنی سب جنس ہاری ہوئی تجھسے پھیر لون نہین تو تیری
لونڈی ہوکر رہون شاہزادے کے طالع کا ستارہ آسمان ترقی پر چمک رہا تھا بات کی بات مین وہ بھی بازی
جیت لی تب تو وہ سرو قد اُٹھ کھڑی ہوئی اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگی کہ ایجوان خدا کی مدد سے تونے مجھے اپنی
لونڈیون مین ملایا غرضکہ جس شکار کے واسطے روی زمین کے بادشاہون نے تمام عمر صرف کی
بخت بلند کی مدد سے اُسکو تونے ہاتھون ہاتھ پکڑ لیا اب یہ تیرا گھر ہی مجھکو اپنے نکاح مین لا اور باقی عمر
دولت وحشمت کے ساتھ یہین بسر لیجا تاج الملوک نے کہا کہ یہ مجھسے نہوسکیگا مجھے ایک بڑی مہم درپیش ہی اگر
حق تعالی کے فضل وکرم سے مین اسپر فتحیاب ہونگا تو البتہ تو بھی کامیاب ہوگی اب تجھے لازم ہی کہ بارہ برس
تک میرے انتظار مین نیکبختی کا لباس پہنکر حق تعالی کی عبادت مین مشغول رہے اور ا
ہاتھ اُٹھائے اُسنے کہا ای بوستان سرداری کے نونہال ابتک تیرے گلشن جوانی کا شگوفہ نہین پھولا اور
بہارستان شباب کے چمنون کو صرصر پیری کا جھوکا بھی نہین لگا کیا لازم ہی جو تو سفر کرکے آتشکدہ محنت مین عمدا
آپکو گرائے اور آتش سرگردانی قصر شادمانی مین قصدا لگائے مجھکو بھی اس کیفیت سے مطلع کر کہ مین بھی تیرے
ساتھ جبتک میرے قالب مین جان رہے اور وہ مہم سر نہو سعی وتردد کرون کہ اب مجھکو تیرے بغیر یہ گھر بندیخانہ ہی

بیت ای عجیبی گھر بے خبر از یار گئی زندان ہی ہو بہر در و دیوار پر لکھ دست تجھے اس بات کو ✤ جب وہ علامہ نے اس اثر بسینہ
سے کہولنے مین حد سے زیادہ مبالغہ کیا تب شاہزادے نے کہا کہ سن میرا نام تاج الملوک ہی اور زین الملوک شرقستان
کے بادشاہ کا بیٹا ہون قضا کار میرے باپ کی آنکھین جاتی رہین حکیمون و طبیبون نے بالاتفاق گل بکاؤلی کے سوا
اور کچھ دوا تجویز نہ کی اسی روز سے میرے چار بھائی جو چند روز سے تیری قید مین ہین گل مذکور کی تلاش کو نکلے
ہین مین بہی خفیہ انکے ساتھ تہا وہ تو تیرے مکر و فریب کے دام مین پہنس گئے مین سیکڑون حیلون سے تجھ تک پونہچا
اور غالب ہوا اب اسکی تلاش مین جاتا ہون اگر گل مقصود میرے ہاتھ آیا تو آیا نہین تو اسکے پیچھے جان لے کہ مینے
اپنی جان سے ہاتھ اٹھایا اسنے سنکر کہا ای شہزادے یہ کیا خیال باطل تیرے دلمین سمایا اور اندیشہ فاسد تیرے
ذہمین آیا ذرے کو کیا مجال کہ آپ کو آفتاب کی منزل تک پونہچاوے پرند کی کیا طاقت کہ آپ کو ہمدم صبا بنائے حسن و گل بکاولی
پریون کے بادشاہ کی بیٹی ہی اسکے باغ مین وہ گل ہی پر اسکی چاردیواری کو آفتاب بہی نظر اٹھاکے دیکھ نہین سکتا
ہزارون دیو اسکے نگہبانی کے واسطے چارون طرف مستعد رہتے ہین کسی ذی روح کو طاقت نہین کہ بنا اجازت
انکی وہان تک پونہچے اور بیشمار پریان پاسبانی کے لئے ہوا پر مقرر رہین کہ کوئی پرندہ پر نہ مارے اسکے سوا
زمین پر سانپ بچھو لا انتہا آٹھ پہر چوکی دیتے ہین کہ کوئی اس راہ سے بہی اسکے پاس پونہچ سکے اور زمین کے
نیچے چوہونکا بادشاہ ہزارون چوہون کے ساتھ دن رات خبرداری کرتا ہی کہ سرنگ کی راہ سے بہی کسی کی رسائی
نہو پس تو یہ ہی چیونٹی چاہے کہ رینگتے ہوئی کسی حیلے سے اس تک پونہچے ممکن نہین ای شاہزادے تو اس جوانی
مین نہار گرفتار نہو قرآن شریف مین آیا ہی کہ نہ ڈالو تم اپنے ہاتھ ہلاکت کیطرف اور شیخ سعدی شیرازی نے بہی
فرمایا ہی جسکا ترجمہ یہ ہی **بیت** کوئی مرتا نہین ہی بن آئے ✤ لیک تو منہ مین اژدہے کے نجا ✤ شہزادے نے کہا
فی الحقیقت یہی بات ہی مگر حق تعالی نے اپنی مہربانی سے خلیل اللہ پر آگ کو گلزار کر دیا تہا اگر مین عاشق ثابت قدم ہون
اور میرے عشق کا جذبہ صادق ہی تو البتہ شاہد مراد کے دامن تک میرا دسترس ہوگا **مصرع** کیا کر سکے ہی
دشمن جو دوست مہربان ہو ✤ تو میرے چھوٹے سے قد پر نجا اگرچہ بنی آدم قوت مین دیو سے کمتر ہین لیکن فہم و فراست
مین زیادہ تر ہین چنانچہ حق تعالی نے فرمایا ہی کہ ہر آینہ بزرگی دی ہی مینے بنی آدم کو

حکایت ... ور شیر کی

وہ تونے سنا ہی یا نہین کہ کسی جنگل مین ایک روز برہمن کا گذر ہوا کیا دیکھتا ہی
کہ ایک [illegible] موٹی رسی سے جکڑا ہوا پنجرے مین بند ہی وہ اسکو دیکھکر نہایت غریبی سے گڑگڑانے لگا
کہ ای دیوتا اگر تو میرے اس حال زار پر رحم کر اور اس قید سے مجھکو نجات دے تو اس جان بخشی
کی عوض ایک نہ ایک دن مین بہی تیرے کام آؤنگا برہمن سادہ لوح کا دل شیر کے
تملق سے بھر آیا مگر عقل کے اندہے کو یہ نہ سوجھا کہ دشمن ہی اسکی بات کا اعتبار کیا چاہتے

نے وہ تامل قفس کا دروازہ کھول کر اُسکے ہاتھ پاؤن کھول دیئے بند سے خلاص ہوتے ہی اُس خونخوار نے اُس کو بے
اندیشہ کو گردن سے پکڑ کر اپنی پیٹھہ پر ڈال لیا اور وہانسے چل نکلا بیت ؎ نیکی کرنی بدونسے ایسی ہی ✤ جیسے نیکونسے
کی بدی تو نے ✤ برہمن نے کہا اے شیر مینے تجھسے بھلائی کی نیکی کی امید پر اور تو ارادہ بدی کا رکھتا ہے سچ
مین نیکی سے گذر ابدی بھی نکر ✤ شیر بولا کہ ہمارے مذہب مین نیکی کی جزا بدی ہی اگر میرے کہنے کا اعتبار نہ ہو
تو چل کسی دوسرے سے پچھوا دون جو وہ کہے سو صحیح اس بات پر وہ گو برگنیش راضی ہوا اُس جنگل مین بڑا پرانا برگد کا
درخت تھا شیر اور برہمن اُسکے نیچے گئے شیر نے اپنی درخواست اُس سے ظاہر کی اُسنے اُسکے جواب مین کہا شیر سچ
کہتا ہی اسوقت نیکی کا بدلا بدی کے سوا اور کچھ نہین اے برہمن سن کہ مین برسر راہ ایک پاؤنسے کھڑا ہون اور سب
چھوٹے بڑے مسافرون پر سایہ کرتا ہون لیکن جو مسافر گرمی کا مارا میرے سایئے مین آکر دم لیتا ہی بیٹھکر ہوا کھاتا
ہی وہ چلتے وقت اپنے سر پر سایہ کرنیکو میری ڈالی توڑ کر لیجاتا ہی کوئی میری شاخ کی لاٹھی بناتا ہی کہہ بھلائی کا
عوض بُرائی ہی یا نہین شیر نے کہا کہہ دیوتا اب کیا کہتے ہو اُسنے کہا کسی اور سے بھی پوچھہ شیر نے چند قدم
آگے جا کر راستے سے اس بات کو پوچھا اُسنے کہا شیر سچا ہی سنو مشفق جی مسافر مجھے بھولکر ادھر اُدھر بھٹکتا پھرتا ہی
جب مین اُسسے ملتا ہون تب وہ بآرام تمام اپنی منزل مقصود کو پہنچتا ہی لیکن اسکے بدلے وہ میری چھاتی پر پیشاب
کرتا ہی جا ضرور بھی پھرتا ہی برہمن بولا تیسرے سے اور بھی دریافت کر پھر جو تیری رضا ہو کہا بہتر ہی شیر آگے بڑھا
سامنے سے ایک گیدڑ ٹیلے پر بیٹھا نظر آیا اُسنے ارادہ بھاگنے کا کیا شیر للکارا کہ اے گیدڑ تو کچھ اندیشہ نکر ہم ایک
بات پوچھنے تیرے پاس آتے ہین تب وہ بولا کہ حضرت کو جو کچھ ارشاد کرنا ہی دور سے فرمایئے کہ خود بدولت کے
رعب سے اس عاجز کا طایر ہوش و حواس اُڑا جاتا ہی شیر نے کہا کہ اس برہمن نے مجھسے نیکی کی ہی اور مین
اس سے ارادہ بدی کا رکھتا ہون تو کہہ اس مقدمے مین کیا کہتا ہی گیدڑ نے عرض کی یہ بات جو آپ ارشاد کرتے
ہین اس خاکسار کے خیال مین نہین آتی آدمی کی کیا مجال جو قوی ہیکل جانورونکے شاہنشاہ سے کہ جسکے روبرو
انسان ایک پشہ سے بدتر ہی کچھہ کر سکے مجکو اس بات کا اعتماد نہین آتا جب تک کہ اپنی آنکھون سے نہ
دیکھون شیر نے کہا آ ہم دکھا دین پھر شیر برہمن کو لئے آگے آگے اور گیدڑ آہستہ آہستہ پیچھے پیچھے روانہ
ہوا ایک آن مین پنجرے کے پاس تینون آ کر پہنچے برہمن نے کہا اے گیدڑ شیر اسی پنجرے مین بند تھا مینے خلاص کیا
کہہ بتر الکیا فتو ہی گیدڑ بولا کہ اتنا بڑا شیر اس چھوٹے سے پنجرے مین کیونکر تھا اب میرے روبرو پھر اسمین جائے
اور جسطرح اسکے ہاتھ پاؤن بندھے تھے اُسیصورت سے باندھ کے پھر تو کھولے تو مین جانون شیر اندر
گیا اور برہمن اُسکے ہاتھ پاؤن باندھنے لگا گیدڑ نے کہا اگر آگے سے اسکے باندھنے مین کچھ بھی فرق کریگا
تو باللہ مین ہرگز اس بات کا جواب نہ دے سکونگا اُسنے گیدڑ کے کہنے سے شیر کو خوب مضبوط باندھا اور

[illegible]

اور پنجرے کا دروازہ بند کر کے کہا اے گیدڑ دیکھ اسطرح یہ گرفتار تھا جو مینے کھولا گیدڑ بولا تھہر تڑپین تیری عقل پر اے نادان ایسے دشمن قوی سے نیکی کرنی اپنے پاؤن مین کلہاڑی مارنی ہی تجھے کیا ضرور کہ دشمن کو قید سے چھڑ دے جا اپنی راہ لے دشمن تیرا مغلوب ہوا اے عزیز یہ سچ ہی جو کوئی بیصبری اور فریاد اپنی نفس کے جو مثل شیر جسم کے پنجرے مین بند ہی سنے اور اُسکے حال پر رحم کر کے صبر اور توکل کی رسی اسکے ہاتھ پانو سے بیجا با کھول دے تو پھر صورت آپ کو اُسکا لقمہ بنا دے مگر خضر رہنما کی دستگیری سے بچے تو بچے اے بیسوا یہ ذکر سو اُسطے مینے کیا جو تو جانے کہ طاقت جسمانی قوت روحانی پر زیادتی نہین رکھتی اب تجھے یہ لازم ہی کہ پورب پچھم کے شاہزادون کو جو تمنے اپنے مکر و فریب سے قید کیا ہی چھوڑ دے حق تعالی تجکو بھی دوزخ کی قید سے نجات دیگا لیکن اپنے بھائیون کے واسطے بہت تقید سے کہا کہ جب تک خدا مجھے پھر یہان لائے انکی حفاظت قرار واقعی کیجیو یہ کہکر رخصت چاہی تب اُسنے با چشم جو بنار یہ چند اشعار پڑھے **اشعار** آتش سوز انمین تو اے شوخ بی پروا نجا + نقد جان بیکسان کو چھوڑ کر تنہا نجا + تشنہ لب اے ابر نیسان اس صدف کو چھوڑ کر + جانب پیرانہ ظالم اسقدر دوڑا نجا + چل رہی ہی چار سو باد حوادث تیز و تند + کلبہ احزان سے تو اے شادی دلہا نجا + تو نہین واقف ہی حیلے سے زمانیکے ابھی + یوسف دوران یہ زندان ہی تو اب پھر انجا + جسمین تو جاتا ہی وہ ہی بحر ناپیدا کنار + مان میری بات کو ظالم یہین بیجا نجا + حشر مین پروانیکو دے گا بھلا کیا تو جواب + یا چھوڑ کر اسکو کبھی اے شمع نور افزا نجا + اے عزیز تو نے معلوم کیا کہ یہ مینے کیا کہا اسبات کا حاصل یہ ہی کہ دل عرش منزل تیرا جو رونق بخش تخت بادشاہی کا اور دیکھنے والا مادی اور مجرد کا تھا جب اُسکی آنکھ اس خلقت ناپاک پر پڑی اُسکی بصارت کو تنگ لگا اور دیدہ روشن تاریک ہو گیا اب اُسے اور سرمہ بینائی ڈہونڈہ یعنی گل مراد کی تلاش مین کوشش کر لیکن راہ مین دنیای عیارہ کی بازی مین کہ تختہ فریب کا دہرا ہوا ہی مشغول نہونا ایسا داوہ فاحشہ پہلے تجھکو فریفتہ کر کے ہتیا دے اور بعد اُسکے مکر کی تلی اور فریب کے چوہے کی مدد سے اچھا پانسا اپنے حسب مرضی پھینکے اور اچانک تیرے توکل کا سرمایہ آخر ہو جای تب تجھکو دائم الحبس کر رکھے اگر تو صبر کے نیولے کی اعانت سے اس مکارہ کی بازی طلسم کو درہم برہم کر دے تو وہ فاحشہ جو بادشاہون اور گردنکشون کی ہمنشین ہی تیری فرمانبردار لونڈی ہو کر چاہے کہ تجکو اپنے حسن و جمال پر لبھالے پھر اگر تو اسکے منہ پر الفت سے نگاہ نکرے تو یقین ہی کہ گل مراد کے دامن تک تیرا دسترس ہو

داستان تاج الملوک کے پہنچنے کی بکاولی کی سرزمین مین دیو کی مدد سے

راوی شیرین زبان یہ داستان یون بیان کرتا ہی کہ تاج الملوک نے ٹھاٹھہ قلندرانہ کیا اور چہرے پر راکھ مل پھر خدا کا نام لیکر چل نکلا بعد کتنی روز کے ایک ایسے وادی پرخار مین کہ جسکی انتہا نتھی تاریکی سے ہرگز دن رات مین فرق معلوم نہوتا تھا سپیدی اور سیاہی مین فرق بھی امتیاز نکیا جاتا تھا ناچار وارد ہوا اور اپنے دل کو ڈہارس یون دے کہنے لگا کہ اے عزیز یہ پہلی ہی بحر مصیبت کی لہر ہی تجکو تو ابھی سات دریا کا تیرنا ہی ہمت کی کمر چست باندہ اور سمندر کی مانند

ہو اس آتشکدے مین ڈال دیکہہ تو خدا کیا کرتا ہی **بیت** غواص کیے خوف جو گہر پاتو نسے + تو ایک بہی موتی نہ لگے ہاتہ سے
چلے آخرش اُس صحرا مین چل نکلا جو قدم پڑتا تہا کانٹا گڑتا تہا ہر گام پر آہ و نالہ کرتا تہا غرض اُس جنگل خونخوار مین جو جا بجا
سے تاریک تر تہا درندونکا مسکن پرخطر تہا اگر ایکدم وہان آفتاب آئے تو اپنا نور کہو جائے ہر طرف اژدہے بہوکے
سے منہ کہولے پڑے تہے گویا خالی گہرونکے دروازے چہالونکے سوا نہ کہین دانہ پہل پہولون کے سوا نہ کوئی
مدت تک شاہزادہ داہنے بائین چارونطرف دوڑتا پہرا جہاڑیون کے رگڑونسے بدن چہل گیا ہر ایک عضو سے
ٹپکنے لگا یہانتک کہ پہوسلے ٹلے اُسکے ببول کے کانٹون سے چہد گئے کہتے ہین کہ شاہزادے نے
مصیبت و محنت اُٹہا کر بارے اُس جنگل کو طے کیا اور لاکہون سجدے شکر الہی کے بجا لا کر آگے بڑہا سامنے
سے ایک پہاڑ سا بیٹہا نظر آیا وہ سمجہا یہ پہار ہی جب نزدیک پہونچا دفعۃً اُس ظالم نے اپنے قد کو بلند کر ہمسر فلک
کیا اور مارے خوشی کے بادل سا گرج کر بولا کہ تصدق جاؤن مین اپنے رزاق کے اور قربان ہون اُس خالق کے
جسنے ایسا لقمہ لطیف مجہ دیو کثیف کیواسطے گہر بیٹہے بہیجا یہ کہکر شہزادے سے مخاطب ہو کر بولا کہ اس ایام جوانی
مین تجہے کس نے عروس اجل کا مشتاق کیا اور حلاوت زندگانی کو تجہپر شاق کیا جو تو شہر حیات کو چہوڑ کر اس خرابۂ خوش
سے ویرانۂ موت مین آیا شہزادہ اُسکی ہیبت سے تہرایا چہرے کا رنگ تنگ سا اُڑ گیا
نے لگین کہا اے دیو تو میرا حال کیا پوچہتا ہی کہ زندگی اس دنیاے فانی کی مجہپر وبال ہوئی ہی جان
ہوتی تو مین ہرگز آپکو موت کے پنجے مین نہ ڈالتا اور تجہسے خونخوار کے دام مین گرفتار نہوتا اب مجہکو اس زندگی
صعوبت سے چہڑا اور بلا توقف میرا کام تمام کر کہ ایک ساعت کی زیست مجہپر سو برس کی مشقت کے برابر ہی **بیت**
خوشی سے تو ہی زیست خضر کی تہوڑی + نہین تو نیم نفس بہی بہت ہی جینے کو + دیو کو اُسکی دردانگیز باتون پر رحم آیا
حضرت سلیمان علیہ السلام کی قسم کہا کر یہ بات زبان پر لایا کہ اے آدمزاد مین تجہے ہرگز رنجیدہ خاطر نکرونگا اور سر مو تصدیع
نہ دونگا بلکہ اپنی پناہ مین رکہکر جس مطلب کیواسطے تو نکلا ہی اُسمین کوشش و مدد کرونگا پس ہر روز دیو شہزادے پر
شفقت زیادہ کرتا اور بار بار دلاسا دیا کرتا تاج الملوک بہی میٹہی میٹہی باتین کر کے اُس سے شیر و شکر کے مانند مل گیا
اور چاپلوسی اور تملق سے اُسکو محبت کے شیشے مین اُتارا القصہ ایک روز دیو نے مہربان ہو کر کہا کہ تیری غذا کیا ہی
ن لا دون تاج الملوک نے عرض کی آدمیون کی غذا شکر گہی مائدہ گوشت وغیرہ یہی چیزین ہین یہ سنتے ہی
ایسے قافلے پر پہونچا کہ جسکے لوگ شکر اور گہی اور مائدہ اونٹہونپر لادے ہوئے کہین لئے جاتے تہے وہ لدے
لدے اونٹ اُٹہا کر شاہزادے کے آگے لے آیا کہا اپنی خورش لے اور اُسمین سے کچہ کہا تاج الملوک نے
اونٹہونپر سے وہ سب اُتار لیا اور اُنہین جنگلون مین چہوڑ دیا پہر ہر روز اپنے کہانے کی موافق کچی پکی روٹی پکا کر کہانے لگا اسیطرح
روز گذرے ایکدن شہزادے نے کئی من میدہ ایک گہی شکر ملا کے بڑی بڑی پتہر کی چٹانپر

[illegible] جنگل میں پہونچے شہزادہ [illegible] اِدھر اُدھر سے سوکھی لکڑیاں جمع کرکے روغنی روٹ سینک سیا نمک کر
تیار کئے اور ایک وقت کے کباب بھی خوب بانمکین ہو نے دیو نے دیکھکر پوچھا کہ آج تو نے کیوں اتنی تکلیف اُٹھائی اور
کس واسطے فضول [illegible] تاج الملوک نے کہا یہ سب تمہارے لئے ہی تاکہ تم بھی ایک نوالہ آمین سے کہا کر آدمیونکے
کہانے کی لذت دریافت کرو دیو نے ایکبارگی سب کا سب اُٹھا کر منہ میں ڈال لیا از بسکہ اسطرح کے کہانے کی اُسنے لذت
کبھی نہ چکھی تھی مارے خوشی کے اُچھل اُچھل کر ناچتا تھا اور بار بار شاباش کہکر تعریف کرتا تھا اور کہتا اے آدمی زاد
تو نے مجھے ایسی چیز کہلائی کہ میرے باپ دادے نے بھی کبھی نہ کہائی ہوگی بلکہ آج تک کسی دیو نے ایسے کہانے کی لذت
نہ پائی ہوگی اس حق [illegible] احسان میں بدنام [illegible] ہونگا اور [illegible] تیرا ممنون رہونگا شاہزادے نے جو اُسکی رغبت
دیکھی تو ہر روز نئی قسم کی روٹی اور کباب تیار کرکے کہلاتا دیو نہایت محظوظ اور خوش ہوتا یہانتک کہ ایک روز خود
بخود کہنے لگا اے آدم زاد تو ہر روز اس لقمہ لذیذ سے مجھے ایسا خرسند کرتا ہے اگر میرے بدن پر ہر رونگٹے کی جگہ
زبان پیدا ہو اور ہر زبان سے شکر تیرے احسان کا ادا کروں تو بھی نہ ہو سکے لیکن ابتک تیرا کوئی کام میرے ہاتھ سے
نہیں نکلا اگر کچھ مطلب ہو تو بیان کر تاج الملوک نے عرض کی کہ مینے سنا ہے دیونکا مزاج اکثر جھوٹ کیطرف راغب
ہوتا ہے اور اپنی بات پر قائم نہیں رہتے اگر تم حضرت سلیمان کی قسم کہاؤ تو میں اپنا راز تمسے ظاہر کروں وہ بولا کہ میں اُس
بزرگ کی قسم سے ڈرتا ہوں [illegible] جانے تو کیا بات ہے اگر وہ مجھسے نہ ہو سکے تو مرنا پڑے آخرش چار و ناچار قسم کہائی اور پوچھا
کہ کیا مطلب ہے تاج الملوک نے کہا ایک تو یہ ہے مجھکو ملک بکاؤلی کی سیر کا سودا ہوا ہے اُس سرزمین میں پہونچا دے
[illegible] یہ بات سنتے ہی اُسنے ایک آہ سرد سینے سے کہینچا اور دوہتّڑ اپنے سر پر مار کر بیہوش ہو گیا بعد
ایک ساعت کے ہوش میں آیا ہائے ہائے کرنے لگا اور ماتم زدوں کی سی صورت بنا کر بولا اے آدم زاد حقتعالی نے
تیری اجل کا سررشتہ میرے ہاتھ میں دیا بلکہ میری حیات کی باگ تیرے ہاتھ میں دی سن بکاؤلی پریوں کے بادشاہ کی بیٹی
ہے اور اٹھارہ ہزار دیو بلکہ اس سے بھی زیادہ اُسکے باپ کے غلام ہیں وہ ہر طرف اُس ملک کی پاسبانی کرتے ہیں
اور ایک طرف ملک کے خاص [illegible] جو اس ملک سے نزدیک ہیں اُنہوں نے بھی اُس شہر کی چار دیواری کو نہ دیکھا
کسی [illegible] کی کیا طاقت بلکہ [illegible] اُن دیوؤں کی اجازت کے بغیر جو برس روز کی راہ تک نگہبان ہیں ممکن نہیں
[illegible] پہنچ سکے [illegible] بیشمار [illegible] نگہبانی میں مشغول ہیں کہ کوئی پرندہ اُس سرحد میں پر نمارے اور زمین کے
نیچے [illegible] بادشاہ نے [illegible] اور سانپ بچھوؤنکا لشکر زمین پر محافظت کیواسطے مقرر ہے تاکوئی
سرنگ لگا کر [illegible] پہنچے [illegible] پہنچاؤں اور جو نہ پہنچاؤں تو یقین ہے کہ بسبب اس قسم کے جان سے جاؤں اب تو
[illegible] کام [illegible] عجب سے کیا ظاہر ہوا اور میری کوشش کے ہاتھوں کیا
[illegible] تاج الملوک نے [illegible] کیا جب کہا [illegible] نے طیار دیکھا جنگہاڑا فوراً شمال کیطرف سے ایک اژدہا دیو

پہاڑ سا پونہچا اور دونو دست بوسی کرکے بیٹھ گئے پھر تاج الملوک پر دوسرے دیو کی نظر جا پڑی شاہزادے نے فی الفور
جھک کر سلام کیا اُسکے سلام کرنے سے دیو نے حیران ہوکر صاحب خانہ سے پوچھا کہ ای بھائی یہ مقام تعجب کا ہی اب
تک کسی نے نہ دیکھا نہ سنا ہوگا کہ دیو اور آدمی سے موافقت ہو اور دونو ایک جگہ ہمنشین رہین اسکے یہان رہنے کا کیا
باعث ہی دیو نے کہا ای بھائی اس آدم زاد نے مجھکو نہایت ممنون کیا ہی مجھے کسیطرح اس احسان سے سبکدوشی
منظور نہین اور تجھکو اسیواسطے بلایا ہی کہ تو بھی اسکے ہنر سے واقف ہو یہ کہکے صاحب خانہ نے سرانجام مہمانی کا لا مہمان
کے روبرو رکھا وہ دیو اُس لقمۂ شیرین کو منہ مین ڈالتے ہی نہایت متلذذ ہوکر خوشی کے مارے ناچنے لگا آخر کہا
پی کر مہمان نے کہا کہ کہو بھائی تمسے بھی آج تک اس آدمی کا کچھ کام ہوا یا نہین گھر کے مالک نے جواب دیا کہ یہ شخص ایسے
کام کیواسطے تکلیف دیتا ہی کہ میرے حد امکان سے باہر اور سعی اور تردد کے احاطے سے خارج ہی اگر تو مہربانی کرے
تو شاید یہ کامیاب ہو پھر اُسنے پوچھا یار ایسی کون سی بات ہی جو تم اُسمین عاجز ہو میزبان نے کہا اسکو سیر ملک بکاؤلی
کی خواہش ہی مہمان بولا ع جو جان بوجھکے پوچھے تو پھر خطا ہی سوال ✤ صاحب خانہ نے کہا کہ مینے حضرت سلیمان کی قسم
کھائی ہی اگر تو توجہ کرکے اسکو شاہد مراد سے ملائے تو فی الحقیقت میری جان بخشی کرے القصہ اُس دیو کی بہن حمالہ
نام اٹھارہ ہزار دیو جو بکاؤلی کے ملک خاص کے چوکیدار تھے اُنکی وہ سردار تھی اُسکو ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ
ای خواہر عزیز مجھکو اندنون مین ایک سفر ایسا درپیش ہوا ہی کہ بغیر گئے کسی صورت سے مجھے رہائی نہین اور ایک مدت سے
مینے ایک آدم زاد کو بجای فرزند پرورش کیا ہی اب میرے جانیکے بعد گھر خالی رہیگا بہرصورت جای خوف و خطر ہی
اسیواسطے اس نور دیدہ کو تمہاری خدمت مین روانہ کیا چاہئے کہ اسکے حال پر شفقت کی نظر رکھو کسی طرح سے تصدیع
نہ اٹھانے والسلام اور قاصد کے ہاتھ مین دیا پھر تاج الملوک کیطرف منہ پھیر کر اشارہ کیا کہ اسکے ساتھ جا مینے تو کمند
سعی اور تردد اپنی بازو کے زور سے میدان مطلب مین پھینکی اگر تیرا چوگان بخت مدد کرے تو شاید تو اپنے مطلب کو
پونہچے یہ کہکر قاصد کے بائین ہاتھ پر بٹھا دیا اُسنے داہنے ہاتھ کا سایہ کیا اور رستہ پکڑا بخیریت تمام منزل مقصود مین جا پونہچا
اور دور سے حمالہ کو سلام کرکے شاہزادے کو نامہ سمیت حوالہ کیا وہ دیکھکر نہایت خوشی سے باغ باغ ہوکر غنچہ کے مانند
کھل گئی بیت سماتی تھی نہ اپنے پیرہن مین ✤ خوشی سے روح پھولی تھی بدن مین ✤ الغرض قاصد کیطرف متوجہ ہو
کہنے لگی اگر بھائی مجھکو سرخ گندھک کی کان بھیجتا یا انگوٹھی حضرت سلیمان کی تو مین اتنا خوش نہوتی جیسا کہ اسکے آنے سے
ہوئی اُسکے بعد خط کا لفافہ کھولکر اُسکا احوال دریافت کرکے جواب لکھا کہ ای برادر مجھکو ایکدن بستی کی سیر کا اتفاق ہوا تھا
وہان ایک بادشاہ کی بیٹی نہایت خوبصورت لاثانی میرے ہاتھ لگی اُسکو بیٹی کیطرح مینے پرورش کیا محمودہ نام رکھا اب
وہ چودہ برس کی چودھوین رات کے چاند سی ہوئی کارساز نے اُسکا جوڑا اس تقریب سے بھیجا الحمد للہ کہ
یہ بات خاطر خواہ بن پڑی زیادہ شوق ملاقات والسلام اور خط دیکے نامہ بر کو رخصت کیا پھر محمودہ کو

ایک [illegible] ہر روشنی چشم ظاہر بین کی سات ہر دو مین ہی اور تجلی باریتعالی کی کہ نور دیدہ
اولیا [illegible] ہزار برس سے [illegible] اگر یہ ارادہ ہو کہ وہ پردے درمیان سے اٹھین تو پہلے اس بڑے نگہبان دیو نفس
کا حجاب [illegible] سے اٹھا کر اسکو [illegible] کر کہ وہ لعین اپنی بگڑی چھوڑ کر محمودہ کے مقام مین پونہچا لیکن
یہ [illegible] سے انسان سمجھے تو سمجھ [illegible]

پانچوین داستان تاج الملوک کے پونہچنے کی بکاولی کے باغ مین اور لینا گل مقصود کا اور عاشق ہونا

بکاولی پر القصہ تاج الملوک بات محمودہ کی صحبت مین [illegible] لیکن کبھی اس غنچہ دہن کا دل اسکی باتون سے نہ کہلا اور کبھی اس
[illegible] پاس [illegible] محمودہ سے [illegible] ملو شاید آدمیون کی یہی وضع ہی جو انکو اپنی سمجھ ابہ
[illegible] ہوش [illegible] کے تیسے اٹھ کہڑے ہون تاج الملوک بولا
[illegible] انسان [illegible] کچھ زیادہ ہی مگر کسی [illegible] تجھ سے اجی نہین چاہتا بلکہ جان شیرین بہی
[illegible] اور مینے عہد کیا ہی کہ جب تک [illegible] نہو دنیا کی تمام لذتونکو حرام سمجھون کسی سے
[illegible] بیان کرتا ہون [illegible] بکاولی کے دیکھنے کی خواہش رکہتا ہون محمودہ نے جواب دیا
[illegible] انشاء اللہ تعالی [illegible] امید کی [illegible] سے کہولونگی اور وہ ملک تجھے دکھاؤنگی خیر وہ رات
جون تون [illegible] جب [illegible] چھپا اور آفتاب نکلا [illegible] کو خوابگاہ سے باہر لائی اور اپنے داہنے بائین زانوؤن پر بٹھا کر
شفقت اور الطاف مادرانہ [illegible] محمودہ بہی سر قدم اٹھکر آداب بجا لائی اور عرض کی ای اماں جان مین کچھ گزارش
کرتی ہون اگر قبول ہو تو کرون حمالہ نے سر اور آنکھین چوم کر کہا کہ بے تکلف کہو محمودہ بولی کہ یہ ملک
بکاولی [illegible] کا ارادہ رکہتے ہین جسطرح [illegible] سکے انکو وہان پونہچاو حمالہ نے چند در چند حیلے اور عذر کیے
[illegible] دیکھا [illegible] کسیطرح اسکا خیال نہین چھوڑتی ناچار قبول کیا اور [illegible] ہوکے بادشاہ کو بلا کر فرمایا کہ اسیوقت
[illegible] بکاولی کے باغ [illegible] شاہزادے کو کہ میری حیات کا سرمایہ ہی اپنی گردن پر سوار کر کے
[illegible] مین [illegible] خبردار [illegible] اپنی گردن سے نیچے نہ اترنے دیجیو اسنے بموجب حکم کے ویسا
ہی [illegible] باغ مین پونہچکر شاہزادے نے [illegible] چاہا کہ اتر کر اسمین جائے پر دیو نے نہ چھوڑا اور [illegible] نے کہا کیا
[illegible] کہ اگر تو مجھے اس باغ کی سیر کو جانے دے تو بہتر نہین تو مین ابہی ہلاک کرتا ہون چونکہ ڈرا کہ اگر یہ اپنی
جان [illegible] جائیگا تو مین بہی حمالہ کے ہاتھ سے [illegible] ناچار جانے دیا تاج الملوک جاکر دیکھتا کیا ہی کہ سونیکی زمین پر زر
خالص کی چار دیواری [illegible] لعل بدخشان [illegible] نیچے سے اوپر تک جڑے ہین [illegible] کے چبوترے کے آس پاس فیروزے
کی [illegible] گلاب [illegible] جاری ہین سبحان اللہ کیا سہانا باغ ہی کہ دیکھنے والونکے منہ پر جسکے چمن کے
[illegible] نظر آتی اور [illegible] سرخی سے گل سرخ آفتاب کا شرمندگی کے مارے پسینے مین ڈوب جائے

وہان انکے انگور کا خوشہ سبزہ زمرد مین عقد پروین کا رنگ بڑہاتا ہی اور سنبل کا عالم ہر ایک ہر وچہار [illegible] لے لہو ملرو اد
مین لاتا ہی اگر اُسکے گلزار کی شبنم کا ایک قطرہ سمندر مین پہونچے تو مچھلیون مین گلاب کی بو آنے لگے جو [illegible] ملے پرندون
کی صدا آسمان کے کان مین پڑے تو پھرنے سے باز رہے اور اگر زہرہ اُسنے تو فی الفور وجد مین آکر [illegible] ہوکر ماہتاب کے
دف سمیت زمین پر گر پڑے معشوق انکے فندقونسے وہان انکے عناب نگین ہیرا و رسرد اگر پڑے مین آ [illegible] وہانسے کہین پھر
اُسکے ایوان کی شمع کا اگر مرغ زرین فلک پروانہ ہو تو بجا ہی اور مہتاب اُوسکی صفائی پر دیوانہ ہو تو روا ہی طرفہ تو یہ کہ
لعل کے درختون مین موتیون کے گچھے ایسے درخشان ہین جیسے خورشید کے شجر مین ستارونکے خوشے آویزان
گلاب کے جھاڑ اور حوضون پر زمرد کی ڈالیان ہوا سے جھک جھک کرین اور بطین کو [illegible] چراغ [illegible] مین تیرتی پھرین شہزادہ سیر
ڈھنگ دیکھتا بھالتا قدم بڑہائے چلا جاتا تھا کہ ایک دالان صرف یاقوت کا اور اُسکے سامنے زبرجد کا اور بیچ مین ایک
حوض مرصع پاکیزہ گلاب سے بھرا ہوا اُسکی اطراف آئینے ناو دانون مین جواہر خوش آب کے لگے نیر ہوئے اور اسمین ایک پھول
نہایت لطیف و نازک خوشبو کھلا ہوا نظر آیا تاج الملوک نے اپنے ذہن کی رسائی سے دریافت کیا کہ ہو نہ ہو گل بکاؤلی
یہی ہی فوراً کپڑے اُتار کر حوض مین کود ا اور گل مقصود کو لیکر کنارے پر آیا پوشاک پہن کر اُسکو کمر مین باندھ لیا پھر محل کی
سیر کو متوجہ ہوا آگے بڑہتے ہی ایک قصر عقیق یمانی کا نظر آیا در و دیوار اُسکے ہم پہلوی آسمان نئے طرز کے بنے ہوئے
ہر مکان کی چمک کے آگے دہوپ پھیکی اور چاندنی دہندلی بے پروا ہو کر مانند شوق کے بال و پر کہولے ہوئے
اُسکے اندر بیدھڑک چلا آیا پھر ایک دالان نہایت خوش اسلوب عقیق اُسکا بہت خوب اُسکی ساخت کے نئے آئین اور
خوش قطع پھر ایک شہ نشین نظر پڑے پردے اُسکے کارچوبی جابجا سلمے کی بیل ستارونکے بوٹے پر سب
چھوٹے ہوئے تھے شہزادہ اُسمین بھی در آیا مگر ہکا بکا سا کھڑا رہگیا کہ ایک جڑاؤ پلنگ پر ایک پری نازنین دبلی پتلی مست
خواب بے حجاب نظر آئی بال بکھرے ہوئے کاجل پھیلا ہوا انگیا مسکی ہوئی کُرتی سرکی ہوئی پائجہ چڑھا ہوا گچھا ازاربند کا
لٹکا ہوا ناز سے ہاتھ ماتھے پر رکھے ہوئے جوانی کی نیند مین سوتی ہی اُسکے رخسار آتشناک سے زمین اور آسمان نورانی
[illegible] اور اُسکی چشم سیہ مست سے نرگس کو مدام پشیمانی لب نازک کے رشک سے لالہ خون مین
[illegible] ناتوان معلم بہار اُسکے غنچہ دہن سے کوئی حرف سُنے تو اطفال شگوفہ
[illegible] ہوے [illegible] شب اُسکی زلف مشکین کے سائے مین آئے تو آفتاب کی تیغ شعاع سے مارا جائے

اشعار

سرو قد گلعذار عنبر بو
سلک دندانسے گوہر جیسے پایا

شکرین لب عزیز دل ہر رو
تو ثریا کو پروہ ہی بہاتا

کہین پردیسے گروہ باہر آئے
وصف کرتا ہی کیا ذات گلکا

چاند سورج کی جوت یکسر جائے
اُسکی بلبل کو اس چمن مین لا

تاج الملوک دیکھتے ہی بیخود ہو کر گر پڑا ایک ساعت کے بعد جو آپ مین آیا تو آپ کو [illegible] ن تو [illegible] اُسکے
سرہانے تک پہونچایا اور ایک دم سرد دل پر درد سے بھر کر یہ اشعار [illegible] ر

تھا گر نقاب ہوا [illegible] / مست ہر دم شراب حسن [illegible] ہے
کھنیچے شرمندگی سے مہ تابان / [illegible] کے پروا ہوا ہی مہ تابان
ترے گیسوی مشکفام مین یار / ہمیہ کیا کیا گذر گیا آنکھین
لیلۃ القدر رہتی ہی پنہان / نہوئی کچھ خبر تجھے جانان

الغرض مہتابزادے نے اپنے دلمین تجویز کیا کہ یہان اپنے آنے کی نشانی کچھہ چھوڑجانا چاہئی اوس پری کی انگوٹھی آہستگی و [illegible] اوراپنی پہنادے پھر آنکھین پھیر کریہ شعر پڑھتا ہوا وتان سے چلا اشعار [illegible] اس باغسے

ہم داغ ہجران لیچلے / خاک سیر پر داغ دل بر سینہ بریان لیچلے
باغ دنیا مین بہو گا کوئی ہمتا [illegible] / [illegible] الیسے باغ مین [illegible]

آخر حالت خواب مین [illegible] داخل ہوا اور سرنگ کی راہ سے جو ہے پر سوار ہو کر [illegible] مکان [illegible] پہونچا حماله کہ انتظار [illegible] صورت بنائے [illegible] پہونچکر پھرے بیٹھے تہے اسکے پہنچنے سے [illegible] آگیا [illegible] الغرض شام [illegible] عروس [illegible] شفق کے گھونگھٹ مین اپنا منہ چھپایا اور محبوبہ شام نے [illegible] سی رنگ [illegible] لیا اور [illegible] محمودہ سے ہمکلام و ہمکنار ہوا ایکہ اسیطرح [illegible]

[illegible] استان [illegible] الملوک [illegible] محمودہ کی رخصت ہونی مین حمالہ سی [illegible] پاس [illegible]

[illegible] ہین کہ ایک رات تاج الملوک محمودہ سے خلوت مین ادہر اودہر باتین کرنے کرنے [illegible] اگرچہ اس جگہ ہر طرح کی خوشی ہے اور کسی صلوت کا رنج نہین ہر وقت جو اسباب نشاط [illegible] کب تک ہم وطن او ہمجنسو سی دور رہین اور کہانتک دوستونکی جدائی کا غم سہتے [illegible] کچھہ ایسی تدبیر کیا چاہیئے کہ اس [illegible] ناجنس سے رہائی پاتی اور دشمنونکے پنجے سے چھوٹ جاتی شعر ہے عزیزون ہی کے صحبت سی چمنی کی بہار [illegible] کیا فایدہ ہے خضر سا تنہا رہنا محمودہ نے کہا کہ خاطر جمع رکھہ کل رخصت لونگی جب عطار گردون [illegible] شیشہ ماہ پھر کر طاق مغرب مین دہرا اور خوان زرین آفتاب کا دکان مشرق پر رکھہ کافور صبح سے پھر اجمالہ نے وہ بہاری بہاری خلعت اور [illegible] خوان میوہ کے تیار کرکی دونونکو خوابگاہ سی باہر نکالا پھر خلعت پہنا کر اور میوہ کھلا کر [illegible] باتین [illegible] پر ہاتھ لیا اور سر منہ چومنی لگے [illegible] عاق پر بہی دونونکا غنچہ خاطر نہ کھلا [illegible] اے دختر باتمیز وای داماد عزیز جو تمنا تمہاری دل مین ہو [illegible] کہو اگر آسمانکی [illegible] ہوگی تو اوتار لاؤ [illegible] وہ کہ عرض کے تمہاری توجہات اور عنایات سی کوئی آرزو [illegible] جدائی [illegible] چمن عشرت کو جلاتی [illegible] اور تمہاری مجلس سے رخصت گویا جان کے رخصت ہی [illegible] ساعت [illegible] شعلہ فراق میری سینے مین بھڑکتا ہی وسینی دل وجگر کو جلا کر خاک کر دیا ہی اگر حکم ہو تو چند روز کے واسطے ہمجنسونکی صحبت مین جاؤن اور اونکی آب وصال سے اس آگ کو بجہاؤن مصرعہ کہین رہون مین پرستار ہون مگر تیری بہ حماله نے [illegible] کی [illegible] سانس بھری اور کہا کہ بیٹی اسواسطے تجھے پرورش کیا تہا کہ اپنی آنکھونکو صبح شام [illegible] دیدار سے روشن رکھون پھر تو کیا کرے حق بجانب تیری ہی مین خوب جانتی ہون

گہرے فتنہ سویا ہوا شاہزادے سے نے جگایا اگر آگے سے مین ایسا جانتی تو ہرگز ہیرا بیاہ شاہزادے کے ساتھ نکرتی
میرا کچھ نہین خطا تیری ✝ قصہ مختصر جمالہ نے دیکھا کہ ہرگز انکا دل یہان نہین لگتا [illegible] رہا کہ جہان
کی مرضی ہو باحتیاط تمام وہان پونہچا دے اور انکی رسید بہیجے اسلئے کہ تیری [illegible] کی غلاصی ہوگی اسکے بعد جمالہ نے
دو بال اپنے سر سے اکھیڑ کے ایک تاج الملوک [illegible] اور دوسرا محمودہ کو دیا اور کہا کہ جو کوئی مہم درپیش [illegible] آگ پر
رکہنا اور جلانا اٹھارہ ہزار دیو سمیت بات کی بات مین یہین پونہچا جاتا پہر تاج الملوک کے ہاتھ مین محمودہ کا ہاتھ دیکر
یہ شعر پڑھا شعر سپردم بتو مایۂ خویش را ✝ تو دانی حساب کم و بیش را ✝ کہتے وا سے [illegible] کہا ہی کہ
اسیوقت وہ دیو پہاڑ کے مانند بجلی سا تیز [illegible] آیا اور پوچھنے لگا جہان فرماؤ وہان پونہچا دون شاہزادہ بولا شہر
فردوس مین لیجا کہ بسوا کے باغ مین یہ [illegible] سنتے ہی اُن دونونکو اپنے کاندہے پر بٹھا [illegible]
دیا اور رسید مانگی تاج الملوک نے کہا ذرا تامل کر مین لکھدیتا ہون جو آواز [illegible] کی بسوا کے کان مین
سنتے ہی دوڑی آئی اور اُسکے قدمونپر گر پڑی پہر سجدۂ شکر الٰہی بجا لا کر بولی [illegible] ہو کی [illegible]
تو بہی نہ تیری بندہ نوازی کا بیان ہو ✝ شہزادے نے اپنے پونہچنے کا حال لکہ [illegible] رخصت کیا بعد اسکے
بعد بیابان کی صعوبت دیو ستم پیشہ کی شفقت جمالہ کی عروسی محمودہ کے نکاح کی کیفیت کل کا کل [illegible] حقیقت
مفصل اُس سے بیان کی پہر وہ اُٹھکر محمودہ سے ملی اور بہت [illegible] دلداری اور مہمانداری کی شاہزادے
نے وہان چندروز توقف کیا پہر اپنے ملک کے جانے پر مستعد ہوا اسواسطے کہ گل [illegible] سے اُس بلبل [illegible] کی
آنکھین روشن ہون فرمایا کہ اسباب سفر کا مہیا کرین [illegible] اتنے مین بندیخانہ [illegible]
آکر عرض کی کہ پورب کے شاہزادون کے حق مین کیا حکم ہوتا ہی تاج الملوک صاحب جمالہ کیطرف متوجہ ہو کر بولا کہ ہرچند
بہائیونکی سفارش کرون لیکن قبول نکیجیو جب تک وہ تیری مہر کا داغ اپنے چوتڑ پر نکہائین جو بین زندان بان انکو
لایا تاج الملوک نے بہت سی شفاعت کی کہ اگر شہزادے پورب کے حکم نے چھوڑ دیتے ان [illegible]
گرفتار سے نجات دے کہ خلق مین تیری نیکنامی اور خالق کے [illegible] ہو وہ بولی آپ [illegible]
انکو ہرگز [illegible] تیسے کہ اپنے چوتڑون پر میری مہر کا داغ کہائین شاہزادون نے اسکے سوا اور اپنی رہائی کی صورت
نہ دیکھی ناچار قبول کیا چوتڑ داغوا کے وہان سے چھوٹے اور جان سلامت لیکے تاج الملوک نے چلتے وقت ان کو
خلعت اور زاد راہ اور کچھ خرچ راہ کیواسطے دلوا دیئے انہون نے اور کسی شہر مین جا کر کچھ جمعیت بہم پونہچائی پہر وطن کی راہ
لی تاج الملوک نے بہی دلبر اور محمودہ کو مع اسباب اپنے ملک کیطرف [illegible] سے رخصت فرمایا اور ارشاد کیا کہ [illegible]
شہر مین پونہچکر مقام کرنا مین بہی عنقریب خشکی کی راہ سے پونہچتا ہون [illegible]

تاج الملوک کے ملنے کی بہائیونسے اور چہین لینا گل

پیچھے پیچھے تاج الملوک بھی فقیرونکے بھیس مین پیچھے پیچھے بھائیونکے چلا آتا تھا کہ انکا ارادہ کماحقہ دریافت کرے الغرض
وہان جہان اُترے وے تھے آن پونہچا اور ایک کونے مین بیٹھکر انکی لنترانیان اور جولانیان جھوٹی جھوٹی سننے لگا
آخر [illegible] سامنے آکر دوبدو کہنے لگا یہ بیہودہ باتین آپسمین کیا کر رہے ہو اپنا منہ دیکھو گل بکاؤلی میرے پاس ہی اور
اسکو [illegible] سے کہولکر ان دغابازونکے آگے رکھدیا شاہزادے طیش کھا کر بولے بھلا اسکو آزمائین اگر تیری بات
سچی ہو تو ہم جو چاہین تجھکو سزا دین تاج الملوک نے کہا سانچ کو آنچ کیا بہت بہتر پھر ایک اندھے کو بلا کر پھول اُسکی آنکھون مین ملا
فوراً وہ نابینا بینا ہوگیا وہ اس تماشے کو دیکھکر حیران رہگئے آخر نادم ہوکر پھول زبردستی چھین لیا اور مار مار کے
ظالمانہ [illegible] کیا پھر گردن مین ہاتہ دیکر وہانسے نکال دیا اور خرم و شادان وطن کی راہ لی چندروز کے
بعد اپنے ملک کی سرحد مین پہونچے اور ایک پیک کو آگے بھیجا کہ ہمارے آنے کی خبر حضور مین جلد پونہچاوے انکا حکم فی الفور
بجالایا جب زین الملوک نے یہ خبر فرحت اثر سنی باغ باغ ہوکر یہ قطعہ پڑھا **قطعہ** تبادلات مجھے آیا ہی قاصد جانان +
کہ درد دکھ ہو جنکو پونہچا ہی ہماے جان + ہر ایک غنچہ خاطر کھلا ہی کنعان مین + نسیم لائی مگر بوئی یوسف کنعان + حاصل
کلام بادشاہ خود [illegible] استقبال کیواسطے تشریف لیگئے جب دو چار ہوئے شہزادون نے قدمبوسی کی اور بادشاہ
نے [illegible] ایک ایک کو چھاتی سے لگایا الطاف فرمایا پھر شاہزادون نے گل بکاؤلی نذر کیا حضرت نے
جو ہین آنکھون پر ملا وہین [illegible] روشن ہوگئین تب کہا الحمد للہ دیدۂ ظاہر کو اس پھول نے نورانی کیا اور دیدۂ باطن
بیٹونکے دیدار سے نور ہوا اسکے بعد بادشاہ نے جشن شاہانہ شروع کیا اور شہر مین منادی پھروادی کہ ہر ایک
[illegible] عیش و عشرت کا دروازہ برسون تک کھلا رکھے اور غم والم کا بند

آٹھوین داستان بکاؤلی کے جاگنے کی اور گلاب کے حوض مین گل کو نہ دیکھنے کی اور اسکے چور کی تلاش مین نکلنے کی

خمخانۂ سخن کا ساقی اس پرانی شراب کو نئے پیالے مین یون بھرتا ہی کہ جب بکاؤلی نے جادو
بھری آنکہ کھولی اور خواب راحت سے چونکی انگڑائی لیکر درست کرکے پیشواز ناز سے پہنی کنگہی سے بالون کو سنوارا
دوشالہ [illegible] پھر آہستہ آہستہ جوبن کی [illegible] نیند سے حوض کیطرف چلی ہر ہر قدم پر وہ گل اندام اپنے نقش قدم سے زمین کو پائین
باغ بناتی ہوئی اور گرد راہ سے چشم بلبل مین سرمہ لگاتی تھی جب حوض کے کنارے پر پونہچی مست نگارین سے
گلاب اپنے رخسار پر ڈالنے لگی اور چہرے کا غبار کہ عنبر کے مانند تھا دہو دہو کر گلاب مین ملانے اور حوض کو چار
چشم مست ناز سے دیکھنے بھالنے لگی ناگاہ گل بکاؤلی کی جگہ پر نظر جا پڑی ہر چند بغور و تامل نگاہ کی کچھ اسکا نشان نظر نہ آیا
شب [illegible] کی طرح اس [illegible] سے کہ منہ پر زردی چھائی اور غنچہ کے مانند سموم غم سے کملاگئی اتنے مین انگوٹھی پر انگلیان جا
حیرانی زیادہ ہوئی [illegible] ہوسے آنکھین ملنے لگی اور دل مین یون کہنے لگی یا الٰہی یہ خواب دیکھتی ہون
[illegible] پھر بولی اگر خواب ہوتا تو یہ علامتین ظاہر نہوتین بس اس صورت سے معلوم ہوتا ہی

کہ یہ کام کسی انسان کا ہی نہین تو دوسرے کی کیا طاقت کہ اٹھارہ ہزار دیو کے ہاتھ سے پہر کر یہان سلامت پونہچے اور گل مقصود کو سنے کہٹکے لیجائے پہر جسوقت اپنی برہنگی کی حالت اسکو یاد آتی دریاے شرم مین ڈوب جاتی اور یہ اشعار اپنے حسب حال پڑہتی

اشعار

اے چور تو اپنا نام بتلا + چوری کا سبب تمام بتلا + دنیا مین نہین ہی کوئی تجہسا + انسان سے ہو نہ کام ہرگز ایسا + ہی چور کو مال سے سروکار + تکتا ہی وہ سیم و زر کو ہر بار + مین دیکہون جو تیرے دست [illegible] + [illegible] سے لگاؤن بلکہ جا کہون + ہر جنس یہان ادہر ادہر تہی + پر اور کہین تیری نظر تہی + سینے مین جو سنگ تو لگا کر + دل صفت مین لگینہ چرا کر + دیکہا نہین گو نگاہ بہر کر + پر آنکہ پڑی ضرور لب پر + گو سیر ہوا نہ تو یہ مانا + اس شہد کا مزا تو جانا + جو نقد تہا اسکو لیگیا ہی + صندوق یہان پڑا ہی +

الغرض افسوس کرتی ہوئی حوض کے کنارے سے اٹہ کر یاقوت کے مکان مین جا بیٹہی اور پریونکو بلاکر اس بیجرمی کی سزا ہر ایک کو دینے لگی مگر یہ سمجہی کہ جسوقت تیر تقدیر چہوٹے سپر تدبیر سے کوئی نہ روک سکے

مصرعہ تقدیر کے آگے کچہ تدبیر نہین چلتی +

پہر پریونسے جہنجلا کر کہنے لگی اگر تم اپنی زندگی چاہتی ہو تو میرے چور کو بجنسہ لاکر حاضر کرو یہ سنکر ساتہی سب پریان چارطرف تلاش کے واسطے ہل ہانکتی کو دون پہانکتی دوڑین لیکن کہین اُس بے نشان کا نشان کسینے بنایا ہی کہ بے نشانکا نشان پاتے جو اپکو بے نشان بنائے

بیت جو پیچہے گمشدہ کے کوئی جائے + کرے گم آپ کو جب اسکو پائے +

بکاولی کہ دل اسکا تیر عشق سے چہد گیا تہا درد کی شدت سے بلبلاتی تہی کمان کیطرح چلاتی تہی آخر بیتابی کے سبب گوشہ چہوڑ کر رشتہ شرم و حیا کو توڑ کر چور کی تلاش مین کمر ہمت باندہ کر سر بصحرا نکلی جہان جاتی اسے کوئی نہ دیکہتا اور وہ ہر ایک کو دیکہکر پرکہتی اور جانچتی غرض اسیطرح پہرتے پہرتے پورب دیس مین جانکلی کہتے ہین جب تاج الملوک کے شہر مین وارد ہوئی جس کوچہ و بازار مین جاتی تمام اسباب عیش کا مہیا پاتی ہر ایک دروازے پر خوشی کی نوبت بجتے دیکہتی یہ رنگ ڈہنگ دیکہکر حیران ہوکر آخر آپکو پندرہ سولہ برس کا ایک جوان شکیل دیدار و بنا کر کسی سے پوچہا کہ اس شہر مین چہوٹے بڑے کی خوشی کا سبب اور خاص و عام کی شادیکا باعث کہ برخلاف آئین حکمت ہی کیا ہی اسنے کہا کہ یہانکا بادشاہ قضای الہی سے اندہا ہوگیا تہا اسکے بیٹے مدت مدید کے بعد بہت سی مصیبت اور رنج اٹہاکر گل بکاولی لائے [illegible] بادشاہ کی آنکہین روشن ہوئین جب شادیانہ کیا کہ برس دن تک اسیطرح سب اعلی ادنی اپنے دروازون پر نوبت رہین اور عیش کرین بکاولی نے یہ مژدہ جان بخش سنکر کہا الحمد للہ کہ دریائے طلب نے منزل مقصود پائی محنت ٹہکانے لگی یہ ملک وہی فتنہ انگیز کا ہی اغلب کہ وہ بہی ہاتہ آئے اور خلش مٹ جائے پہر دریا کے کنارے جا کر کپڑے اتارے پانی مین اتری نہا دہو کے راہ کی ماندگی کہو کر کلفت دور کر اور ایک جوان حسین بنکر پوشاک مردانی پہنکر بادشاہی محلونکیطرف متوجہ ہوئی بازار مین ناز سے آہستہ آہستہ چلتی تہی جسکی [illegible] سمہ سر سے سہا اٹہاتی اوس سے نقش پا کیطرح مٹاتی اور جسدم تیغ ابرو [illegible]

اہل نظر کو بسمل کیطرح تڑپاتی اور جسوقت زلف پرپیچ کو تاب دیتی تماشائیونکے دلکو پیچ و تاب مین لاتی غرض جو اُسکے
سامنے آتا تاب اُسکو سکتا ہو جاتا آخر تمام شہر مین اُسکے حسن و جمال کا غل پڑگیا رفتہ رفتہ بادشاہ کے بھی گوش گذار ہوا
چنانچہ حضور سے ارشاد ہوا کہ اُس جوانِ رعنا کو ہمارے پاس لاؤ قصہ کوتاہ حضور اعلی مین اُسے لیگئے حضرت نے
پوچھا کہو کہانسے آنا ہوا اور تمہارا کیا نام ہی کسواسطے آئے ہو جوان نے عرض کی کہ وطن تو غلام کا پورب ہی اور نام فرخ
نوکری کی تلاش مین آیا ہون اب جہان پناہ کے تفضلات سے امید یہ ہی کہ حضور کے ملازمون مین سرفراز ہون
تا دعای دولت مین خاطر جمع سے مشغول رہون زین الملک نے کہا کہ بہت بہتر حاضر رہو اور خواصون مین بعزت تمام
سرفراز کیا بلاقید کی پروانگی دی تہوڑے دن اُسے گذرے کہ چارون شاہزادے ایک روز بارگاہ سلطانی مین
آئے بادشاہ نے شفقت سے ہر ایک کو چھاتی سے لگایا سر اور آنکھین چومین پہر کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ تسلیم
کرکے بیٹھ گئے بکاولی نے کسی سے پوچھا کہ یہ کون ہین اُسنے کہا تم نہین پہچانتے بادشاہ کے بیٹے ہین تب
اُسنے ہر ایک کے قیافے کو سونیکو امتحان کی کسوٹی پہ کسا لیکن کہرا اپنا یا سراپا کہوٹا ہی نظر آیا پوچھا کہ بادشاہ کا کوئی
اور بھی بیٹا ہی جو انکے ساتھ گل بکاولی لینے گیا تھا اُسنے کہا اور کوئی نہین جب اُسپر ثابت ہوا کہ بادشاہ اور کوئی
بیٹا نہین رکھتا نہایت گھبرائی اپنے طالع سے لڑنے لگی اور یہ اشعار پڑھنے لگی **اشعار** ارے بخت زبون تو نے

کیا کیا + یہ عقدہ کام مین کیون میرے ڈالا + نکھوں نے ناخن تدبیر اسکو + یہ وہی کہتے ہین تقدیر جسکو + اگر دیکھے کوئی خواب
پریشان + تو ہو تعبیر دینی اُسکی آسان + مگر میرا معما ہی یہ لاحل + کسی مخلوق سے ہووے یہ کیا حل + کہون کیا ناوکی
مین اپنے تقریر + نہین تعبیر ہی اسکی یہ تعبیر + وہ کونسا عیار تھا جو اُس باغ سے گل لیگیا ہر نگساز ہی کی افسون

نے اُسکے میرے شیشہ ناموس کو پھوڑا اور غایبانہ تیر عشق سے میرے سینے کو توڑا مینے اُسکی کسقدر
جستجو کی کیا کیا محنت اور مشقت کھینچی بارے یہان اُس گل کا نشان ملا ذرا میرا غنچہ دل کھلا **بیت** نہین کچھ
شبہہ بیٹھک مینے جانا + یہی ہی چور کا میرے ٹھکانا + لیکن فلک غاباز نے میرا کھیل بگاڑ آباد دیکھ صورت دکھلا کر اُجاڑا
بیت کہان جاؤن کرون اب کس سے فریاد + نہین بس کسی کی ہو نہین داد بیداد + القصہ بکاولی نے اپنے دلمین
ٹھہرایا کہ البتہ بادشاہ کا کوئی اور بھی بیٹا ہوگا کیونکہ ان نادانون کے قیافے سے نہین یہ معلوم ہوتا کہ اس امر دشوار کی تحصیل انسے
ہوئی ہو بہر حال چند سے اور بھی صبر کیا چاہیے دیکھون تو پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی سبحان اللہ کیا الٰہی بات ہی کہ معشوق
طالب عاشق کا ہو اور عاشق اُسکا مطلوب لیکن نظر تحقیق سے جو غور کرے تو سیدہی لگے کیونکہ جب تک معشوق کو
خواہش عاشق کی نہو اُسکی چاہت اکارت ہی اور کوشش بیفائدہ آتش طلب کی جو عاشق کے گریبان سے مشتعل
ہی فی الحقیقت لگائی ہوئی معشوق کی ہی **شعر** عشق اول در دل معشوق پیدا میشود + گر نسوزد شمع کی پروانہ شیدا میشود +
بات بڑھ گئی ہاں ای شخص بس کر بیٹے لکھنے مین بہت سی کوشش کی ورنہ اپنی سعی کا دعوی کرتے ہین گ

قلم نے کیا کیا ہمنے لکہا بازو اپنے تردد کا دم مارتا ہی کہ دست اور قلم سے کیا ہوا جو کچھ کیا سو کیا غرض اسیطرح اسباب تحریر کے بڑے ہے اور ایک کو ایک پر فوقیت ہوتی گئی دفعۃً ایک ایسا سبب پایا گیا کہ وہ مختار سبکا تھا بس بعزیز اگر تو بتاوے کہ فی الحقیقت لکھنے مین کسکی سعی ہی اور ظاہر مین کسکی تو مین بہی عاشق اور معشوق کی سعی کا جواب دون

داستان حمالہ کے پونہچنے کی تاج الملوک کے پاس دیوون سمیت اور بکاولی کی سی حویلی اور باغ تیار کرنے مین

جب تاج الملوک سے آن عاقبت اندیشون نے گل بکاولی چہین لیا یہ بیچارہ دل ہی دلمین پیچ وتاب کہا کر رہ گیا مثل [illegible] وحشی بیابان دشت پہرا ان بھائیون کے پیچہے پیچہے چند روز کے اپنے باپ کی سرحد مین ایک جنگل جو درندون کا مسکن تہا اسمین آپونہچا اور کاف سے الگ جہاڑ کر حمالہ کے دیئے ہوئے بال کو آگ پر رکہدیا چوتہائی بہی نہ جلا ہوگا کہ وہ اٹھارہ ہزار دیوون سمیت آپونہچی اور تاج الملوک کو بہیس مین دیکھکر آگ ہوگئی کہ ای شہزادے میری بیٹی کو کیا کیا اور تونے اپنا کیا حال بنایا تاج الملوک بولا کہ آپ کی توجہ سے سب طرح خیریت ہی لیکن ایک کام مجھے نہایت منظور ہی اور اُسکی تدبیر مجھسے نہین ہوسکتی اسواسطے آپکو تصدیع دی ہی حمالہ نے کہا ای عیار باتین نہ بنا وہ کونسا کام ہی کہین جلدی کہہ تاج الملوک نے عرض کیا مین چاہتا ہون کہ اس جنگل مین ایک محل اور باغ کہ ہوبہو بکاولی کے قصر اور باغ سا ہو بناؤن تم جسطرح سے جانو بنا دو وہ بولی ای بیٹا کتنی بڑی بات ہی مگر مینے تو اُسکے باغ اور عمارت کو دیکھا نہین بہلا بن دیکھے مکان کا نقشہ کسطرح بناؤن اور بنواؤن تاج الملوک بولا جسطرح مین کہون اُسیطرح بنواؤ حمالہ نے اُسیوقت کئی سو دیو لعل بدخشانی کیواسطے اور سیکڑون عقیق یمانی کے لئے اور ہزارون سونے روپے اور جواہر بیش قیمت کیواسطے ہر چار طرف بہیجے دیوون نے تین روز کے عرصے مین جواہرات وغیرہ کے جابجا تودے لگا دیئے پہر شاہزادہ جسطرح بتانے لگا اسیطرح وہ بنانے لگے پہلے تو وہ دو نہرے مٹی کہود کر پہینکدی اور وہان زر خالص بہر دیا اور اُسی قطعہ طلائی پر جڑاؤ عمارتون کی بنا ڈالی غرض تہوڑے دنون مین ویساہی قصر اور اُسیطرح کا باغ جواہر نگار جڑاؤ نہرین درختون سمیت اور زبرجد اور یاقوت کے دو دالان عالیشان آمنے سامنے بیچ مین اُنکے ایک حوض مرصع اُسی قطع کا کہ لالے سے معمور بنایا پہر ہر ایک مکان مین فرش اُسی رنگ کا بچہایا حاصل یہ ہی کہ جتنا جواہر سونا روپا دیو لائے تہے اُسمین سے آدہا مکانات کے بنانے مین خرچ ہوا چوتہائی کارخانجات کی تیاری کو دیا باقی خزانے مین داخل کیا جب عمارت سب بن چکی اور تاج الملوک کے پسند پڑی تب حمالہ نے اُس سے کہا کہ تو بہی جانتا ہی کہ مینے تیرے واسطے کسقدر رنج اُٹہایا دکہ سہا اسکے سوا دیوونکو آدمیون سے کمال مخالفت ہی پر کس محبت کی اور کس شفقت سے پالا اور پرورش کیا علاوہ اسکے بکاولی کے لئے دکہ مین کہ آج تک کہین نہین گیا تجہے پونہچایا پہر بسبب اس حرکت کے کہ جو تجہسے وہان ہوتی اُسکے ہاتہ سے جیسا کچہ [illegible] دست [illegible]

ہوئی جوانی اتہائی سو محمودہ جان کی خاطر ایسا ہو کہ اسکا دامن ہوای روزگار سے غبار آلودہ ہو یہ کہکر رخصت
ہوئی اسکے بعد جس مقام مین محمودہ اور دلبر کو اقامت کے لئے فرمایا تہا اسیطرف شاہزادہ بڑے ٹہاٹہ سے
گیا اور انکو جا عماری مین سوار کیا پیچہے پیچہے خواصون کے محافے تہے جنپر کارچوبی سلطانی بانات کے پڑدے پڑے
ہوئے تہے آگے آگے غلام خوش پوشاک سونے روپے کے عصے ہاتہون مین لئے گہوڑون پر سوار اہتمام کرتے ہوئے
غرض اسی تجمل سے اس قصر عالی مین دونونکو داخل کیا اور عیش و عشرت سے اوقات بسر کرنے لگا

دسوین داستان شہر پہنچنے مین عمارت بنانے تاج الملوک کی زین الملوک کو

معمار سرامی اس سخن کا خانہ داستان کی بنا کا حال اس طرح کہتا ہی کہ ایک دن تاج الملوک کے غلامون
مین سے ساعد نام اس بیابان مین سیر کرتا پہرتا تہا ناگاہ اسکی نگاہ کئی لکڑہارون پر کہ لکڑیونکے بوجہ سر پر لئے جاتے
تہے جا پڑی انسے پوچہا تم کون ہو اور یہ لکڑیان کہان لئے جاتے ہو انہون نے جواب دیا کہ ہم شہر قستان
کے لکڑہارے ہین یہی ہمارا کسب ہی مدت سے ہمارے باپ دادے لکڑیان بیچتے ہین دانہ پانی کہاتے پیتے ہین
اسنے کہا کہ آج تم یہ گٹھے میرے آقا کے
باو پہنچانے مین نے چلو دولتخانہ اسکا نزدیک ہی اسنے اس ویرانے مین ایک شہر آباد کیا ہی وہ اچھی قیمت
دیگی بلکہ ایسا انعام پاؤگے کہ پہر کہین لکڑیان بیچنے نجاؤگے انہون نے کہا ہماری تمام عمر اسی کام مین اور
اسی بیابان سے لکڑیان لیجاتے گذری لیکن آباد یکا یہان نشان ندیکہا نہ سنا ساعد نے کہا ذرا تم آگے بڑہ
کر دیکہو اگر میرے کہنے کا کچہ اثر ظاہر ہو تو بہتر نہین تو تمہارے پہر آنے کا کوئی مزاحم نہوگا لکڑہارے انعام کے
لالچ سے ساعد کے آگے ہولئے پہر تہوڑی سی دور جا کر سب یکبارگی پکار اٹہے کہ نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ای
میان تم ہمکو کیون آگ مین جہونکنے کو لئے جاتے ہو چولہے مین جای انعام اور بہاڑ مین پڑے اکرام بس ہمین
معاف کرو ہمنے بہر پایا ساعد نے کہا یہ شعلہ آتش نہین حویلی کے جواہرات کی چمک ہی تم ہرگز اندیشہ نکرو اور
میرے ساتہ چلے آؤ وہ اسکے کہنے سے کچہ اور بہی بڑہے آگے ساری زمین سونے کی نظر آئی سب نے اسکی بات
سچی پائی قدم اٹہاتے بیدہڑک چلے آخر وہ حضور مین انکو لیگیا تاج الملوک نے ایک ایک تہان پیش قیمت اور ایک ہزار
کو دیکر رخصت کیا اور فرمایا اگر تم یہان آیا کرو تو اس سے دونا ہر روز پایا کرو لکڑہارون نے جب پہلے دن ایسا انعام
پایا اور آئندہ امید بندہی اپنا وطن چہوڑ کر ہر ایک یہان آرہا یہ خبر انکے ہمسایہ مین پہیلی اور جا بجا منتشر ہوئی غرض
جو کوئی اس شہر کے دیکہنے کو جاتا ہرگز وہانسے پہر گہر آتا وہین رہتا اور کوتوال شہر قستان کا ہر روز رعیت کے
بہاگنے کی خبر وزیر کے حضور مین کہتا چنانچہ ایک دن اسنے خبر دی کہ آجکی رات ہزار گہر اہل حرفہ کے خالی ہوگئے اور
وہ بہاگ گئے وزیر نے کہا کچہ یہ بہی تو جانتا ہی کہ کہان جاتے ہین تب وہ بولا کہ غلام نے سنا ہی کہ کسی نے
نکے جنگل مین دس کوس تک سونے کی زمین بنا کر اوسپر ایک اسطرح کا شہر آباد کیا ہی اور ایک قصر

اور باغ بہی جواہر کا ایسا بنایا ہی کہ روی زمین پر ویسا دوسرا نہین جو دیکھتا ہی یہ مطلع پڑہتا ہی **شعر** اگر فردوس

بر روی زمین است || ہمین است ہمین است ہمین است || اور اسکے دریای سخاوت کی لہر دور نہین کہ نام حاتم طائی کا

اُسکے آگے زمانے سے لیجائے اور پانی اُسکے بحر عدالت کا بعید نہین کہ نقش عدل نوشیروان کا لوح جہان سے مٹائے وزیر نے اسباب کچھ باور نکیا کہا جو کام کہ طاقت بشر سے باہر ہو انسان کی کیا مجال ہی کہ کر سکے کوتوال نے مکرر عرض کیا کہ متواتر خبر پونہچی ہی جھوٹہ کیونکر ہوگی جو قادر کریم کہ عورت کو مرد بنا سکتا ہی اور مرد کو عورت وہ اگر دولت دنیوی کو کہ بتر ایک عورت شکیلہ کے ہی

کسی مرد کے مطیع کردے تو عجیب کیا ہی **شعر** نہ پوچھ چرخ ہوا ہی کینہ ور کیا کیا || بہانہ دستبی بس ہی اسکے دینے کو

کیا آپ نے اُس شاہزادی کا قصہ جسنے ایک دیو سے علامت مردی لیکے اپنی شادی کی نہین سنا وزیر نے کہا وہ کیونکر ہی

حکایت کوتوال نے عرض کیا کہ اگلے وقت مین ایک بادشاہ تہا اُسکی محلسرا مین سو رنڈیان صاحب جمال بیمثال تہین پر کسیکے اولاد نہوتی تہی خدا کی قدرت کاملہ سے ایک حسین اور نوجوان کوکھ انہین سے حمل رہا نو مہینے کے بعد اُسکے لڑکی پیدا ہوئی اُسیطرح تین بار جنی مگر لڑکا پیدا نہوا جب چوتہی بار حمل رہا بادشاہ نے قسم کہائی کہ اگر اس دفعہ بیٹی جنی تو اُسکو اُسکے سمیت جانسے مار ڈالونگا تقدیر کے نیرنگی سے اب بار بھی لڑکی پیدا ہوئی لیکن نہایت خوبصورت پری طلعت اُسکے مان نے جانکے خوف سے لڑکا مشہور کیا اور نجومیونکو بھی تاکید کی کہ بادشاہ کو سمجہادو کہ دس برس اس لڑکے کا منہ دیکھنا آپکو اچھا نہین چنانچہ منجمون نے بادشاہ کی خدمت مین اسیطرح عرض کیا حضرت نے بھی مانا اور ویسا ہی کیا القصہ جب لڑکی ہشیار ہوئی اور اُسکے دیدار کے مناہی کے دن تھوڑے رہے جب مان نے بیٹا کہلانے کی وجہ اُسکو سمجہادی اور کہا ای بیٹی تو بادشاہ کے حضور مردانی وضع سے آیا جایا کیجیو کہ میری اور تیری زندگی رہے اور جان بچے چنانچہ لڑکی ایام معہودہ کے بعد بادشاہ کی خدمت مین کبھی کبھی آتی جاتی مجرا کرکے جلد ویسے چلی آتی اور دیر تک نہ رہتی آخر اُس دختر پسر نما کی نسبت دوسرے بادشاہ کے بیٹی سے کی جب شادی کے دن نزدیک آپونہچے بادشاہ نے اُسکو لباس شاہانہ پہنایا اور سونے کے ہودے پر بٹھا کر بتجمل بادشاہی دولہن کے ملک کو روانہ ہوا لڑکی اُس حالت پر کبھی ہنستی اور کبھی روتی ایک رات کسی ویرانے مین اتفاق رہنے کا ہوا لڑکی مارے شرم کے کہ آخر کار زندگانی وبال جان ہوگی چپکی اُٹھکر اُس بیابان مین چلی گئی اس ارادے سے کہ کوئی درندہ کہا جائے جاتے جاتے ایک درخت کے تلے کہ وہ دیو کے رہنے کا مکان تہا پونہچی وہ اُسکے حسن پر دیوانہ ہوگیا اور آدمی کی صورت بنکر لڑکی کے آگے آکر اُسکا حال پوچھنے لگا اُسنے ساری حقیقت بیان کی یہ سنکر دیو کا دل بھر آیا بولا تو اگر امانت مین خیانت نکرے اور اسپر قول دے تو اپنی آلت کسی حکمت سے تیرے لگا دون اور تیری علامت آپ اختیار کرون لڑکی دیو کے کہنے کے موافق عمل مین لائی اُسنے بھی وعدہ پورا کیا پھر وہانسے خرم و خندان وہ اپنے براتیون کے بعد برات اپنی منزل مقصود کو پونہچی اور شادی سے فراغت کرکے بادشاہ اپنے ملک کو پھر آیا شاہزادے جب اُسکا ایک لڑکا پیدا ہوا تب قصد وطن کا کیا اور منزلین طی کرنے لگا جب اُسی جنگل مین پونہچا اُسی د

کیا دیکھتا ہے کہ دیو بہیئت انسان نئی شکل بنائے بیٹھا ہی شاہزادے نے کہا ای دیو مینے تیری مہربانی سے اپنے دلکی مراد
بھر پائی اب اپنی چیز لیجئے اور میرا اسباب مجھے دیجئے دیو نے کہا اب مین اس کام سے گذر گیا تقدیر مین یہی لکھا تھا تب اسنے پوچھا کہ وجہ اسکی
کیا ہی مفصل بیان کر بولا کہ مین ایک صورت سے تیرے منتظر یہان بیٹھا تھا ناگاہ ایک بوپھار سا آیا اسکے دیکھنے سے مجھپر شہوت غالب
ہوئی اور مارے مستی کے مزہ سکا اسنے بھی دوڑکر مجھے چھاتی سے لگا لیا آخر شربت وصل پلایا مین اگر اب تمامت عمر دیکی لگاؤن
تو بچنے کے وقت جی سے ہاتھ اٹھاؤن اسکے سوا یہ عقدہ بھی مجھپر کھلا کہ مردون سے رنڈیان شہوت مین زیادہ ہین اب جا
اپنی راہ لے مینے اپنی چیز تجھی کو بخشی وزیر نے کہا خدا کی قدرت معمولا ہر حق ہی مجھے بھی اسمین شک نہین لیکن محال چیزونکا
آدمی سے موجود ہونا عقل مین نہین آتا کوئی دانا اسکو نہین مانتا شاید تونے چڑے اور فقیر کی کہانی نہین سنی کوتوال نے
عرض کیا فرمائیے **حکایت** وزیر نے کہا حضرت سلیمان کے عہد مین چڑیا کا جوڑا ایک روز راہ مین بیٹھا دانہ کہاتا تھا کہ ایک فقیر
جبہ پوش کو دور سے آتے دیکھا مادہ نے نر سے کہا خبردار دشمن آتا ہی ایسا نہو کہ پنجۂ بلا مین گرفتار کرے نر بولا کہ اس خدا دوست سے
کچھ اندیشہ نہین جو خدا کی راہ پر چلتے ہین وہ کسیکی ایذا کے روادار نہین ہوتے انہین باتونمین تھے کہ فقیر آ پہنچا اور بغل سے
ایک سونٹا نکال ایسا پھینک مارا کہ نر کا ایک بازو ٹوٹ گیا بہرحال اس ظالم کے ہاتھ سے بہاگ کر گرتا پڑتا حضرت سلیمان ع
بادشاہ کے پاس گیا پہلے تو جاکر دعا دی پھر یہ عرض کی کہ فلانے درویش نے بے تقصیر میرا بازو توڑ ڈالا ہی بادشاہ
نے فرمایا اسکو حاضر کرو چنانچہ حضور مین اسے لے آئے تب حضرت نے غضب سے فرمایا کہ تونے اسکو کیون مارا ہی اسنے
عرض کیا کہ اگر مینے اسکو مارا تو کیا ظلم کیا کیونکہ انسان کی خوراک ہی یہ سنکر چڑا بولا کہ اگرچہ مین بیچارہ چھوٹا سا جانور ہون پر اسقدر
مجھکو شعور ہی کہ اپنے دوست سے شیر و شکر کے مانند ملجاتا ہون اور دشمن سے کڑی کمان کے تیر کیطرح بہاگتا ہون
یہ پیوندی گدڑی دیکھکر مینے جانا تھا کہ تو خدا کی راہ پر ہی کسیکے حق مین بدی نکریگا لیکن اب مجھپر کھلا کہ تیرا رہنما شیطان ہی
اور گدڑی مین فقط مکر و دغا بھرا ہی اب اسکو اتار رکھ کہ اور کوئی میری طرح جسے فریب نکھائے اور تیرے دام مکر مین آجائے
چڑے کی باتین حضرتکو نہایت پسند آئین فقیر کو لعنت ملامت کرکے نکال دیا بعد چندے روز کے وہی چڑا کہین چگتا تھا کسی
درویش نے کسیطرح اسکو پنجرے مین پکڑکر بند کیا چڑا سمجھا کہ ابکی تو جان پر آبنی سوچکر یون کہنے لگا ای خدا کے بندے سے میرے
تجھکو چندان نفع نہوگا اور کہانے سے بھی سیری معلوم رکھنا علی ہذا القیاس بیفائدہ ہی پس چند سخن کہ ہر ایک در بے بہا ہی اگر
مجھکو چھوڑدے تو کہون یہ سنکر فقیر بہت خوش ہوا پنجرے سے نکالکر پاؤن پکڑکر ہاتھ پر بٹھایا اور کہا لو کہو چڑا بولا کہ ایک عالم کہتا ہی کہ خدا
چاہے تو ہزار اونٹ کی قطار سوئی کے ناکے سے نکلجائے یہ بات سچ ہی خدا کی قدرت سے کچھ دور نہین پر یہ آدمی کی سعی سے ہرگز اعتبار نکیا چاہیے
دوسرے یہ کہ جو کام اپنے اختیار مین نہے اسکے واسطے غمگین نہوا چاہیے ای درویش اب چھوڑدے تو اور کہون آزاد نے اسے
اڑادیا چڑا اڑکر ایکدرخت کی ڈالی پر جا بیٹھا اور بولا فقیر تو بڑا احمق ہی کیا تیری عقل ماری گئی جو ایسا شکار اپنے ہاتھ سے کہو یا
میرے پیٹ مین ایک لعل بے بہا ہی اگر تو مجھے مارکر کہاتا تو وہ بھی تیرے ہاتھ آتا درویش یہ سنکر ہاتھ ملنے لگا اور یون

کہنے لگا اے پرند بہلا مین اس نفع سے گذرا لیکن تو اور باتین تو کہہ چپ ہوا بولا کہ تیرا قول نا حق چلا گیا ہے سکے ہی میری باتین یہ جو ہر

نکو بنگی نا حق کہکر ضایع کرون مثل مشہور ہے کہ اللہ ہے سکے آگے رو وا اپنی آنکھین کہو وہ ای ناداں ہو تجھے مین نے سب سے کہا تہا کہ جو چیز اپنے

قبضے سے نکل جائے اُسکے واسطے پچہتانا اے اسیدم تو بہول گیا اور یہ نہ سمجھا کہ مینے لعل کہو کر نکلا ہو گا یہ سمجھکر خیرا تو اُڑ گیا اور

فقیر نے مایوس ہو کر گہر کا رستہ لیا اسباب سے اپنی غرض یہ ہی کہ خدا کو سب جنکی قدرت و طاقت ہی اسی ان کو چاہیے کہ

تحقیقات بادشاہونکی جناب مین کچہ عرض بہر وخوش ہے اسواسطے تجھکو لازم ہی کہ پہلے تہاکر اپنی نخوت و تکبر بہر عرض کر

گیارہوین داستان جانے مین زین الملوک کے لشکر اور ارکان دولت کے تجسس کے لئے کہانیکو تاج الملوک کے مکانمین

آخر کوتوال نے وزیر سے رخصت لیکر جنگل بیابان کی راہ لی جب تہوڑی راہ

طی ہوتی ہر اول پکار اُٹہا اس جنگل مین ایسی آگ لگ رہی ہی کہ اُسکے شعلے آسمان تک پہونچے ہین اتنے مین سواری کچہ اور آگے

بڑہی سونیکی زمین نظر آئی اور جڑاؤ عمارت جب ظاہر ہوئی کہ جسپر آتش کا گمان گیا تہا وہ یہی تہی شعلے نہ تہے وہ اُسکی چمک تہی اتنے مین

تاج الملوک نے جو کوتوال کے آنیکی خبر سنی فرمایا کہ جو مہمان کو بہر و ونگے ہے پہرہ دار و اُسے یاقوت کے دالانمین بٹہاؤ اہلکار

حسب حکم کوتوال کو حویلی مین لیگئے وہ جسطرف آنکہ اُٹہا کر دیکہتا تہا جگمگاہٹ سے جواہرات کی چکاچوند لگ جاتی تہی بعد

ایکساعت کے تاج الملوک نے بہی تخت شوکت کو زیب و زینت بخشی کوتوال اُٹہکر آداب بجالایا اور دعا و ثنا کی بعد عرض

کرنے لگا جب خضر کے مکان بنانے اور ملک بسانیکی اس جنگل مین خبر شہرستانکے بادشاہ کی جناب مین پہونچی تب اس خانہ زاد کو

تحقیقات حال کے لئے بہیجا ہی گستاخی معاف اگر آپکے دلمین خواہش سلطنت کی اور ارادہ فساد کا ہو تو اُدہر سے بہی

کچہ درنگ نہین و الا طوق بندگی کا گلیمین ڈالکر بارگاہ سلطانی مین حاضر ہو جئے کیونکہ دو تلوارین ایک میان مین نہین

رہتین اور نہ دو بادشاہ ایک ولایت مین تاج الملوک یہ سنکر بولا مینے تو اس حیوانات کے وطن مین ایک عبادتگاہ بنائی

ہی حق تعالی کی بندگی مین مشغول رہتا ہون خواہش بادشاہی کی مطلقاً نہین بلکہ دعوی ولتخواہی ہی کوتوال نے

جو یہ کلمات شائستہ سُنے خوشی بخوشی رخصت ہوا اور جو کہ دیکہا سُنا تہا وزیر سے مفصل کہا وہ سنکر ایک لمحہ تو زیر تفکر

مین ڈوبا رہا پہر بادشاہ کی حضور مین جاکر جو کیفیت سنی تہی عرض کی بعضونے تو سچ جانا اور کتنون نے جہوٹہ سمجکر ہنسا مانا

بکاولی کہ زین الملوک کی خدمت مین حاضر تہی یہ بات سُنکر دلمین کہنے لگی الحمد للہ اتنی مدت کے بعد عقدہ بستہ کی صورت کشائش اور شب نا امیدی کے

بعد صبح آسائش کے ہونیکی شکل نظر آئی بیت طپش دل خبر یار کے آنیکی دی + خوش ہوا چشم کہ یہ زمزمہ افواہ نہین +

بادشاہ بہی اس ماجرے کو وزیر کے سنکر ایکساعت گریبان تفکر مین سر ڈالے رہا اسکے بعد فرمایا کہ اگر یہی صورت ہی تو ایک

نہ ایکدن زوال سلطنت کا موجب ہو گا وزیر نے آداب بجالا کر عرض کیا کہ عقلمندونے کہا ہی جب دشمن سے لڑائی مین بر نہ آسکے

اُس سے دار مدار کرکے بلجائی بیت خوشی سے برآمد جو ہو کام کی + تو کیجے نہ تندی و گردنکشی + اب تدبیر

یہ ہی کہ قبلۂ عالم اُس سے اخلاص بڑہائین اور رشتۂ محبت کا اُسکی گردن مین ڈالین بادشاہ نے

فرمایا تیرے سوا اور کسی کو اس بات کے لائق نہیں دیکھتا ہوں تم ہی وہاں جاؤ اور رابطہ اُس سے بہم پہونچاؤ لیکن وہ کام کیجیو کہ سانپ بھی
اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے یعنی بری شان نگہی اور اخلاص بڑہے وزیر خجستہ تدبیر بموجب حکم کے بڑے کر و فر سے روانہ ہوا
جب تاج الملوک کو اُسکے آنیکی خبر پہونچی ارشاد کیا کہ فرش و فروش کی تیاری نئے سر سے کریں حوضوں کا گلاب لواویں فوارے
چھوڑاویں اور اُسکو لعل بدخشانی کے دالانمیں بٹہاویں جب وہ آیا اہلکار اُسیطرح عمل میں لائے شہزادہ آپ بھی وہاں رونق افزا
ہوا اور ایک جڑاؤ کرسی پر بیٹہا وزیر نے اٹہکر مجرا کیا دعائیں دیں پہر التماس کیا کہ آگے اس سے ایک بادشاہی بندہ حضور میں
حاضر ہوا تہا اور آپنے انکا پیام محبت انجام حضور تک پہنچایا اوصاف پسندیدہ بھی بہت سے بیان کئے بادشاہ کی آتش
غضب کو سرد کر دیا بلکہ قبلۂ عالم کو حضرت کی ملاقات کا اشتیاق کیا اس سے کیا بہتر ہی کہ دو چشمہ فیض و عطا کے اور دو دریا جود و سخا کے
باہم ملیں تاج الملوک نے کہا کہ جو پیام کہ میری طرف سے لازم تہا سو حضرت جہان پناہ کیطرف سے آیا بسر و چشم مجہے قبول ہی میری
بہی آرزو یہی تہی پہر وزیر نے عرض کی انشاءاللہ تعالیٰ بعد ایک ہفتے کے حضرت عالم پناہ یہاں رونق بخش ہونگے پہر خاصہ
یاد کیا بکاول رنگت رنگ کا طعام لذیذ اور خوشگوار جواہر نگار باسنوں میں نکلوا کر چاندی سونے کے خوانوں میں لگا کر نعمت خانے میں لایا
اور دستر خوان رغبت کا بچہوا کر کہانا چن دیا شہزادے نے وزیر کے ساتہ نوشجان فرمایا اُسکے بعد ارشاد کیا کہ وزیر کے ہمراہیوں
کو بہی تقسیم کرو لیکن ظروف نقرئی اور طلائی بہیر لیجیو جب لوگونکو کہانے سے فراغت ہوئی وزیر رخصت ہوکر شرقستان کو روانہ
ہوا شتاب حضور والا میں پہونچا تمام ماجرا مفصل ظاہر کیا کہتے ہیں انہیں دنوں میں تاج الملوک نے ایک رات حمالہ کے سر کا بال
آگ پر رکہا وہ اُسیدم ہزار دیوں سمیت وہاں آپہنچی تاج الملوک اور محمودہ نے اُٹہکر سلام کیا اُسنے دونوں کی بلائیں
لیں چہاتی سے لگایا تہا جو ماجرا خیر و عافیت پوچہی تاج الملوک نے کہا آپکی سلامتی میں سب طرح چکا چلیں آرام میسر ہی کچہ غم نہیں
کسی چیز کی کمی نہیں لیکن کلمہ ضیافت بادشاہ شرقستان کی مقرر ہوئی ہی وہ یہاں تشریف لاوینگے میری خواہش یہ ہی
کہ اس سرزمین سے اُنکے شہر تک فرش بانات اور مخمل سرخ اور سبز کے بچہوادو اور کوس کوس بہر خیمے قاقم اور سنجاب کے طنابیں
اُنکی کلابتونی پردے دیبا اور اطلس کے چوبیں گنگا جمنی میخیں طلائی اور نقرئی ہوں استادہ کرادو مگر اس فراط سے ہوں کہ بادشاہ
کے ہر ایک چہوٹے بڑے امیر کو جدا جدا آرامگاہ میسر ہو کہ تخلّی بالطبع ہے حمالہ نے دیوونکو حکم کیا اُنہوں نے تمام رات
میں ویسی ہی تیاری کر دی اور آپ اپنے ملک کی راہ لی صبح کے وقت شرقستان کے بادشاہ نے بموجب قرار اپنے وزیروں
امیرونکو حکم کیا کہ بہاری بہاری زرق برق کی پوشاکیں اور کئی ہزار سوار زرنگار لباس گچ ناگوں اور ہتیار نو قلموں سے
آراستہ ہوکر داہنی طرف رہے اور ایسا ہی سجا سجایا بائیں طرف اور ایک غول سواروں کا سلح اوپچی بنا ہوا آگے اور ہاتہیوں کا
حلقہ سنہری روپہلی ہودے اور عماریوں سے پیچہے ہر نوجوان بان نشان بادلے کا چمکتا ہوا ہاتہ میں لیکر چست ہوا تمام ٹہاٹہ
سواری کا درست ہوا القصہ اس ہیئت سے سامان سواری کے تیار ہوئے جہان پناہ ایک جڑاؤ عماری میں سوار
ہوئے اور بکاولی مردانہ لباس نہایت پر تکلف اور جواہر پہنکر آرزو گم باندہ کر خواصی میں آبیٹہی چاروں شہزادے بہی

خلعت شاہانہ زیب بدن کرکے زرق برق سے اپنے اپنے ہاتھیون پر سوار ہوئے پہر سواری تاج الملوک کے ملک کو روانہ ہوئی زین الملوک شہر سے کوس بہر آگے گیا ہوگا کہ ناگاہ زری کے خیمونکی چمک مانند شعاع آفتاب کے نظر آئی غالب ہی کہ یہ وہی مکان ہی جسپر نگاہ نہین ٹہرتی اور آنکہ جہپکی جاتی ہی وزیر نے عرض کی کہ این گل دیگر شگفت حضرت ایک رات مین کچہ کا کچہ رنگ بدل گیا یہان فقط جنگل تہا جہاڑ جہنکاڑ کے سوا غلام نے کچہ نہین دیکہا دم مارنے کی جگہ نہین قادر کریم نے ایک مخلوق کو ایسی قدرت دی ہی کہ اسکی صنعت کی کنہ صاحبان خرد کو دریافت نہین ہو سکتی اونکی عقل وادی حیرت مین بہٹکتی ہی ملک نگارین بہت دور ہی اُس عجایب دنگار کہا یا ہی ایسے ہی ملاحظہ فرماتے بادشاہ وزیر انہین باتونمین ستہے کہ اُسکے ملازمون سے ایک شخص نے آکر عرض کی ہمارے آقا کا حکم یون ہی کہ عالم پناہ کی سواری جس جگہ سے آگے بڑہے وہانکا اسباب وغیرہ سب فقیر فقرا غریب غربا لوٹ لیوین اور خود بدولت ہر ایک منزل مین جس خیمے کو پسند کرین اُسمین استراحت فرمائین چنانچہ بادشاہ جس جگہہ تشریف لاتے اسباب ضیافت کا جو روئے زمین کے بادشاہونکو میسّر نتہا وہ مہیّا پاتے غرض جسقدر سواری آگے بڑہتی جاتی تہی اُسقدر اسباب کی زیادتی نظر آتی تہی اور عجایب سے طبیعت بیشتر حظ اُٹہاتی تہی تاج الملوک آپ بہی ایک منزل استقبال کے لئے آیا اور سارے لوازم آداب بجالایا آخر بادشاہ کے ساتہ کمال خوشی اور خرمی سے اپنے قصر مبارک مین داخل ہوا حضرت کو زمرد کے مکان مین اعزاز واکرام سے بٹہایا اور مکانونکو بہی آراستہ کیا جابجا نئے نئے فرش بچہہ گئے گلاب کے حوضونمین فوارے چہوٹنے لگے بادشاہ متعجب ہوتے رہے تہے عمارات اور باغ کی ساخت اور تیاری ملاحظہ فرماکے عالم بیخودی مین آگئے بکاولی بہی شہر کا یہ کمال دیکھکر دیوانی ہوگئی ہوش سے جاتی رہی

شعر

جسدم کمان ابرو کوئی تیر کرشمہ چہوڑ دے	سارے دلونکو چہوڑ دے عاشق کے دلکو توڑ دے

ایک لمحہ کے بعد چلتی ہر طرف آنکہونکو ملکر دیکہنے لگی جس مکان پر نظر پڑی اُسکا نقشہ اور جواہر اپنے مکانونکا دیکہا متحیر ہوکر جی مین کہنے لگی یہ کوئی بڑا جادوگر ہی کہ میری عمارت کو معلق یہان اُٹہا لایا ہی اور اس جنگل کو عالم طلسم بنایا ہی ایک پری جو اُسکے ساتہ خدمتگاری مین آدمیونکے بہیس مین تہی اُسے اشارہ کیا کہ نظر غور سے دیکہہ اور بخوبی دریافت کر کہ یہ کیا ماجرا ہی اُسنے متامل ہوکر عرض کی آپکے مکان جہان تہے وہین ہین کچہ اندیشہ نکیجئے یہ نئی عمارات ہی اس شخص نے کام کیا ہی کہ ایسی نقل بنوائی ہی کہ اصل اور نقل مین فرق کرنا ہر ایک کا کام نہین آفرین اسکی ہنرمندی اور دانائی کو یہ سنکر بکاولی بہت خوش ہوئی کہ چور میرے ہاتہ لگا اور مال پتا پایا چاہتی تہی کہ اُسیوقت افشای راز کرے اور رپردہ دیدیا نسے اُٹہادے لیکن حیا مانع ہوئی جبرا اور قہرا قدم صبر و توکل کا گاڑے رہی القصہ دسترخوان بچہا اور طرح طرحکا کہانا سونے روپے کے باسنونمین چنا گیا اسکی حلاوت کی تعریف کیونکر لکہئے کہ زبان قلم کی بند ہوئی جاتی ہی اور اس خوانِ کافوری کاغذ مین نہین سماتی حضرت اہل خدمت کے سلیقے اور اہلکارونکے طریقے دیکہکر بہت محظوظ ہوئے خاصہ فرزندان اور مصاحبون سمیت خوشی خوشی نوش جان فرمایا اتنے مین ارباب نشاط حاضر ہوئے صحبت راگ و رنگ کی دیر تک رہی شعر

مطربونکی ہوئی بلند صدا | ناہ پیکر لگے دکہانے ادا | گل نغمہ سے گئے سراسر پہول | دف وونی کام مین ہوئے مشغول | القصہ

اسکے بعد بادشاہ اور تاج الملوک اختلاط کرنے لگے اور باتونمین مشغول ہوئے شہزادے نے پوچہا کہ آپکے فرزند کی ہین
حضرت نے چارون بیٹونکی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ انکے سوا اب کوئی نہین ایک اور بہی تہا اسکے دیدار نحس کی بدولت یہ
بلاے ناگہانی مجہپر نازل ہوئی تہی افضال الٰہی سے مینے نجات پائی اور وہ اسی حالت مین خدا جانے کہان نکل گیا تاج الملوک
نے یہ سنکر کہا کہ کس سبب سے اسنے اس درگاہ عالی کو چہوڑا اور اس دولت سے منہ موڑا کوئی اس مجلس مین اسے پہچانتا ہی
یا نہین یہ سنکر زین الملوک نے اسکی پیدائش اور اپنی نابینائی کا ماجرا اول سے آخر تک ظاہر کیا پہر ایک امیر کیطرف جو اسکا
اتالیق تہا اشارت کی کہ اسکے سوا کوئی اسکی صورت سے واقف نہین شہزادہ اسکی طرف مخاطب ہوا کہ دیکہو تو اس مجلس مین کوئی
اسکی شکل کے مشابہ ہی یا نہین اس جہاندیدہ نے شاہزادے کا نقشہ اور گفتگو کا رویہ بغور ملاحظہ کرکے عرض کی کہ انتونمین
کسیکو اس شاہزادے کی صورت اور شکل کے موافق نہین دیکہا مگر چہرہ مبارک مین اکثر اسکی علامتین پائی جاتی ہین اور بول
چال کی وضع بہی بہت ملتی ہی سنتے ہی اس کلام کے تاج الملوک اٹہکر باپ کے قدمون پر گر پڑا اور عرض کی کہ مین وہی
ناخلف ہون جو اتنی مدت تک نحوست ایام اور طالع ناکام کے باعث سرگردان پہرا اور اس درگاہ سے محروم رہا
شکر ہی کہ دیدار مبارک جسطرح جیسے جی چاہتا تہا اسیطرح دیکہا اور قدمبوسی کی جس ضعیف آرزو تہی بر آئی زین الملوک نے یہ
گفتگو سنکر مارے خوشی کے شاہزادے کو چہاتی سے لگایا سر اور آنکہین چومین سجدہ شکر الٰہی بجالایا پہر بیٹے سے کہنے لگا
یہ حسن اقبال کہ ایزد متعال نے تمکو بخشا ہی ہمکو پہلے ہی اسکا حال تمہاری ولادت کے زائچے سے معلوم ہوا تہا
الحمد للہ کہ چہرۂ مقصود کو آئینۂ ظہور مین حسب دلخواہ دیکہا بارے آنکہونمین روشنی دوچند ہوئی یہ کہو کہ آج تک کہان تہے اور سرو آزاد ہو
یا کس شمشاد قد سے پیوند کیا ہی شاہزادہ بولا کہ غلام کی دو منکوحہ ہین اگر حکم ہو تو باریاب ہوئین اور قدمبوسی حاصل کرین
حضرت نے فرمایا اس سے کیا بہتر شاہزادہ محل مین جا کر دلبر اور محمودہ کو بادشاہ کی خدمت مین لایا وہ دونو پری پیکر اس
مکان کے قریب آکر ٹہٹک رہین تب زین الملوک نے کہا کہ یہان کیون نہین آتین جو انکے دیدار فرحت آثار سے مین نرگس چشم کو
منور کرون اور سینے کو سرور سے بہرون تاج الملوک نے التماس کیا کہ آپکی یہ لونڈیان حیا سے نہین آتین ہین کہ چارون شاہزادے
انکے بندۂ آزاد ہین چنانچہ انکی مہر سے انکے چوتڑون پر داغ موجود ہین مزاج چاہے تو حضرت بہی ملاحظہ فرمائین اس راز کے
کہلنے سے چارونکے منہ کا رنگ اڑ گیا شرمندہ ہوکر وہانسے اٹہ گئے تب وہ دونون آکر قدمبوس ہوئین پہر زین الملوک
نے تمام سرگذشت ایام جدائی کی اور دلبر اور محمودہ جان کا احوال استفسار کیا شہزادے نے بہی شدائد سفر اور محنت بیابان
کی اور احوال بہائیونکے داغ کہانیکا دلبر کے ہاتہ سے اور مروت حمالہ کی اور بیاہنا محمودہ کا لینا گل بکاؤلی کا گلاب کے
حوض سے اور بکاؤلیکے دیکہنے کی کیفیت خواب کی حالت مین اور گل مذکور چہین لینا بہائیونکا پہر بنانا باغ اور
حویلی کا بیابان مین مفصل ظاہر کیا اتنے مین بادشاہ کو تاج الملوک کی مان یاد آگئی بولے کہ تمنے میری تو آنکہین

گل بکاؤلی سے روشن کیجیو اور اپنے دیدار سے دروازہ سرور کا دل غمناک کے آگے کہولدیا اب مجکو بہی لازم ہی کہ اس درد انتظار کی ماری تمہاری ماں کو یہ مژدہ جان بخش سناؤن اور اس مبتلای رنج فراق اور تشنہ دیدار کو تمہارے آنیکی خوشخبری کا شربت پلاؤن یہ کہکر بادشاہ اٹھ کھڑے ہوئے اور قلعہ مبارک مین تشریف لاکر تاج الملوک کی مانکے پاس گئے اور ایام گذشتہ کی بدسلوکیونکا بہت سا عذر کیا آگے سے زیادہ سرفراز کیا اور بیٹے کے آنیکا مژدہ دیا ای عزیز تیری عزت بادشاہ کے دربار مین تیری خدمت کے موافق ہوگی چاہیے کہ شاہزادیکے مانند کار شایستہ کرے تو تیری محنت شاہ کے دلمین موثر ہو اور پیغام اپنی ملاقات کا تجہے تو پہونچے بلکہ بیبا کانہ آپ ہی تیرے پاس چلا آئے اور بے اختیار تیرا سر اپنی چھاتی سے لگائے اگرچہ پہلے دیدار کے لائق نہو لیکن آخر کار اسی مقام مین آپکو پہونچائے کہ وہان تیرا کوئی شریک نہو سکے پھر ایسا کام کیجیو کہ شاہزادونکے مانند داغ لعنت اٹھائے اور کس و ناکس کے روبرو رسوا ہو

بارہوین داستان بکاؤلی کے رخصت ہونیکی زین الملوک سے اور نامہ لکھنے مین تاج الملوک کو زین الملوک

جب اپنی دار السلطنت مین داخل ہوا بکاؤلی اس سے رخصت ہو کر اپنے باغ مین آئی اور ایک اشتیاقنامہ تاج الملوک کے لیے لکھا پھر اسکو تاج الملوک کی انگوٹھی سمیت سمن پری کو کہ خفیہ اُسکے ساتھ گئی تھی حوالے کیا اور کہا جلد جا جسوقت شاہزادیکو کاروبار دنیا سے فارغ اور تنہا پائیو ان دونونکو اُسکے ہاتھ مین دیجیو وہ اُڑنا گن لیکر اُسیوقت اُٹھی ایکدم مین تاج الملوک کے محل مین آ پونہچی اور کسیطرف گھات مین لگ رہی جب تاج الملوک بکاؤلی کے دہیان مین اکیلے مکان مین آ بیٹھا یہ اُسکے روبرو جاکر آداب بجالائی اور وہ امانت حوالے کی شہزادے نے انگوٹھی پہچانی اور خط کہولکر پڑھا مضمون یہ تہا نامہ بکاؤلی

سخن ابتدا کر بنام خدا
کہ ہے وہ منزہ ز چون و چرا

جمال دکرشمہ پری کو دیے
جلایا دل آدمی عشق سے

ذرا اپنے پرتو کو لیلی پہ ڈال
ہوا قیس خود بین کے محو جمال

ہی پھر اُسکے جلوے کی ادنی ضیا
اُسی پر ہی بیتاب ذرہ سدا

ہی بعد اسکے پھر اسلام و پیام
تجھے اے غنچہ ہو بر و نیکفام

اور اُس زلف پر خم اے گلعذار
کیا مثل قمری مجھے طوق دار

مگر یہ سخن ہے غلط مشتہر
کہ اک داغکو ہے دوسری کی خبر

تری ہجر مین گندہ ہے یہ گہر
اگر تو نہو خلد بھی ہے سقر

کیا دل تری عشق نے ایسا فگار
ہوے ایک تیغ کے ٹکڑے ہزار

تو دریا ہے اور مین ہون تشنہ جگر
بجھا پیاس میری جلد آکر

دلی مین جو اُٹھو گی رذ خبرا
تو ہونگی تری لعل لب خجے نہ بہا

ستارہ ہے جسنے روشن کیا آسمان
بنائے جن و انسان مین پر عیان

پری پر دیا پھر اسکو شرف
کیا تیر الفت کا اسکو ہدف

عیان حسن کو سنگ شیرین کیا
وہی سنگ کے فرہاد شیدا ہوا

چراغ محبت کو روشن کیا
شعور اُسپہ پروانہ ہو کر جلا

تری چشم و ابرو نے اے شوخ و شنگ
لگائے مرے دلپہ لاکھون خدنگ

کیا ہی دل و جان کو خون عشق
جلایا درون پر درون عشق نے

مین جلتی ہون تجکو خبر کچھ نہین
ترے سوز دل مین اثر کچھ نہین

ذرا شربت وصل منہ مین چوا
لبون پر مرے اول ہی ابی دلربا

مین نا سفتہ گوہر ہون اے نخوش لقب
یہی الماس کی مجکو تجسے طلب

تمہے غم مین جی گذر جاؤنگی
اگر تو نہ پونہچا تو مر جاؤنگی

جواب اسکا پھر دیگا تو کب مجھے
جو جی چھوڑونگی اتنا ہی کہو تو زار مجھے

نہ بول آگے اب اسی بات پہ قلم + دکھا نیکو دل اسکے نہیں یہ بھی کم ہاغرض تاج الملوک نے مضمون نامے کا کہ ہر لفظ بھرا ہوا شوق سے
اور ہر حرف پر درد قصے تہا دریافت کیا عشق کی آگ کہ سینے مین دبی ہوئی تہی بہڑکی سیماب کے مانند بیتاب ہوکر تڑپنے لگا آخر تسلی
دل بیقرار کو تہا نباچار ناچار صبر کیا پہر قلم فراق رقم کو ہاتہ مین لیکر ایک بند کاغذ اسکے نامے کا جواب یون لکہا نامہ تاج الملوک

اے عاشقوں کی جلانے والی / ہے طرز جفا تری نرالی
ابرو تری اکہ بروہ خمدار / ہے مست کے پاس جیسے تلوار
غنچہ ہے تری دہن سے دلتنگ / آگے ترے لب کے لعل بیرنگ
تو سیم تنوں کی صف شکن ہے / تو عشق کی راہ مین راہزن ہے
جادو ہے تری نگاہ پنہان / یا برق برای خرمن جان
روشن ہے تجہی سے چشم امید / مین ذرہ صفت ہون تو ہے خورشید

اے نازنین ماہ جبین و اے رشک فزای بتان چین تیرے اشتیاق نامے کے مضامین آتشبار نے میرے استخوان کو برنگ شمع جلا دیا
اور دل مہجور کو داغ غم نسے معمور کیا شور و فغان سے حشر برپا ہوا آہ کا دہوان چار طرف گہٹ گیا اے شمع شب افروز
جو داغ تیرے عشق کی سوزش سے میرے سینے مین پڑے ہین ہرگز نہ مٹینگے بلکہ جب تک ماہ کے جگر مین کلف ہے یہ بہی چمکا
کرینگے یہ بجا ہو کہ تیرا تصور میری آنکہون سے کسیوقت جاتا ہے یا تیری یاد کسی دم میرا دل بہلاتا ہے کوئی گہڑی نہین کہ جسمین
مجہکو تیری جستجو نہین اور تیرے ملنے کی آرزو نہین مین تو تیرا نام سنکر دیوانہ ہوا آنکہون سے راہ چلا جان کا خطرہ نہ کیا دیو ونسے
کسطرح سازش کی اور انکی گردن مین کمند محبت ڈالی جب کہین تیرے جمال جہان آرا کو ذرا دیکہا اور نمک زخم پر
چہڑکا فی الجملہ میرے سینہ سوزان کی وہ آگ ہے کہ جسکی ایک چنگاری تیرے دلمین جا پڑی یا برق اشتیاق کی ایک تڑپ ہے
جو تیرے خرمن کیطرف دوڑ گئی بیت ہے فیض عشق کی جوشش ترے مجہ سینے مین + شرار ایک ہے لیکن دو آبگینے مین
مین کیا کہون مجہسے کیا ہو سکتا ہے جذبہ تیرا ہی کام کا ہے بیت تا نہو دلبر کی جانب سے کشش + عاشق بیچارہ کیا کر سکے
بس زیادہ اس سے قلم کو آشنائی نہ چاہیے کہ گئے ہین مصرع قلم کب آشنا ہے راز مشتاقونسے اور محرم + والسلام پہر خط
کو لفافہ کر کے اپنی چشم سرمہ سائی نمناک کو بجای مہر اسپر رکہا اسکے بعد سمن رو پری کے ہاتہ مین دیا اور زبانی پیغام باشتیاق تمام
بہت سے دیئے آخر وہ رخصت ہوئے اور بکاولی کے پاس آ پہونچی جواب نامے کا حوالہ کیا اور زبانی بہی جو کچہ حال تہا کہ سنایا

تیرہوین داستان تاج الملوک کے جانے کی بکاولی کے پاس اور قید ہونے مین بکاولی کے

القصہ جب بکاولی نے تاج الملوک کا اشتیاق اپنے سے دونا پایا اور صبر و قرار طرفین کا بغیر وصال کے محال نظر آیا سمن رو سے
کہا کہ حمالہ کو جلد حاضر کر وہ سنتے ہی دوڑی ایک پل مین جا پہونچی حمالہ اسکو مضطرب دیکہکر پوچہنے لگی اے بہینا خیر ہے ایسی گہبرائی
ہوئی کیون آئی ہو وہ بولی خیریت ہے شاہزادی نے تمکو یاد کیا ہے دیر نکرو جلدی چلو حمالہ گہبرا کر اٹہ کہڑی ہوئی
اور بےوقت کے بلانے سے بید کیطرح سے کانپتی ہوئی آئی کیا دیکہتی ہے کہ بکاولی نرگس چشم یار سے بیمار
ہے اور ہر مژہ فوارے کے مانند اشکبار ماتم زدون کی صورت اس غمکدے مین بنائے بیٹہی ہے
آداب بجا لا کر سر سے پانون تک بلائین لیکر کہنے لگی اے یاسمن نشاط و اے گلبن انبساط تیرا غنچہ دل کیون

تنگ آیا جو تونے اپنا یہ رنگ بنایا کا ہیکو شبنم کیطرح روتی ہی کس لئے پھولسے مکھڑے کو گرم گرم انسوؤن سے دھوتی ہی تیری بلا میرے جی کو لگے تو ہمیشہ ہنسی خوشی سے ہے خدا کیواسطے کچھ بات کر بول اپنے جی کے بھید کو مجھپر کھول یہ سُنکر بکاولی نے کہا تو ہمیشہ واللہ اتنی باتین کیون بناتی ہی جان بوجھکر بھولی بنجاتی ہی یہ تیری ہی اک لگائی اور بلا بلائی ہوئی ہی اپنے ہاتھ پانو نسے ہاتھ اٹھا اور اپنی لگائی کو بجھا یہ کرتوت تیرے داماد کا ہی یا کسی اور کا اور اُسکو تونے یہانتک پوہنچایا تا کوئی اور لایا غرض میرے پردہ ناموس مین رخنہ اُسکے ہاتھ سے پڑا اور ننگے کھلے اُسنے مجھے دیکھا اگر اپنا بھلا چاہتی ہی تو جلد جا اور اُسسے مجھتک لا حمالہ یہ بات سُنکر ہنس دی اور کہنے لگی کہ تمنے اتنی ہی بات کیواسطے رو رو کر منہ سجایا ہی اور اپنا یہ حال بنایا ہی تم اُٹھو ہاتھ منہ دھو ہنسو بولو اُسکا لانا کتنا کام ہی مین ابھی کان پکڑے آتی ہون اور ایک آن مین تمسے ملاتی ہون آخر وہ لنکا شہر قبرستان کیطرف دوڑی گئی بات کی بات مین تاج الملوک کے پاس آپونہچی اور مسکراکر کہنے لگی اُٹھ رے پروانے اٹھ چل تجھے تیری شمع نے یاد کیا ہی یہ سنتے ہی شہزادہ نے بے اختیار اُسکے پانوون پر گر پڑا حمالہ نے اُسکا سر اُٹھا کر چھاتی سے لگایا پھر کاندھے پر بٹھا کر بکاولی کے مکان کا رستہ لیا اس اثنا مین جمیلہ خاتون کے کان مین یہ بھنک پڑی کہ تمہاری بیٹی بروگن سی بنگئی ہی شاید کسی آدم زاد پر یا پریزاد پر دیوانی ہوئی ہی اسبات کے تحقیق کرنے کو وہ بکاولی کے پاس آئی اور آثار عشق کے اُسمین دیکھکر بہت خفا ہوئی اور اپنا منہ پیٹ کر بولی اری کواری نہتکاری تو ناپید ہو یہ کسکے پیچھے بروگ لیا ہی اور کسکے لئے یہ جوگ سادھا ہی پریونکا ننگ و ناموس تونے کھویا اور کل کا نام ڈبویا اُسنے یہ باتین سُنکر کانون پر ہاتھ رکھا اور صاف مکر گئی قسمین سخت سخت کھانے لگی ماکے پانوون پر گر پڑی اور کہنے لگی مینے تو آج تک عشق کا نام نہین سنا اور آدمی کو خواب مین بھی نہین دیکھا ایسے طوفان جوڑ اور تہمت کی اُسکا نام سچ بتاؤ نہین تو مین اپنا خون کرونگی اور جان دونگی یہ حالت اُسکی دیکھکر ہان ہی تو ہل گئی مگر ظاہر مین کھائی سے بولی چل چپ رہ اتنے چھنال گھنگوٹے نکر ٹسوے نہ بہا اتنے مین حمالہ مشتاق کو وہان لیکر پونہچی سمنرو پری تو محرم راز تھی اُسنے اشارے سے آگاہ کر دیا کہ وہ مسافر بھی آپونہچا شہزادی نے بھی اشارے سے کہا کہ ایک مکان محفوظ مین چھپا رکھو غرض پہر رات گئے تک تو بکاولی چار ناچار ماکے پاس بیٹھی رہی جب وہ پلنگ پر جاکر سو رہی بکاولی نے دیکھا کہ خوب غافل ہوئی وہان سے اٹھی اور دبے پانوون چلی دل خوف سے دھڑکتا تھا اور جی شوق سے پھڑکتا تھا قصہ مختصر اسی صورت سے شہزادے کے پاس پونہچی اُسکی نگاہ جو ہین اُس سراپا ناز پر پڑی ہوش جاتا رہا غش ہوکر گر پڑا جب تو یہ گھبرا کر دوڑی اُسکا سر اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھ لیا منہ سے منہ اور گال سے گال رگڑنے لگی اُس غنچہ دہن کی بو کہ گلاب سے بہتر تھی سونگھتے ہی شہزادے کے دماغ مین تعطیر آگئی ہوش مین آیا آنکھین کھولدین اپنے سر کو اُس زہرہ جبین کے زانو پر دیکھا کوکب بخت کو اوج پر پایا خوش و خرم اٹھ بیٹھا پھر تو پیار کی آنکھین طرفین سے پڑنے لگین یہانتک کہ ٹکٹکی بندھ گئی آخر شراب شوق کا پیالہ چھلکنے لگا نشہ اشتیاق دونو کو چڑھا پردہ حجاب کا بیچ سے

اٹھ گیا چالاکی اور بیباکی کا بازار گرم ہوا شرم و حیا نے کنارہ کیا جام وصال دونون نے پیا اور آتش فراق کو ٹھنڈا کیا مثنوی

ہزار افسوس چرخ پرزور کی ... / جو ... رسوائی
اگر یگا مشتری سے ماہ کو دور / تو بخشے اسکو سوداغ جدائی
جہان دو شخص بیٹھی ملکی اک جا / غلط ہی یہ کہان اوسمین وفا ہی
وہین سنگ جدائی اسنی پھینکا / کمانمین اسکے بس تیر جفا ہی

اتفاقاً جمیلہ خاتون جو ہی رات کیوقت چونک پڑی چاندنی کی بہار سے باغ بھی اسوقت نور باغ بن رہا تھا بے اختیار اٹھ کھڑی ہوتی اور سیر کرنے لگی ناگاہ اس جگہ جہان وہ دونون خوابیدہ بخت لپٹے ہوئے بیخبر سوتے تھے جانکلی اس حالت کو دیکھتے ہی اسکی آتش غضب کا شعلہ بھڑکا غصہ رو کا گیا تاج الملوک کو مانند سنگ فلاخن صحرای طلسم مین پھینکا اور بکاؤلی کے گل رخسار کو طمانچون سے گل ارغوان بنا دیا اسکے بعد گلستان ارم مین کہ اسکے باپ کا تختگاہ تھا اپنے ساتھ لیگئی اور جو اپنی آنکھون سے دیکھا تھا فیروز شاہ سے کہا اسنے کتنی پریان خوش بیان جرب زبان اس شمع رو کی مصاحبت میں مقرر کین کہ اسکو نصیحت کیا کرین اور انسان کا نقش الفت اسکے لوح دل سے دہویا کرین چنانچہ وہ اسکام مین دن رات مشغول تہین لیکن بکاؤلی کی دبی ہوئی آگ عشق کی انکی باتون سے سلگ اٹھتی تھی شعلہ اشتیاق دونا بھڑک جاتا تھا دن ہر کسیکے ساتھ بیٹھکر کاٹتی تھی اور رات بھر یار کے خیالمین جاگتی تھی اور یہ غزل اپنے حسب حال پڑھتی تھی غزل کوئی نہ میری طرح بھی ہو مبتلای

فراق
فراق
کرون
فراق
اروان
فراق

تمام عمر نہ سر سے گئی بلای فراق
ہمیشہ سینہ سوزان سے شعلے اٹھتے ہین
کہ خوب خون جگر رو مین پدہای فراق
مین دل دیا وان کہا کیا کہ دن کہون کس سے
سر تبک شیشہ سے پھر دو مین جو بنہا ہی فراق

غریب عاشق و بیدل فقیر و سرگردان
دل و جگر کو جلاتے ہین داغہای فراق
کہان فراق کہان ہین ان کا رنج و تعب
فراق کو بھی کوئی ہی جو دے سزای فراق
بقول حافظ یا شیراز اب مرے دل سے

خطاب بتا ہی کہا مجھکو یاد ہی شنای
فراق کو نہی فرقت کا مبتلا یہ
فلک کے ہاتہ سے اب کوٹ جای بنای
اگر فراق ملے مجھکو جان بس سے
بزنگ مرغ سحر آئی ہی صدای

جب پریون نے اسکے مزاج مین ان بدن سوختے کو بڑھتے پایا جانا کہ عشق نے اسکے دلمین گھر بنایا ناچار ہوکر فیروز شاہ سے عرض کی کہ ہمنے اپنا بہتیرا اثر ٹھہرایا مگر فائدہ کچہ نپایا وہ کسیطرح نہین سمجھتی پتھر کو جونک نہین لگتی خبر شرط تھی سو کی آگے جو ارشاد ہو فیروز شاہ نے اس ماجرے کو سنکر جانا کہ بیٹی ہاتہ سے جا چکی نصیحت مطلق نہین سنتی بکاؤلی کو طلسمات مین قید کیا اور اس سیم تن کے پانونمین سونیکی زنجیر کو بہر دیا

چودہوین داستان تاج الملوک کے دریای محیط مین پڑنیکی اور سلامت پہونچنے کی وہانسے بیابان مین اور تبدیل ہو جانے مین صورت اصلی کے

کہتے ہین کہ جب جمیلہ خاتون نے شاہزادے کو ہوا پر پھینکا وہ ایک دریای عظیم مین جا پڑا اور اسکے تلاطم سے تہ و بالا ہونے لگا کبھی موتی کے مانند نیچے جاتا اور کبھی کف دریا کی طرح پانی پر تیر آتا چند روز کے بعد کنارے پر پہونچا سچ ہی کہ عاشقون کی جان عزیز تک اجل کا ہاتہ یک بیک نہین پہونچتا اور موت کا پنجہ انکے مرغ روح کی گردن مروڑ نہین سکتا کوئی رمق

جان بقرار باقی رہی تہی غرض سے خشکی مین آیا آفتابکی گرمی سے ہاتہ پاؤن کہلے حرکت کے قابل ہوئے اور بدن مین زور پیدا ہوا اٹہکر ذرا
آگے بڑہا سامنے ایک جزیرہ نظر آیا اسمین جاکر وارد ہوا اقسام اقسام کے میوہ دار درخت اسمین تہے ادہر اودہر پہرنے لگا اتنے
مین ایک ایسا باغ نظر آیا کہ اسکے درختونکے پہل آدمیونکے سر کے تہے یہ جو انسے دوچار ہوا وہ کہلکہلا کر ہنس پڑے پہر سبکے سب زمین پر
گر پڑے ایکساعت کے بعد اور نکلے ان شاخونمین پیدا ہوئے شاہزادہ یہ تماشا خدا کی قدرت کا دیکہکر نہایت حیران ہوا بلکہ ڈرا اور وہانسے
آگے بڑہا ایک باغ انار کا ملا اسمین ہر ایک انار گہڑے کی برابر تہا تاج الملوک نے ایک انار کو جو توڑا اسمین سے چہوٹے چہوٹے پرند خوشرنگ
نکل آئے پہر سبکے سب چڑیونکیطرح اڑگئے شاہزادہ یہ صنعت خالق کی دیکہکر اور بہی دنگ ہوگیا علی ہذا القیاس ایسے ایسے ہی عجایب اور
غرایب چندروز تک دیکہا کیا غرض اس سرزمین پر جابجا ایک نیا ہی تماشا نظر آتا کسیطرح وہانسے رہائی نپاتا تہا ایکدن نہایت تنگ
ہوکر ہرطرفسے لکڑیان جمع کیں بیڑا باندہا پہر خدا کا نام لیکر دریامین ڈالدیا اور آپ اسپر جا بیٹہا کئی روز کے بعد وہ ایک کنارے پر جا
لگا یہ اترکر آگے چلا ایک بیابان ہولناک مین جاکر وارد ہوا شام کیوقت درندونکے ڈر سے درخت پر چڑہ گیا پہر رات ہوگئی ایک سنسنانے کی
آواز دکہن کیطرفسے اسکے کانمین پونہچی ہرچند شاہزادے نے داہنے بائین دیکہا لیکن کچہہ نظر نہ آیا آخرش ایک اژدہا پہاڑ سا
نظر آیا اور اسی درخت کے نیچے کہ جسپر شہزادہ تہا آیا اسکی صورت دیکہنے سے اسکے توحواس اڑگئے درخت کی ڈالی سے
لپٹکر دم بخود ہوگیا ایکساعت کے بعد اژدہے نے ایک کالا سانپ اپنے منہ سے نکالا اور اسنے ایک من فتاب سا چمکتا ہوا اگلکر درخت
کے نیچے رکہدیا اسکی روشنی سے چار سو کوس کے عرصے تک جتنے جنگل پہاڑ تہے روشن ہوگئے اور وحوش وطیور
اسکے آگے آکر ناچنے لگے آخر بدہوش ہوکر گر پڑے وہ انکو دم کی کشش سے کہینچ کہینچکر نگلنے لگا یہانتک کہ اسکا پیٹ بہر گیا
اسکے بعد سانپ من کو نگل گیا اور وہ سانپ جسطرفسے آیا تہا اسیطرف کو چلا گیا شاہزادے کے جیمین یہ لہر آئی کہ ایسی تدبیر
کیجیے کہ جو یہ من ہاتہ لگے عقل دوڑانے لگا آخر سوچتے سوچتے صبح ہوگئی پہر دریا کیطرف گیا اور وہانسے ایک ٹوبسا لوندا کیچڑ کا
اٹہا لایا اور شام کیوقت درخت پر چڑہ گیا اسیطرح بیٹہ رہا اژدہا بہی اپنے وقت معین پر آپونہچا اور بدستور سانپ کو منہ سے نکالا
اور اسنے من کو شاہزادہ گہات مین بیٹہا ہی تہا اس حکمت سے اس گل حکمت کا لوندا من پر ڈالا کہ گل حکمت کردیا تمام اندہیرا ہوگیا
ہاتہ سے ہاتہ سوجہنے سے رہ گیا اژدہا اور سانپ سر ٹپک ٹپک کر مرگئے شہزادہ نور کے تڑکے درخت سے اترا اور وہ
مہرہ نورانی کیچڑ سے نکالکر اپنی کمر مین باندہا اور آبادی کی توقع پر آگے چلا تمام دن دشت پیمائی اور صحرانوردی مین کاٹتا تہا جب رات
ہوتی تہی کسی درخت پر چڑہکر بیٹہہ رہتا تہا غرض دن رات اسیطرح بسر کرتا تہا اتفاقاً ایکرات کو یہ جسدرخت پر بیٹہا تہا اسپر
ایک بولتی ہوئی مینا کا آشیانہ تہا وہ اپنے بچونکو اکثر کہانیان نقلین سنایا کرتی تہی اور ہر ایک فن کی گہاتین بتایا کرتی تہی
اس لئے کہ کان پڑی بات ایکدن کام آرہتی ہی اس رات کو بچون نے مینا سے کہا ای امان جان کوئی بات اس بیابان
کی توکہو مینا بولی کہ اس جنگل مین گنج بیشمار جابجا گڑا ہی اور اسکے سوا یہانسے دکہن کیطرف ایک حوض کے کنارے
ایک بڑا درخت ہی کہ اسکو سراج المطلب کہتے ہین اگر کوئی اسکے پوست کی ٹوپی بناکر پہنے تو وہ کسیکو نظر نہ آئے

اور وہ سبکو دیکھے لیکن اُس تک کوئی پونہچ نہین سکتا کیونکہ اُسکا ایک بڑا سانپ نگہبان ہی اُسپر تلوار اور تیر کچہ کارگر نہین ہوتا بجون نے مینا سے پوچھا کہ پہر کسطرح کوئی وہان پونہچے مینا نے کہا ایسا کوئی جوانمرد ہو کہ گہبر انجاوی اور ہمت باندہے ہوے اس جو صفحے کتاب ہے تک آپکو پونہچاوے وہ سانپ لپک کر جب آپسر آوے وہ حوض مین کود پڑے فوراً اُسکی صورت گچھے کی ہوجاوگی کچہ اندیشہ نکرے اور اگر اُس درخت کی پچھم طرف کی ڈالی پر جا بیٹھے اُسمین کتنے سبز اور کتنے لال پہل لگے ہین اگر ایک لال پہل توڑکر کہا جاوے تو پہر اپنی اصلی صورت پر آجاوے اور سبز پہل کی یہ تاثیر ہی کہ جو اُسکو سر پر رکہے تو کوئی حربہ بدن پر اثر نکرے اگر کمر مین باندہے تو ہوا پر اُڑتا پہرے اور اُسکے تہونکا خواص یہ ہی کہ زخم پر انہین رکہے تو فوراً بہر آوے اگر اُسکی لکڑی ہزار من لوہے کے قفل کو ذرا چہواوے تو اُسیوقت کہل جاوے تاج الملوک عجیب و غریب باتین سنکر حد سے زیادہ اُس درخت کا مشتاق ہوا صبح ہوتے ہی اُس پتے پر چلا پہر صورت آپکو اُس حوض تک پونہچایا سانپ بہی اُنکو دیکھتے ہی لپکا مگر شہزادہ مطلق نہ جہجکا حوض مین کود پڑا پہر گو انبکر اُس درخت کی اُسی میوہ دار ڈالی پر جا بیٹھا اور ایک لال پہل کہا کر اپنی اصلی صورت پر آگیا پہر اسکے بعد کچہ سبز پہل توڑکر کمر مین باندہے اور ایک لکڑی بہی لاٹہی کے موافق لے لی پہر تہوڑی سی چہال کہ جسمین ٹوپی بنے اور کچہ پتے لیکر وہانسے اڑا چند روز کے بعد جنگل سے باہر نکلا آثار آبادی کے دکہائی دئے وہان ایک نوک دار لکڑی لیکر اپنی ران کو چیرا اور نکالے کامن اُسمین رکہکر وہی پتے زخم پر رکہدئے فوراً اچہا ہوگیا پہر وہانسے آبادی کی راہ لی

پندرہوین داستان پونہچنے مین تاج الملوک کے ایک حوض پر اور اُسمین غوطہ مارکے تبدیل ہونا اُسکی شکل کا

نقل ہی کہ تاج الملوک ایک سنگ مرمر کے حوض پر جسکے چار طرف رنگ برنگ کے پہول پہولے ہوئے تہے جا پونہچا وہ سہانی جگہ اور ٹہنڈی چہاؤں دیکہکر شاہزادہ ایک آن سو گیا جب آنکہ کہلی اور پانی کی صفائی ملاحظہ فرمائی ٹوپی اور عصا ایک درخت کے نیچے رکہکر اُسمین اُترا اور غوطہ مارا جونہین پانی سے سر باہر نکالا اُس مکان و حوض کو نپایا بلکہ ایک شہر کے متصل جا پونہچا اسکے سوا کیا دیکہتا ہی کہ علامت مردیکی جاتی رہی اور صورت عورتون کی سی ہوگئی گل سے رخسارے کہ خط سبز سے سبزہ زار تہے یاسمن کے مانند مصفا ہوگئے اور صندل سے چہاتی پر آثار کچونکے نمود ہوئے تاج الملوک اس آفت ناگہانی سے نہایت گہبرایا صبر کے سوا اور کچہ تدبیر نسوجہی ناچار شکیبائی اختیار کی اور ایک جگہ شرمندہ ہوکر بیٹہہ گیا اسمین ایک جوان وہان آیا اُسنے دیکہا کہ ایک عورت نوجوان پاکیزہ رو نہایت حسین بیٹہی ہی اگر حور کہئے تو روا ہی اور پری کہئے تو بجا ہی غرض جوانکا دل اسپر آگیا پوچہا کہ ای نازنین تجہپر ایسی کیا آفت پڑی ہی جو اس ویرانے مین اکیلی بیٹہی ہی اُسنے کہا میرا باپ تاجر تہا جہان تجارت کے واسطے جاتا تہا مجہکو اپنے لیجاتا تہا کل اس جنگل مین مع قافلہ آکر اُترا آدہی رات کو ڈاکا پڑا اسباب لٹ گیا وہ رفیقون سمیت مارا گیا ساتہ چہوٹ گیا قافلہ کے لوگ اپنی اپنی جان لیکر بہاگ گئے فقط مین اس ویرانے مین بیکس رہگئی اب یہان نہ کہین رہنے کا ٹہکانا ہی نہ بیٹہنے کا نہ طاقت چلنے کی ہی جوان نے کہا ای نازنین اگر تو مجہے قبول کرے تو مین تجہے

اپنے گھر لیچلون اور صاحب خانہ بناکے رکھون اسکی بھی آتش شہوت جوان کے دیکھنے سے شعلہ زن ہوئی تھی اسبات پر راضی ہوکر اُسکے ساتھ گیا جورو بننے کے سوا اور کچھ بن نہ آیا اس واردات عجیب سے کبھی ہنستا اور کبھی روتا ہر طرح سے اپنے دن کاٹتا اس اثنا مین اُسے حمل نمود ہوا نو مہینے کے بعد لڑکا جنا چالیسوین روز ایک حوض مین کہ اُسکے گھر کے نزدیک تہا جاکے ایک غوطہ مارا جو مین سر اُٹھایا تو دیکہا نہ وہ سرزمین ہی اور نہ وہ صورت خدا کی قدرت سے آپکو ایک حبشی جوان کی شکل دیکھا کہا الحمد للہ اگرچہ جمال اصلی تو نہین ملا لیکن عورت سے پھر مرد تو ہوا غرض اسی خیال مین تہا کہ ناگاہ ایک عورت حبش کی سی وضع اوپر کا ہونٹھ اُسکی ناک کی پھننگ سے لگا ہوا اور نیچے کا ٹھوڑی کے نیچے پڑا ہوا کان شانون تک چوچیان رانون تک سر کھولے ہوئے زبان سے ہونٹھ چاٹتی ہوئی سامنے سے نمود ہوئی اور اُسکی کمر پکڑ کر پکاری کہ ای بے حمیت تین دن سے لڑکے بھوکے پیاسے ہین اور مین تیری تلاش مین سرگردان پھرتی ہون کہان چھپ رہا تہا بھلا جو ہوا سو ہوا اب دو تین دن کی لکڑیان تو لا کہ انکو بیچکر لڑکے بالے کہائینگے یہ سنکر تاج الملوک نے آسمان کی طرف دیکھکر کہا کہ خدایا کب تک مجکو اس عذاب مین گرفتار رکھیگا ابھی دیو کے ہاتھ سے چھوٹکر دم نہین لیا کہ ایک بلا کے پنجے مین پھنسا قصہ کوتاہ وہ ناپاک کشان کشان اپنے گھر لیگئی چار طرف سے لڑکون نے آگھیر لیا کہ بابا ہمارے واسطے کیا لائے شہزادہ چپکا ایک ایک کا منہ دیکھنے لگا اتنے مین اُس چڑیل نے ایک کلہاڑی لاکر تاج الملوک کے ہاتھ مین دی کہ جاکر لکڑیان کاٹ لا شہزادہ اس فرصت کو غنیمت سمجہا جنگل مین گیا لیکن اس طلسمات عجیب کی حالت سے حیران تہا دلمین سوچا کہ دو بار حوض مین غوطہ مارنے سے صورت تبدیل ہوچکی ہی تیسری دفعہ بھی امتحان کیجئے اور دیکھئے کہ اب کیسی شکل بنتی ہی پھر ایک حوض مین جاکر غوطہ مارا جب سر نکالا آپ کو بصورت اصلی پہلے حوض کے کنارے پر پایا لاٹھی اور ٹوپی کو بے تفاوت رکھے ہوئے دیکھا سجدہ شکر کا درگاہ الٰہی مین بجالایا اور دلمین ٹہرایا کہ اب کسی حوض مین غسل نکیجئے بلکہ ہاتھ بھی نڈالئے پھر لاٹھی ہاتھ مین لی اور ٹوپی سر پر رکھکر وہانسے روانہ ہوا ای یارگان دہر کہ حق تعالی نے بنی آدم کے سر پر کرامت کی ٹوپی پہنا کر اور عظمت کا عصا ہاتھ مین دیکر طلسم گاہ دنیا مین کہ مزرع آخرت ہی عاقبت کی تکمیل کے لئے بھیجا ہی پس انسانکو چاہئے کہ گل و خار اور آب و سراب پہچانے ہر ایک باغ کے پھول کو نہ سونگھے ہر ایک نہر سے گھڑا نہ بھرے کہ یہان کانٹے گل سے رنگین اکثر ہین اور سراب بصورت آب ادہر اُدہر ہی الغرض اگر گوہر دنیا کے لینے کو چشمہ ہا مین غوطہ ماریگا مقرر اُس کلاہ اور عصا کو کھو دیگا یہ حکم اسبات پر ہی کہ طالب دنیا مونث ہین اور طالب مولی مرد ہین تیرا پیکر معانی جو مانند مرد کامل ہی بصورت زن ناقص العقل ہوجائیگا پس اُسوقت شکیبائی کے سوا کچھ چارہ نہین چاہئے کہ دم بخود ہوکر تو پھر دریاے ذکر الٰہی مین غوطہ مارے اُسکے بعد جو سر اُٹھاویگا وہی عصا ہاتھ مین اور وہی ٹوپی سر پر دیکھیگا

سولھوین داستان پہونچنے مین تاج الملوک کے دیو سیاہ پیکر کے مکان مین اور ملنے مین بکاولی کے چچازاد بہن روح افزا سے

نقاش سخن اس حکایت کی تصویر صفحہ بیان پر یون کھینچتا ہی کہ جب

تاج الملوک نے یہ صدمے اُٹھائے پھر زمین پر پاؤن رکھنا چھوڑ دیا سبز میوکی قوت سے ہوا پر جاتا تھا ایک روز ایسے پہاڑ پر گذرا
کہ کوہ قاف بھی اُسکے آگے ایک پشہ سا نظر آتا تھا اُسپر ایک پتھر کی حویلی دیکھی شاہزادہ تفتیش حال کے لئے اُسمین گیا ہر چند پھرا
لیکن نہ بشریت کا اثر وہان دیکھا ہر ایک مکان کو ڈھونڈھنے لگا ناگاہ ایک آواز دردناک اُسکے کان مین آئی وہان جاکر
دیکھا کہ ایک عورت خوب حسین کہ جسکی صفائی پر نظر پھسلی جاتی تھی بلکہ اُسکے دیکھنے سے ہاتھ پاؤن مین سنسناہٹ چلی
آتی تھی پلنگ پر لیٹی ہوئی ہچکیان لے لیکر روتی تھی شہزادے نے سر سے ٹوپی اُتار کر اُس سے پوچھا کہ اے آرام
جان اس جوانی کے عالم مین تیری جدائی تیرے عاشق بیدل کے دل پر ایک ستم ہی اور تیری تریاقِ وصل
سے دوری اُسکے حق مین سم ہی تو نے اُس سے کنارا کیون کیا اور داغِ فراق کا اُس بیچارے مشتاق کے
دلپر کسواسطے رکھا اُس نازنین کو یہ کلام رندانہ سُنکر بہت حیا آئی اور اِس چھیڑ چھاڑ کی باتون سے نہایت شرمائی پھر دوپٹے
کا آنچل مُنہ پر لیکر بولی اے تو کون ہی مگر متلاشی عزرائیل کا ہی جلد یہان سے بھاگ نہین تو ابھی مارا جائیگا
تاج الملوک بولا کہ اگر میرے سر کی جو فی الحقیقت میرے نزدیک ایک بار ہی تجھے رغبت ہو تو حاضر ہی اور جو کسی دشمن
سے ڈراتی ہی تو ہرگز مین نہین ڈرتا **شعر** نہین ڈرتا ہون مرنے سے ڈراتی ہی تو کیا مجکو ٭ کہ جی پر کھیلنا ہی سہل رندِ لاابالی کا ٭
بہر حال تو مجھے اپنے حال سے مطلع کر اُس مہرہ جبین نے سر اُٹھا کر کہا کہ مین پری ہون اور میرا نام روح افزا ہی
مظفر شاہ تخت نشین جزیرۂ فردوس کا میرا باپ ہی ایک روز مین اپنے چچا کی بیٹی کی عیادت کے لئے کہ اُسکا نام
بکاولی ہی گلستانِ ارم مین گئی تھی پھرتی ہوئی ایک دیو سیاہ رو نے راہ مین مجھے پکڑا اور یہان لے آیا اب مجھسے
نزدیکی کیا چاہتا ہی اور مین دور بھاگتی ہون اسواسطے مجھکو نئی نئی طرح سے ستاتا ہی اور ہر روز ایک آفت تازہ میرے
سر پر لاتا ہی یہ سنکر تاج الملوک نے پوچھا کہ تیرے چچا کی بیٹی کو کیا مرض ہی اُسنے کہا وہ کسی آدمزاد سے عشق رکھتی
تھی مگر مدت کے بعد اُسسے ہزار خرابی وہ ملا تھا ایسا بجوگ پڑا کہ پھر جدا ہو گیا اب اُسکے فراق مین وہ رشکِ لیلی
مجنون کے مانند دیوانی ہو رہی ہی اور اپنی جان شیرین کو اُس فرہادِ وقت کے غم مین کھو رہی ہی کچھ اسکا تدارک نہین
ہو سکتا اس لئے میرے چچا نے اُسکو قید کیا ہی اور ناچار ہیسے اُسکی اذیت کا صدمہ اپنے دل پر لیا ہی اس
ماجرے کو سُنکر شہزادے کی حالت تغیر ہو گئی آنکھین بھر آئین آہین لب پر آئین دل و دماغ مین خلل ہو گیا
چہرے کا رنگ اُڑ گیا روح افزا نے یہ حالت دیکھکر کہا باوجود اِن گرمیون کے موجب آہِ سرد کا کیا ہی شہزادہ بولا
مین وہی گرفتار بلا ہے دوری ہون جسکی مہجوری سے تیرے چچا کی بیٹی کی وہ حالت ہوتی ہی اُدھر اُسکا قید مین دل
گھبراتا ہی اِدھر میرا آوارگی مین جی جاتا ہی غرض شاہزادے نے اپنا تمام قصہ روح افزا کے روبرو کہا وہ سُنکر
نہایت متعجب ہوئی اور دونون کی محبت پر ہزار ہزار آفرین کی اُسکے بعد کہنے لگی اگر مین اس دیو کی قید سے
نجات پاتی تو تیرے جگر کے زخم پر مرہم لگاتی شہزادے نے کہا اب تجھکو کون روک سکتا ہی اس قید جانے سے

ابھی نکل جسطرف تیرا جی چاہے شوق سے چل اگر اس دیو کا تیرے جیمین ڈر ہی تو دیکھ لیجو کہ ایک ہی حملے مین اسکا کیا حال کرتا ہون لیکن اندیشہ یہ ہی کہ میرے پاس کوئی حربہ نہین روح افزا نے دیو کا سلح خانہ اُسکو بتا دیا اُسنے پھر وہان جاکر ایک تیغا آبدار اٹھا لیا اور اُسکے پاس جا کر سراج القرطب کا عصا پاؤنمین چھوا یا بیڑیان اُسنا زنین کے پاے نازک سے کٹ کر گر پڑین اسکے دونون نے جزیرۂ فردوس کی راہ لی چندان دور نگئے تہے کہ ناگاہ ایک آواز مہیب پیچھے سے آئی روح افزا نے کہا ای شہزادہ ہوشیار ہو دشمن خونخوار آن پونہچا فوراً تاج الملوک نے کلاہ بغل سے نکالکر روح افزا کے سر پر رکھدی اور آپ دیو کیطرف متوجہ ہوا دیو بھی سامنے سے آیا شاہزادے نے للکار کر کہا کہ ای لعین خبردار قدم آگے نہ بڑھانا نہین تو ایک ہی ہاتہ مین دو ٹکڑے کرونگا دیو سنکر بجلی کیطرح تڑپا اور دانت نکالکر بولا عجب تماشے کی بات ہی کہ چیونٹی ہاتھی سے مقابلہ کیا چاہتی ہی اور چڑیا سیمرغ سے لڑا چاہتی ہی مجھے ننگ آتا ہی کہ تجھکو جو نسے کیا ہاتہ بھر دون ورجس ہاتہ کے طمانچے کا زور کوہ قاف کے منہ کو پھیر دے ایک مشت خاک پر کیا مارون خیر میری معشوقہ کو مجھے دے اور تو اپنی راہ لے کہ میرا دل اُسکی شمع جمال پر پروانے کیطرح جلتا ہی اور اُسکے سوز عشق سے دمبدم پگہلتا ہی شاہزادے نے کہا ای مردود گندہ دہن لایق نہین کہ تو روح افزا کو اپنی معشوقہ کہے خدا کا خوف کرتا ہون نہین تو ابھی تیری زبان کاٹ لون دیو یہ زبان درازی اور لاف زنی شہزادے کی دیکھکر دیگ کے مانند آتش غضب سے جوش مین آکر ستونکا پتھر اٹھاکر شہزادے کیطرف پھینکا وہ اُس سبز بیوہ کے زور سے اچک کر ہوا پر جاتا رہا اور سراج القرطب کا عصا ایسا دیو کی گردن پر مارا کہ تمام بدن اسکا کانپ گیا اسکے بعد غصے سے کہا کہ دور ہو ای لعین ایکی بار تو مینے رحم کیا اگر ایک ہاتہ مارتا تو وہی کر دیتا جب دیو نے حریف کو نہایت شہ زور پایا ایسا شور مچایا کہ چارونطرف سے ہزارون دیو گاؤ سر اور فیل تن آ پہنچے اور شہزادے کو گھیر لیا تاج الملوک نے بھی اُسی میدان مین جیسی چاہئے ویسی ہی جوانمردی کی داد دی اور دیوؤن کی لڑائی بات کی بات مین مار لی

اشعار

لڑائی ہر سمت گاڑے تھے پا — کہین صلح کے ہاتہ آئی نہ جا
وہ انسان دیو نے ایسا لڑا — کہ مریخ کہنے لگا مرحبا
بہا تھا یہ اُنکے تنو سے لہو — کہ تھی کوہ پر خون کی آب جو
یہ تلوار کی اُس جری نے وہان — زمین ہلگئی کانپ اٹھا آسمان
کیئے قتل لاکھون تو اُسنے پلید — یہ تیغ اسکی کہتی تہی ہل من مزید
تڑپتے تھے وہ خاک پر بیشمار — زمین ہوگئی تھی کف رعشہ دار
غرض جو بچے بھاگے پھر تیکی ساتہ — رہا کھیت بس شاہزادے کے ہاتہ

لیکن تاج الملوک لڑتے لڑتے اور چالاکیان کرتے کرتے بہت تھک گیا تھا غش کھا کر گر پڑا روح افزا دوڑی آئی اور سر اُٹھاکر اپنے زانو پر رکھا گلبرگ سا ہاتہ اُسکے سینے پر پھیرا اور اپنی بوئ دہن سے کہ رشک غنچۂ گل تھا ہوش مین لائی ٹوپی سر سے اُتار کر شہزادے کے آگے رکھدی اور اُسکی جوانمردی پر ہزار ہزار آفرین کی پھر اُٹھکر جزیرۂ فردوس کی راہ لی جب دونون شہر کے نزدیک پہنچے روح افزا نے تاج الملوک کو ایک باغ مین کہ اسکا نام بھی روح افزا تھا بٹھا کر آپ ماں باپ کی ملاقات کے لئے گئی اُنھون نے اُسکے آنے سے زندگی دوبارہ پائی اُسکا ماتھا اور آنکھین چومین پھر سرگذشت پوچھی

روح افزا نے اذیت دیو ستمگار کی اور مروت اور جوانمردی شہزادہ شجاعت شعار کی بیان کی لیکن یہ نہ کہا کہ بکاؤلی کا عاشق ہے وہان ہی مظفر شاہ سنتے ہی اٹھکر باغ مین گیا اور شہزادے کا شکر احسان بمرتبہ بجا لایا مدارات بہت سی کی ایک سند پاکیزہ اور نیز چند لونڈی اور کئی جوان اور پریزاد اُسکی خدمت کے لئے مقرر کرکے اپنے دولتخانے مین آیا

ستر ہوین داستان

خط لکھنا مظفر شاہ کا فیروز شاہ کو روح افزا کے پہنچنے کا اور آنا بکاؤلی کا مان کے ساتہ اُسکی ملاقات کے لیے

راوی شیرین زبان یون بیان کرتا ہی کہ مظفر شاہ نے ایک خط روح افزا کے پہنچنے کا فیروز شاہ کو لکھ بھیجا وہ اُسکو پڑھکر نہایت شاد ہوا اور فرمایا کہ جمیلہ خاتون روح افزا کے دیکھنے کو جلد جاوے اور اُسکو اپنی آنکھون سے دیکھ آوے بکاؤلی نے جو انکے جانے کی خبر سنی کہلا بھیجا کہ مین بھی بہن کی ملاقات کو تمہارے ساتہ چلونگی جمیلہ خاتون نے اس بات کو غنیمت جانا اسواسطے کہ شاید وہان کے جانے سے اِسکا غنچہ دل کہلے اور مکانات مختلفہ کی سیر سے زنگ کدورت آئینہ دل سے جاتے پانوکی زنجیر کاٹ دی اور اپنے ساتہ لیکر جزیرہ فردوس کی راہ لی مظفر شاہ نے جب سنا کہ جمیلہ خاتون مع بکاؤلی آتی ہی روح افزا کو استقبال کے لیے بہیجا جب اُس سے وہ دوچار ہوئی روح افزا نے چچی کو جہک کر سلام کیا اور بہن کے قدمون پر گر پڑی اُسنے اٹہاکر چہاتی سے لگایا آنکھین چومین بلائین لین پہر دونو بہنین آپسمین دیرتک گلے ملین مبارک سلامت کی صدا طرفین سے بلند ہوئی پہر روح افزا نے مسکراکر بکاؤلی کے کان مین کہا تمہین بہی اپنے چاہنے حکیم کا آنا مبارک ہو اب اُسکو شوق سے نبض دکہاؤ اور شربت وصل پیو یہ سنکے مان کے خوف سے اُسوقت تو خاموش ہو رہی پوچہ نسکے پر دل ہی دلمین کچہ شاد کچہ مغموم ہوئی القصہ روح افزا دونون کو اپنے گہر بانکپن شان سے لائی مظفر شاہ اور حسن آرا بہی جمیلہ خاتون سے ملی نہایت شفقت اور مہربانی سے پیش آئی پہر اِدہر اُدہر کا مذکور نکلا دروازہ گفتگو کا کہلا آخرش روح افزا کی رہائی کا ذکر بہی درمیان آیا اُسنے اُسکو اور ہی ڈہب سے ادا کیا الغرض جمیلہ خاتون ایک رات رہکر دوسرے دن رخصت ہوئی روح افزا نے اُسوقت عرض کی کہ مین چاہتی ہون چند روز بکاؤلی میرے پاس رہے شاید یہانکے رہنے سے اِسکے آئینہ طبع کا زنگ چہٹے نور عقل اسمین نمایان ہو اور تاریکی سودا پنہان جمیلہ خاتون نے کہا اچہا کیا مضائقہ ہی چنانچہ ایک ہفتے کی اجازت دی اور آپ گلستان ارم کی راہ لی روح افزا بکاؤلی کو اکیلا لیکر بیٹہی باتین عشق آمیز کرنے لگی ہول بہت سا دیا آخر تاج الملوک کے بہی سوز وگداز سے کچہ کنایہ کیا بکاؤلی بحجشمی کے سبب شرمندہ ہو گئی اور مارے حیا کے پانی ہو گئی پہر غصے سے منہ پہیر کر بولی واہ واہ بوا تجہے یہ ہنسی خوش نہین آتی اور یہی چیز پیار نہین بہاتی یہ تم اپنی بیتی ہوئی مجہے پردے مین سناتی ہو مینے جانا کہ تم اُس دیو کا دل ہی دل مین غم کہاتی ہو یہ کہاوت تم پر پھب گئی مثل ہاتہون منہدی پانون منہدی اپنے لچھن اوروں دیندی بس زیادہ بیہودہ مت بکو قسم ہی حضرت سلیمان کی مین ابہی اپنے گہر چلی جاؤنگی پہر کبہی تمہارے پاس نہ آؤنگی بہلا شمع فانوس کو پروانے سے کیا نسبت و غنچہ سربستہ کو بلبل سے کیا مناسبت کہان پری کہان انسان یہ تمہارا صرف گمان ہی روح افزا نے

جب دیکھا کہ کسیطرح ہاتھ نہین آتی اور کسیصورت دہوکا نہین کہاتی کہنے لگی ای بہن یہ تو مین نہین کہتی کہ تو کسیکو چاہتی ہی یا خدانخواستہ کسیکے دردسے کراہتی ہی بلکہ مین تو یہ کہتی ہون کہ تو شمع فانوس ہی کوئی پروانہ جو آپسے آپ اگر جلے تو تجہکو اُسکے جلنے سے کیا اگر ہزاروں گل نیلوفر دریای عشق مین ڈوبین تو تجکو کیا پرواہ غرض اسی وضع کے اور دم دلاکر اور کے غصے کو ٹالکر بہلاوے مین ڈالکر ہاتہ مین ہاتہ لیکر اُس مکان کی روش پر جسمین تاج الملوک رہتا تہا آکر پہرنے لگی اتنے مین آواز دردناک اُس مریض عشق کی بکاؤلی کے کان مین پہنچی سُنکر بیچین ہوئی آخر رہ نسکی روح افزا سے پوچہا یہ کسکی صدا ہی اُسنے کہا ایک نسکار نوگرفتار نالان ہی آ تجہے اُسکا تماشا دکہاؤن اور اچہی طرح سے اُسکی آواز سناؤن غرض بکاؤلی کو دہوکا دیکر شاہزادے کے آگے لاکر کہڑا کردیا تاج الملوک سے دوچار ہوتے ہی اختیار کی باگ اُسکے ہاتہ سے چہٹ گئی اور جنس صبر و قرار کی لُٹ گئی وہ بہی آتش شوق کا جلا ہوا صبر نہ کرسکا دوڑکر اُس چشمہ خوبی سے بے اختیار لپٹ گیا بکاؤلی نے بہی دامن حیا کو چہوڑ کر اپنے ہاتہ اُسکی حمائل کردیئے پہر دونو جلے ہوئے آتش فراق کے دل کہولکر روئے اور غم جدائی کے دفتر اپنے اپنے خوب دہوئے روح افزا یہ حالت دیکہکر ٹہٹہا مارکر ہنسی اور کہنے لگی بہینا تو تو ابتک دنیا کی لذت سے واقف نہین بیگانے مرد کا بہی منہ آج تک نہین دیکہا پہر اِس نامحرم مردوئے کے گلے لگ کر زار زار کیون روتی ہی اور اُسکے غمسے اپنا ننہا سا جیو اِس لئے کہوتی ہی تو نے میرے چچا کا نام ڈبویا اور سارے کنبے کو کلنک لگایا یہ سُنکر بکاؤلی نے کہا ای روح افزا اگر تو نے مجہ سینہ فگار کے زخم پر مرہم لگایا ہی تو ناخن طعن سے نہ چہیل اور جو شربت دیدار پلایا ہی تو زہر ملامت نہ کہلا اب تو تجہپر میرا راز بالکل ظاہر ہوگیا اور پردہ کہل گیا میرے حق مین جو تو چاہے سو کر مختار ہی القصہ دو عندلیب شیدا اور دو گل رعنا چمن نشاط مین بخوبی ہنسے اور بولے اور اپنے اپنے اشتیاق کے ہر ایک دفتر کہولے کئی دن بوس و کنار کی لذت خوب طرح اُٹہائی اور جام وصل سے اپنی اپنی پیاس جی بہر کے بجہائی آخر ایام وصال کے آخر ہوئے بکاؤلی کے روانگی کا دن آ پہنچا تاج الملوک پہر بستر بیقراری پر گرا اور ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا یہ حالت دیکہکر اُسنے بہی چاہا کہ حیا کے پردے اُٹہاکے ویسا ہی اپنا حال بنائے کہ روح افزا بولی زنہار ای بہن یہ حرکت نکرنا ناحق رسوائی ہوگی اور جگ ہنسائی چندروز اور صبر کر انشاءاللہ تعالی تہوڑے دنون مین تجہکو تیرے چاہنے والے سے بخوبی ملاتی ہون اور شربت وصال دن رات پلاتی ہون زمانہ فراق کا اب تہوڑا رہا ہی اور روز وصال کا نزدیک آپہنچا ہی خاطر جمع رکہ ماں باپ کی فرمانبرداری کر اور جناب الہی مین گریہ و زاری پہر دیکہ کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی اور میری سعی اور کوشش کیا دکہاتی ہی بکاؤلی یہ سُنکر چار و ناچار گلستان ارم کو گئی اور ماں باپ کی خدمت مین مشغول ہوئی

اٹہارہوین داستان

روح افزا کے ظاہر کرنے مانسے تاج الملوک و بکاؤلی کے عشق کی کیفیت اور جانا اُسکا جمیلہ خاتون کے پاس ان دونو کے بیاہ کی درخواست کے لئے

کہتے ہین جب بکاؤلی روح افزا سے ہوکر اپنے گہر گئی روح افزا نے شاہزادہ اور بکاؤلی کے عشق کی تمام

اور کمال کیفیت اپنی ماں سے ظاہر کی حسن آرا یہ سنکر دیر تک گریبان تفکر میں سر ڈالے رہی پھر سوچکر بولی اگرچہ نا تراشتہ آدمی کا
بر لیسے ہونا نہایت محال ہی لیکن اُسنے میری بیٹی کو قید شدید سے چھڑایا ہی مجھکو بھی لازم ہی کہ مین بھی اُسکو
زندان غم و الم سے چھڑاؤن اور مطلب کو پہنچاؤن یہ کہکر اُسیوقت ایک مصور شبیہ کش چالاک دست کو بلاکر شاہزادے کی
تصویر کھنچوا کر گلستان ارم مین لیگئی اور فیروز شاہ اور جمیلہ خاتون سے ملی بلکہ چند روز وہین رہی ایک دن کا
مذکور ہی کہ جمیلہ خاتون سے باتین کرتے کرتے مطلب کی بات پر آئی اور اِس وضع سے کہنے لگی ای بہن اگر کوئی
غنچہ رنگین آب و ہوا کے حبس سے کسی شاخ مین لگے اور اُسکے پاس بلبل نہ بیٹھے تو اُسکا ہونا نہونا برابر ہی اور اگر آبدار
موتی کسیکے ہاتھ لگے اور وہ اُسکو رشتے سے الگ رکھے تو عقل سے باہر ہی کب تک تو کنواری کو کوارا رکھے گی بہتر
یہ ہی کہ اِس زہرہ جبین کو کسی ماہر وش کے پہلو مین بٹھا اور اِس غنچہ خوبی کو مونس نسیم بہار کا بنا جمیلہ خاتون نے یہ سنکر کہا
ای حسن آرا تو نے سنا ہوگا کہ اسنے ایک آدم زاد سے دل لگایا ہی اور اُسیکا سودا اُسکے سر مین سمایا ہی اپنے ہمجنس کو
نہین چاہتی اور غیر جنس کیواسطے دن رات کراہتی ہی مین اِس امر مین ناچار ہون بزرگون کا چلن کیونکر چھوڑ دون اور اِس
علاقہ کی خواہش سے قدیم سلسلے کو کسطرح توڑ دون اپنے کفو کے ہوتے غیر قوم مین کس نے کیا ہی جو مین کرون پریکا
آدمی سے کبھی بیاہ ہوا ہی کہ مین بیاہون حسن آرا نے کہا سچ کہتی ہی لطیف کو ہم صحبت کثیف کرنا البتہ دانائی سے
بعید ہی لیکن تو حضرت انسان کے کمالون سے اگر واقف ہوتی تو ایسے ایسے خیال فاسد دل مین ہرگز نہ لاتی سن ای نادان
بشر خلقت یزدان مین اور اُسکی صنعت بے پایان مین اشرف اور افضل ہی اُسکے مرتبون اور درجون کی انتہا نہین
وہ ایک [illegible] پاکا بہنے والا اور ایک قطرہ ہی حقیقت مین دریا جامع ہی کمالات عالم کونی اور الٰہی کا یعنی مادیات
اور مجردات کا [illegible] جامع ہی مراتب بندگی اور بادشاہی کا بلیت انسانکی ذات برزخ جامع ہی بیگمان ٭ ظل خدا و صورت خلق
اُسمین ہی عیان ٭ جان کہ صوفیہ ہر ایک کو عالم ارواح کے نوعون مین سے باریتعالی کی ایک ایک اسم اور صفت کا مظہر
خاص جانتے ہین اور اِس عالم صورت کو کہ حواس ظاہری اور باطنی سے نسبت رکھتا ہی اُس عالم کا سایہ پس ہر ایک ذرہ
فرد کائنات سے روشن ایک تجلی ابدی اور سیراب ایک قطرہ سرمدی سے ہی بیت برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ٭
ہر ورقی دفتر معرفت کردگار ٭ اِس عالم مین انسان کہ سارے افراد کون و فساد اُسکے لازمی ہین خدا کے سارے اسمون اور
صفتونکا مظہر ہی اور اُسکی تجلیات خاص کا مقام کلام فضیلت انسان مین دریا ہی بے پایان ہی اِسی قدر پر اکتفا کیا ای
جمیلہ خاتون وہ اصل ہی اور ہمارا وجود طفیلی وہ مخدوم اور خادم رہی [illegible] ہمسے ارادہ وصلت کا کرے
اور مخدوم خادم سے قصد قربت کا رکھے القصہ اِس آب و تاب سے [illegible] تعریف کرکے فضیلتونکا بیان کیا کہ
[illegible] شعلہ غضب بجھ گیا کہنے لگی اچھا اُس بد اطوار بد کردار کا ذکر نہ کیجیو [illegible] اُسے نہ دونگی اور ایسے خائن کو
اپنی [illegible] مین کبھی نہ لونگی آخر حسن آرا نے تاج الملوک کی تصویر جمیلہ خاتون کے ہاتھ مین دی اور کہا یہ تصویر

شرقستانکے شہزادے کی ہی دیکھ ایسا نقش قلم تقدیر نے صفحہ عالم پر آج تک نہین کھینچا اور ایسی پرداز کا چہرہ ورق جہان پر دوسرا
نہین بنایا اس یاسمن گلشن محبوبی کو اس گل خوبی کے ساتہ ملا اور اس نیرہ فلک حسن کو اس ماہ برج سعادت کے پہلو مین
بٹھا الغرض وہ چاروناچار راضی ہوئی کہنے لگی بہینا اُسکو کہان ڈھونڈون اور کس تدبیر سے لاؤن حسن آرا نے کہا اب تم
خاطر جمع سے شادی کی طیاری کرو اُسکو فلانی تاریخ دولہا بناکر برات سمیت یہان لیے آتی ہون یہ کہکر رخصت ہوئی پل مارتے
ہی جزیرہ فردوس مین آپہنچی اور یہ ذکر مع عن شاہزادے کے آگے کیا پھر وصل کا بھروسا [illegible] داستان

تاج الملوک اور بکاؤلی کے بیاہ کی

باغبان اس گلستان کا گل و بلبل کی [illegible] اصلیت یون
بیان کرتا ہی کہ جمیلہ خاتون سے جو گفتگو کہ حسن آرا اور اُسمین ہوئی تھی فیروز شاہ سے جاکر ظاہر کی اور تصویر شاہزادے کی
دکھائی اُسنے سمن رو کے ہاتہ بکاؤلی کے پاس بھیجدی کہ یہ تصویر شرقستانکے شاہزادے کی ہی بالفعل اس زمانے مین ایسا جوان
حسین کہین نہین تو کہ آدم زادے کے سودے مین دیوانی ہو رہی ہی اور اپنی جان لطیف ایک خاکی کثیف کے پیچھے کھو رہی ہی اگر تیری
مرضی ہو تو اُسکے ساتہ بیاہ کر دون میری دانست مین تو نوع انسان مین ایسا شخص کمتر ہوگا بلکہ پریون پر بھی حرف ہی
وہ خوشی خوشی تصویر لیے ہوئے شاہزادے کے پاس آئی اور بادشاہ کے زبانی جو حقیقت سُنی تھی کہہ سنادی
اُس محو جلوہ جانانہ نے اُسکو نگاہ غور سے دیکھا تو اپنے ورق دل کی صورت کے مطابق پایا بلکہ خط و خال مین بھی سرمو فرق نہ دیکھا
جی مین سمجھی کہ یہ کارپردازی اور نیرنگ سازی ساری بہن روح افزا کی ہی واقعی وہ جیتیسی اپنے قول کی پوری سچی ہی مسکراکر
سمن رو پری سے کہا دیکھ تو تجھے میرے سر کی قسم یہ اُسی شخص کی تصویر ہی جسکی خزان غم سے میرا گل نارسیدہ
کمہلایا ہی اور غنچہ نو دمیدہ مرجھایا ہی وہ ملاحظہ کرکے بے اختیار مارے خوشی کے اُچھل پڑی اور بولی ہان شاہزادی بیشک
یہ تصویر شاہزادے کی ہی اب ہنسو بولو خوشیان کرو جو تمہارا مطلب تہا سو خدا نے پورا کیا یہ کہکر بادشاہ کے حضور مین
آئی اور یون عرض کی کہ حضرت فرزندان باپ کے تابع ہین اُنکی سعادتمندی اسمین ہی کہ والدین کی مرضی کے خلاف نکرین
اور ہر حال مین اُنکی خوشی کو اپنی خوشی پر مقدم رکہین اگر دیو اُنکے پسند پڑے تو بیٹی اُسکو غلمان سمجھے اور جو وہ ایک انسان
اُسکے واسطے تجویز کرین تو اُسکو ماہ کنعان جانے فیروزشاہ اُسکی گفتگو سے نہایت شاد ہوا اور شادی کی طیاری کا
حکم دیا تمام جزیرہ ارم کی دکانون کو نقش و نگار تازہ سے آرایش دی اندر باہر سے نئے فرش بچھے گئے ناچ رنگ
ہونے لگا چار طرف شادی کی دھوم مچ گئی رقص جابجا ہونے لگے پریون کے غول کے غول چارون طرف سے آنے
مجلس نشاط آراستہ ہوئی شراب چلنے لگی تحفے جانے لگے لوگ ضیافتین کہانے لگے فیروز شاہ ہر ایک کے رتبے
کے موافق اُسکی خاطرداری اور مہمانداری آپ ہی کرتا تہا اہلکار جو اس کام پر معین تھے ایکدم غافل نہ تھے آغاز
کار کا بخوبی انجام ہوا اور جزیرہ فردوس مین مظفر شاہ نے بھی اسیطرح سے تاج الملوک کی شادی کی تیاری اور [illegible]
شروع کی پہر بروز معین وزیرون امیرون کو حکم کیا کہ لباس نئے رنگین پہنین اور

تمام فوج آراستہ ہوئی اور محل مین حسن آرا نے بہی اپنی مصاحبون اور خواصون کو بآئین شایستہ آراستہ کیا اور آپ بنا اور لباس اور زیور جواہر کا پہنا اسکے بعد ایک گہڑی نیک ساعت دیکہکر شاہزادے کو ایک جڑاؤ چوکی پر بٹہلا کر شاہانہ جوڑا پہنایا شملہ سر پر رکہکر پیچ پر گوشوارہ آگے موتیونکا سہرا اور اسپر پہولونکا سہرا باندہا جیغہ کلغی سرپیچ لگایا طرہ رکہا گلے مین موتیونکا مالا پہولونکی بہی پہنائی مرصع کے نورتن بازوون پر باندہے پہر ایک پری پیکر گہوڑے کے گنگا جمنی ساز لگاکر موتیونکا سہرا باندہ کر اسپر سوار کر دیا اسکے بعد مظفر شاہ کئی بادشاہون سمیت شہزادے کو بیچ مین لیے امیر اور سردار داہنے بائین اور آگے نوبت نشان نکے ہاتہی تخت رواں شتر سوار تلنگونکی کمپنیان پیادون کی پلٹنین باجے بجاتی ہوئی خاصبردار برچہی بردار بان بردار ونکے غول سوار ونکے پرے آتشبازی چہٹتی ہوئی اور آرائش لٹتی ہوئی اور پیچہے پیچہے زنانی سواریان اسطرح بیاہنے چڑہا اور جزیرہ ارم کو روانہ ہوا یہان بکاؤلی کو آراستہ کیا اشعار

پرستار وں نے یہ اسکو بنایا
جہانمین عروس جنت کو دکہایا
عجب صورت سے کی بالونمین کنگہی
کہ بکہرا دیکہکر ہر ایک کا جی

لپٹ آئی جو ان زلفونکی بیچ بل
ہوئی کافور بوئے مشک تاتار
کہجوری گوندہی وہ پاکیزہ جوڑے
کہ سب اہل نظر کی جان لوٹی

جب اسکی موتیونکی مانگ بہر دی
فلک نے کہکشان قربان کر دی
چنی جب اسکی پیشانی پر افشان
قمر پر ہو گئے تارے نمایان

جو ٹیکا اسکے ماتہے پر لگایا
قمر نے اپنے دل پر داغ کہایا
برنگ مہر تابان تہا جو چہرا
ہوا تار شعاعی منہ پہ سہرا

حسام ابروئے پر خم بلا تہی
یہ کہئے اسکے قبضے مین قضا تہی
وہ آنکہین بند کرنا بہی ادا تہی
چہپی مژگان مین پوشیدہ حیا تہی

جب اسکے کانمین پہنایا جہمکا
پریشان ہو گیا عقد ثریا
پہنکر نتہہ خوشی سے رنگ دمکا
وہ مکہڑا چاند سا گہونگہٹ مین چمکا

مسی آلودہ دندان پیارے پیارے
چمکتے تہے شب یلدا مین تارے
مسی ملکر جب اسنے پان کہایا
یہ مطلع پڑہکے ناسخ کا سنایا

مسی ملنا [illegible] رنگ پان ہے
تماشا ہے تہ آتش ہوا ہے
بنایا خال کاجل سے ذقن پر
عجب جوبن تہا اس رشک چمن پر

چہرہ [illegible]
کہ جیسکی پڑ گئی نظرون مین شیرین
گلے مین پہنا جب موتی کا مالا
بنات النعش کو حیرت مین ڈالا

اگر ہاتہون مین پہنے کڑے تہے
زر خالص کے زیبا پہرسے تہے
بہت اسکے سوا بہی اور گہنا
مناسب جس جگہ تہا اسنے پہنا

کف رنگین مین جو دزد حنا تہی
چراغ انکو دل عاشق بلا تہی
اسے پہنائی ایسی لال انگیا
دلونکو صید کرتی جسکی چڑیا

عجب انداز کا بنگلا بنا تہا
اگر اسپر رنگ دل جبگلا بنا تہا
وہ ڈوری انگیہ کی ڈوری نے افزون
کٹوری اسکی جام چشم میگون

نگینہ سبز ہوئی [illegible]
جو رستم سامنے آئے تو ٹوٹ کین
وہ اسکا پیٹ گورا لال کرتی
دل چالاک کی کہوتا تہا پہرتی

[illegible] تہی لطافت پیرہن کی
عیان صاف تہی رنگت بدن کی
نظر جسکی پڑی اسپر وہ بولا
شفق مین چہپ گیا چاند نکلا

معرق الباس پہنا اچہا سا
کہ جسکی مدح مین عاجز ہے خامہ
لباس زر نور و حسن ادا کا
بیان سب کا کرون کب ہے یارا

جو تہا [illegible] وہ تہا جو دیدار
جسے دیکہو بنا تہا نقش دیوار

القصہ جب برات دربار پہنچی تب فیروز شاہ نے کئی ارکان دولت استقبال کے لیے بہیجے وہ نہایت تعظیم و تکریم سے لے آئے اور جس جگہ مجلس نشاط اور محفل انبساط

ہر پاہتی وہان ہر ایک کو بڑی تعظیم و تواضع سے بٹہایا آتشبازی چہٹنے لگی آرائش لُٹنے لگی اور حسن آرا کے ساتہ اچہی سلوک سے جمیلہ خاتون پیش آئی سارے طریقے سمدہنونکے بجالائی غرض پچہلے پہر تک ناچ رنگ کی صحبت رہی اسکے بعد اُس گوہر یکتا کا اُس لعل بے بہا کے ساتہ عقد باندہا مبارک سلامت کا اندر باہر غل پڑ گیا پہر شربت پلانے لگے شربت پلائی لینے لگے گوٹونکے اور پہولونکے ہار پہنانے لگے اور الائچیان چکنی ڈلیان عطر کی شیشیان دینے لگے اسکے بعد دولہا کو گہر مین بلایا اور دولہن کو لاکر دولہا کے پاس شہانی مسند پر بٹہایا نوبات چہوا کر قرآن لاکر آرسی مصحف دکہا کر دولہا کو باہر رخصت کیا دولہن کو ملنے کے لیئے گود مین اُٹہا کر لیگئے جہیز نکلنے لگا اُدہر فیروزشاہ نے ایک مکان عظیم الشان کہ تختگاہ سے قریب تہا بیٹی داماد کے رات بہر رہنے کو نہایت تکلف سے سجوا دیا جب سب جہیز نکل چکا اور برات کے چلنے کی تیاری ہوئی پہر دولہ کو گہر مین بلایا ڈیوڑہی مین جہپان لگایا دولہا نے دولہن کو گود مین لاکر جہپان مین سوار کیا پہر آپ اُسی پری پیکر گہوڑی پر سوار ہوا ہر ایک چہوٹا بڑا جلو مین چلنے کو تیار ہوا اسیطرح آگے آگے تخت رواں شتر سوار پیادے اور سوار بیشمار نقارچیونکی قطار روشن چوکی والے گاتے بجاتے ہوئے ہتہم دولہن کی سواری پر سے چاندی سونے کے پہول لٹاتے ہوئے اُسی مکان پر پہنچے ہر ایک براتی اپنے اپنے گہر سدہارا کہاروں نے دولہن کا جہپان اُتارا دولہا نے دولہن کو گود مین لیجاکر مسند پر بٹہایا پہر حیائی [illegible] کے دن گذارا رات آئی سب کنارے ہوئے خلوت ہوئی پردے چہوٹے دولہا دولہن مسہری پر [illegible] لوٹے

اشعار

عاشق و معشوق باہم ہون جہان
صبر کرے پہولسے بلبل کہان
دیکہا جو شہزادے نے اُسدم وہان
لے چکا جب پتہ لب کا مزا
اُبہری ہوئی چہاتیان وہ سخت سخت
گوہر و الماس ہوئے پہر بہم

شوق بہت جوش مین آئے وہان
لے ہی لیے آغوش مین مانند جان
اُس گل بیخار کو بے باغبان
سیب زنخدان کیطرف جہک پڑا
گیند کے مانند جو پائین کرخت
لینے لگے دونون مزے دمبدم

شمع کو پروانہ جو دیکھے کہین
طوطی جو آئینے کو دیکھے کبہو
لیکے بغل مین لیئے بوسے کئی
عارض گلرنگ کی خواہش جو کی
رہ نسکا ڈال دیا اپنا ہاتہ

رہ نسکے گر پڑے اسیر وہین
چہکن نہ آئے آپسے نے گفتگو
شوق [illegible] ذکر [illegible]
اُسکی [illegible] طرح [illegible]
چہوڑ دیا صبر و تحمل نے ساتہ

جب غبغب جہک گئے ماندے ہوتے پہر ہر ایک نے اپنا ساعد سیمین و سر کا تکیہ بنایا منہ سے منہ ملایا اور سینے سے سینہ لگایا غرض اس ہیئت سے آرام فرمایا صبح ہوئی مرغ نے بانگ دی شہزادے نے اُٹہکر حمام کی راہ لی اور روح افزا اُس عشرتگاہ مین آئی بکاولی کو دیکہا رات کی جاگی ملی دلی غافل سوتی ہی بال چہوٹے ہوئے ہین ہار ٹوٹے پڑے ہین ہونٹہون پر لاکہا نام کو [illegible] آنکہونکا کاجل سارا پہیل گیا گالون پر دانتونکے اور چہاتیون پر ہاتہو[illegible] ہین یہ عالم دیکہکر رہ نسکی جلد اُسکو جگایا اور مسکرا کر کہا اہی بہن اُس روز تو مجہے کہتی تہی کہ تو [illegible] کے مدرسہ کنار مین شرح لوندی پڑہی ہی آج تو تیرے اطوار سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اس [illegible] کے مکتب آغوش مین اپنے مطلب کی کتابون کو بخوبی مطالعہ کر کے

بڑی غلا ہوتی ہی دیر تک تو نے مصدر ملابست کو مختلف صیغونکے ساتھ گردانا اور عشرت کے مزید فعلون کو الف وصل سے
ربط دیا شان فاعل ور علامت مفعول کما ینبغی دریافت کی اور مقام تجرید سے اپنے پاؤن باہر رکھے بلکہ خلوت مین قضیہ
موجبہ مباشرت کو عکس مستوی بنایا اور اشکال مختلفہ کے ضروب منتجہ سے نتیجہ موافق مطلوب کے پایا وصل کا بھی طریقہ
لے لیا اور اپنے مثلث کے نقطے پر خط عمود کو قائم کیا بکاؤلی یہ سنکر مسکرائی اور یہ کہنے لگی بوا بہلا تمہارے
منہ مین پانی کیون بھر آتا ہی مجکو صاف ان کنایہ آمیز باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ تمہارا بھی یہی ارادہ ہی بہت بہتر مین اصلی
ہوں شوق سے اپنی وصلی اُس مشتاق کے آگے رکھو پھر اُسکے قلم کی روانگی اور قوت دیکھو کہ کس کسطرح سے توڑ جوڑ
لگاتا ہی اور کیا کیا گل بوٹا بناتا ہی حاصل یہ ہی کہ باہم اسیطرح ہنسیان بولیان رہین آخر روح افزا اپنے ماں باپ سمیت
رخصت ہوکر اپنے گھر گئی اور تاج الملوک نے فیروزشاہ کے محل مین جاکر اپنی بود و باش اختیار کی

بیسوین داستان

رخصت ہونے مین تاج الملوک و بکاؤلی کے فیروزشاہ اور جمیلہ خاتون سے

ایک روز
تاج الملوک نے بکاؤلی سے مشورت کرکے فیروزشاہ اور جمیلہ خاتون سے رخصت مانگی اُنہون نے کہا بہت بہتر
ہزار غلام قمر طلعت اور سیکڑون لونڈیان خوبصورت عنایت کین اور دان جہیز کے سوا کچھ نقد و جنس اور لوازمہ
سفر کا دیا اگر اُسکی تفصیل لکھون تو یقین ہی کہ ایک کتاب و طیار ہو جائی اس لیئے قلم انداز کیا القصہ شاہزادہ
بڑی شان و شوکت اور جاہ و حشمت سے بکاؤلی کو لیکر اپنے ملک مین پہنچا دلبر اور محمودہ کی جان مین جان آئی
کشت امید سوکھی ہوئی پھر لہلہائی اُسکا آنا اُنکے حق مین ایسا ہوا جیسے بیمار کیواسطے مسیحا کا لیکن بکاؤلی کو جو اُس
حسن و جمال و رمال و منال سے دیکھا حیران ہوگئین آئے ہوئے ہوش جاتے رہے ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے پری نے
جو یہ رنگ ڈھنگ دیکھا ہر ایک کو گلے سے لگایا دلاسا دیا اور فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو کسیطرح کا اندیشہ نکرو مین تمہارے
عیش مین مطلق خلل انداز نہونگی بلکہ اپنی خوشی پر تمہاری نشاط کو مقدم جانونگی چنانچہ ہمیشہ شیر و شکر کیطرح آپسمین
سبکی سب ملی جلی رہین اور سوتاپے کی جلن کسیکو نہوئی شہزادہ بھی ان غنچہ دہنونکے ساتھ شگفتگی سے اوقات
بسر کرنے لگا اور عیش و عشرت سے رہنے لگا

اکیسوین داستان بکاؤلیکے جانے کی راجہ اندر کے اکھاڑے مین اور ناچنا گانا اُسکے حضور مین اور تفرقہ پڑنا تاج الملوک مین اور اُسمین

اہل ہند کی کتابون مین یون لکھتے ہین کہ امر نگر نام ایک شہر بستا ہی وہان کے
باشندے ہمیشہ زندہ رہتے ہین اور راجہ اندر وہانکا راج کرتا ہی دن رات پریونکے ساتھ عیش و عشرت مین رہتا ہی
اُسکا کام یہی ہی اور غذا اُسکی ناچ اور راگ عالم جنات بھی اُسکے تابع [illegible] پریان اُسکی مجلس مین جاتی ہین
اور رات دن ناچتی گاتی ہین ایک رات کا ذکر ہی کہ راجہ نے [illegible] فیروزشاہ کی بیٹی مدت سے ہماری
مجلس مین نہین آئی اسکا سبب کیا ہی اور یہان نکے آنیکا مانع کون ہی [illegible] نمین سے ایک نے عرض کی کہ و

ایک انسان کے دام عشق مین گرفتار ہوئی ہی بلبل بیقرار کے مانند نالہ و فریاد کیا کرتی ہی اور دم اُسکے سودای عشق مین شار رہا کرتی ہی اور اپنے بیگانے سے اُسکو نفرت ہی فقط اُسی سے صحبت ہی شراب وصل اُسکے ساتھ پیتی ہی اور اُسکے دم سے جیتی ہی راجہ یہ ماجرا سُنکر غصّے مین آیا اور شعلہ غضب ور بھی بھڑکا کئی پریون کیطرف اشارہ کیا کہ اُسکو ابھی حاضر کرو وہ تخت رواں لیکر تاج الملوک کے باغ مین آئین اور بکاؤلی کو جگا کر راجہ کے غضبناک ہونیکا حال بیان کیا وہ چار و ناچار اُسپر سوار ہوکر امرنگر کو گئی اور وہان کانپتی ہوئی راجہ کے سامنے جاکر آداب بجالائی ہاتھ باندھکر کھڑی رہی مہاراج نے نگاہ قہر سے اُسے دیکھا اور بہت سا جھڑکا آخر فرمایا کہ اِسکو آگ مین ڈال دو کہ انسان کے بدن کی بو باس اسمین نہ رہے اور یہانکی صحبت کے قابل ہو پریون نے فوراً اُس نسترن باغ لطافت کو اور [illegible] چمن نزاکت کو ہاتھون ہاتھ وہانسے باہر لاکر آتشکدے مین ڈال دیا وہ جلکر راکھ ہوگئی شعر جل گیا عاشق تو کیا غم ہی کہ اُسکی چشم تر [illegible] دیکھتی ہی یار کو گلشن مین مانند خلیل + اُسکے بعد پانی پر کچھ منتر پڑھ کر اُسپر چھڑکا فی الفور جی اُٹھی اور [illegible] وصلی پر اہل مجلس [illegible] ناچنے لگی پہلی ہی ٹھوکر سے اہل مجلس کے دلونکو پامال کیا اور ایک ہی آمد و رفت مین تماشا [illegible] ناچنے کا جو حق تھا ادا کیا ساری مجلس کو محو کر دیا پھر تو واہ واہ کی صدا ہر ایک کے مُنہ سے نکلنے لگی اور آفرین تحسین کی آواز ہر طرف سے بلند ہوئی بکاؤلی آداب بجا لاکر راجہ سے رخصت ہوئی تخت پر بیٹھکر اپنے باغ مین آئی گلاب کے حوض مین نہا دھو کر شہزادے کی بغل مین سو رہی صبح کو اپنے معمول پر اُٹھی سنگار کیا لوگ بھی اندر باہر کے اپنے کام مین مشغول ہوئے القصہ ہر شب وہ غیرت ماہ امرنگر مین جاتی پہلے تو اُسے آگ مین جلاتے پھر راجہ کے حضور مین ناچتی گاتی جب تھوڑی سی رات باقی رہتی رخصت ہو کر اپنے گھر آتی اور گلاب کے حوض مین نہا کر اُس دریای خوبی سے ہم آغوش ہوتی اور اپنے جی کو ٹھنڈا کرتی

قبول اُسنے کیا جلنا [illegible] کا	بچھوڑ و اصل لیکن دلربا کا	جلاتی تھی تن نازک کو ہر شب	[illegible] تھی شکایت کو کبھی لب
وہ عاشق سے نگڑی تھی کنارا	فراق اُسکا نتھا ہرگز گوارا	جو جل مرنیکو اپنے دلبر [illegible]	[illegible]
گوارا ہوتی ہی سب بار سوزان	سہا جاتا نہین پر سوز ہجران	جیسے ہو شمع و پرونکی محبت	[illegible] جلنے کی [illegible]

مگر شاہزادے کو ہرگز اس بات کی خبر نتھی ایک روز کا ذکر ہی کہ بکاؤلی تو اپنے معمول پر وہان گئی تھی یہان شاہزادے کی آنکھ کھل گئی پلنگ پر اُسے نہ دیکھا ہر طرف قصر اور باغ مین جاکر ڈھونڈھا کہین اُسکا سراغ نہ ملا نہایت تنگ ہوکر [illegible] اپنے مین آکر بیٹھا اور رہا تک اُس شمشاد بت چمن کی راہ دیکھی کہ آنکھین پتھرا گئین آخرش اُسی حالت مین سو گیا بکاؤلی بھی اپنے وقت پر آکر اُسکے پاس سو رہی صبحکو تاج الملوک نے بدستور جو اُسکو [illegible] دیکھا زیادہ تر متعجب ہوا لیکن دم نہ مارا اُس راز کو مطلق نہ کھولا مگر اُسکی تحقیقات کیواسطے دوسری رات کو اپنی ایک انگلی چیر کر نمک چھڑک دیا کہ مبادا آنکھ نہ لگ جائے اور وہ بھید چھپے کا چھپا رہے غرض آدھی رات گئے تخت پھر آکر موجود ہوا بکاؤلی [illegible] بناؤ کرنے لگی اور شاہزادہ بھی چپکے چپکے جاکر اُس تخت کا پایا پکڑ بیٹھ رہا اتنے مین وہ بھی آکر سوار ہوئی اور تخت [illegible]

اُسکو لیکر اُڑین تاج الملوک اُسی پایہ مین لٹک گیا پھر اسقدر بلند ہوا کہ زمین اُسے نظر آنے سے رہگئی جھٹ پٹ راجہ
اندر کے دروازے پر جاکر اُتار دیا بکاؤلی اُتر کر ایک طرف کھڑی ہو رہی اور یہ بھی الگ ہو کر خدا کی قدرت کا تماشا
دیکھنے لگا غرض جسطرف آنکھ پڑتی تھی اُدھر پریونکا جھرمٹ نظر آتا تھا اور ہر طرف آواز قسم قسم کے سازون کی اور
راگون کی جو تمام عمر سُنی تھی متصل چلی آتی تھی حاصل یہکہ تاج الملوک نے وہ کچھ دیکھا جو کہین نہ دیکھا تھا اور وہ سُنا
جو کہین نہ سُنا تھا دنگ ہو کر رہ گیا اُتنے مین کئی پریان دوڑین اور بکاؤلی کو آتشکدے مین ڈال دیا وہ جلکر راکھ ہو گئی
وہ اس حادثے کو دیکھکر سب کچھ بھول گیا بے اختیار دونون ہاتھون سے سر پیٹنے لگا اور جی مین یون کہنے لگا حیف ہے
اسوقت طاقت نہین رکھتا مین کہ پروانیکے مانند اس شمع رو کے ساتھ جلتا اور اپنے بدن کو راکھ کر کے اس سے ملتا
کیا کرون کچھ بس نہین ہے قدرت فریاد کی ہی نہ جگہ داد کی یہ تو اسی اُدھیڑبن مین رہا کہ اُنہین مین سے ایک پری نے پانی
پڑھ کر اُسکی راکھ پر چھینٹا کافی الفور زندہ ہوئی اور راجہ کی مجلس مین آئی شہزادہ بھی اُسکے پیچھے پیچھے چلا آیا از بسکہ
اژدحام تھا کوئی کسیکو پہچانتا نہ تھا کسی نے نہ جانا کہ یہ کون ہے اور کیون کھڑا ہے اتفاقاً بکاؤلی کا پکھاوجی بڈھا ضعیف تھا
ناتوانیکے سبب اچھی طرح بجا نسکتا تھا وہ رک رک کر ناچتی تھی اور بار بار تیوری چڑھاتی تھی شہزادہ یہ حال دیکھکر
بیچین ہوا آخر نہ رہ سکا سازندے کے کان مین جھک کر کہا اگر تیری مرضی ہو تو ایک دو گتین مین بجاؤن کہ اس
کام مین چالاک دست ہون اُسنے اس بات کو غنیمت جانا پکھاوج کو حوالہ کیا یہ تو اس کام مین بانی کار تھا اور اُسکے
دام محبت مین گرفتار اُسکی خواہش کے موافق بجانے لگا پھر تو کیفیت ناچ کی ایسی بڑھی کہ در و دیوار سے واہ واہ کی صدا
آنے لگی راجہ بھی بہت محظوظ ہوا کہ اپنے گلے کا نولکھا ہار اُتار کر بکاؤلی کو عنایت کیا وہ ناچتے ناچتے جو پیچھے ہٹی
بجلس پکھاوجی سے کیے حوالے کیا اسکے بعد مجلس راگ و رنگ کی برخاست ہوئی شہزادہ جسطرح گیا تھا اُسیطرح اپنے ٹھکانے
آیا بکاؤلی گلاب کے حوض کیطرف گئی یہ خوابگاہ مین جاکر سو رہا لیکن صبح کیوقت مسکراتا تھا پری نے پوچھا کہ بغیر عادت
مسکرانیکا کیا سبب ہے کہا کہ رات کو عجیب خواب دیکھا ہے اسواسطے ہر گھڑی مجھے ہنسی آتی ہے وہ کہنے لگی خدا خوب
کرے مگر ہم بھی سنون کیا دیکھا ہے تاج الملوک بولا یہ دیکھا ہے آدھی رات کو تو کہین جاتی ہے اور مجھے خبر نہین کرتی
بکاؤلی یہ سُنکر ڈری کہ مبادا یہ راز اسپر کھلا ہو اور اچیانا یہ بھی میرے ساتھ وہان گیا ہو بعید ہوئی کہ سارا سُنے پھر کہنے لگی
کہ اور بھی کچھ دیکھا یا نہین شہزادہ بولا گویا آج رات مین بھی تیرے ہمراہ گیا ہون اسطرح کہ پریان ایک تخت لائین
تو اُسپر سوار ہوئی اور مین پایہ سے لٹکا ہوا چلا گیا بس آگے نہین کہتا کہ خواب کی بات بے سر و پا ہوتی ہے اعتبار
نہین رکھتی خواب ہے خیال ہے بیفایدہ کون سکے بکاؤلی بولی کہ تجھے میرے سر کی قسم جو دیکھا ہے سب کہہ غرض
تاج الملوک تھوڑا کہکر پھر خاموش ہو رہا اور وہ قسمین دیکر پوچھتی جاتی آخر سارا ماجرا اُسنے آخر تک ہو بہو
کہکر سُنایا اور وہ ہار راجہ کا بخشا ہوا تکیے کے نیچے سے نکالکر دکھلایا تب پری نے اپنا سر پیٹ لیا اور غمگین ہو گئی

ایکدم کے بعد بولی شاہزادے یہ تو نے کیا کیا اپنا دشمن تو آپ بنا دیکھ مینے تیری خاطر مان باپکے ہاتھ سے کیا کیا رنج اُٹھائے اور ہر کس و ناکس کے طعنے کھائے یہان تک کہ ہر رات آگ مین جلنا بھی قبول کیا مگر تجھے نچھوڑا اور تیری راہ سے منہ نہ موڑا چنانچہ تو نے آنکھوں سے بھی یہ تماشا دیکھا کچھ کہنے کی حاجت نہین کاشکے تو اس مجلس مین نہ آتا اور اپنے گھر مین میری جدائی کا صدمہ اُٹھاتا تو بہت بہتر تھا کیونکہ اسکا انجام اچھا نہین اب حیران ہون اگر تجھے نہ لیجاؤ تو بنتی نہین جو لیجاؤن تو کہان تک چھپائے رکھون خیر جو کچھ تقدیر مین ہی سو اٹل ہی مگر آج اپنی طالع آزماتی ہون تجھے لیجاتی ہون اپنی سی کر گذرتی ہون آگے جو مرضی خدا کی چنانچہ معمول کے وقت تاج الملوک سمیت گئی اور راجہ سے سلام مجرے کے بعد عرض کی کہ آج ایک بجانے والا بہت چالاک اپنے ساتھ لائی ہون اگر حکم ہو تو یہان اگر بجائے راجہ نے فرمایا بہت اچھا ہماری عین خوشی ہی الغرض وہ بجانے لگا اور وہ نازنین ناچنے لگی آخر یہ کیفیت ہوئی کہ ساری محفل غش کر گئی راجہ بھی مست ہو کر جھومنے لگا اور اُسی عالم مین فرمایا مانگ جو مانگنا چاہتی ہی محروم نجائیگی یہ سُنکر بکاولی نے آداب بجالا کر عرض کی کہ مہاراج کی بدولت لونڈی کو کسی چیز کی کمی نہین اور کچھ ہوس دلمین باقی نہین مگر اس پکھاوجیکو بخشئے کہ یہی آرزو ہی سنتے ہی اس سخن کے راجہ برہم ہوا اور شہزادے کی طرف غضب سے دیکھکر بولا کہ ای آدم زاد تو ہی اسکو چاہتا ہی اور یہ تجھے چاہتی ہی بہت اچھا ذرا تو اسکا مزہ چکھ اور لذت اُٹھا تو چاہتا ہی کہ بکاولی سی پری کو بے محنت اور مشقت یہان سے لیجاؤن اور اپنی بغل گرم کرون یہ نہو گا پھر بکاولی کی طرف منہ پھیر کر کہا ای شتاہ کیا کرون تجھسے سخن ہار چکا ہون جا اسے تجھکو بخشا لیکن بارہ برس تک تیرا نیچے کا دھڑ جو اس سنگدل کے مُنہ سے نکلا وہ سیمتن اُسی ہیئت کی ہو کر غائب ہو گئی

اشعار

ہیہات ازل سے ہی یہ عالم
گہ سر پہ ہو ترے تاج شاہی
دم بھر جو نشاط و عیش ہووے

شادی و غمی ہوئی ہی توام
گہ خاک پہ بستر شاہی
خمیازہ پڑے اُسکا طیش ہووے

دم بھر کی بہار میہمان ہی
گل سا کبھی دل فراغ دیکھے

آخر وہی باغ مین خزان ہی
گہ دل پہ ہزار داغ دیکھے

بائیسوین داستان تاج الملوک کے سنگلدیپ مین پہنچنے کی اور بکاولی سے ملنا اور چتراوت راجہ کی بیٹی کا اسپر عاشق ہونا

کہتے ہین کہ بکاولی راجہ اندر کی بد دعا سے پتھر کی ہو کر وہان سے غائب ہو گئی اور شہزادہ سیماب کے مانند بیتاب ہو کر لوٹنے لگا تب اُسکو پریون نے اُٹھا کر نیچے ڈال دیا وہ ایک جنگل مین جا پڑا تین روز تک بیہوش رہا چوتھے دن جو آنکھ کھلی تو بجای دلدار پہلو مین خار دیکھے ہر طرف جا کر شور و فریاد کرنے لگا اور بکاولی کی خبر ہر ایک درخت سے پوچھنے لگا ایکدن اسیطرح ایک سنگ مرمر کے تالاب پر جا پہنچا چارون طرف سیڑھیان پکی خوبصورت بنی ہوئی تھین اور میوہ دار درخت بھی بہت سے اُسکے گرد لگے تھے شہزادہ نے ایک ساعت پھر نہا کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے پڑ رہا اور اپنی محبوبہ کے تصور مین سو گیا ناگاہ کئی

واقف تھین وہ بھی وہان پہنچین اور اُسی تالاب مین نہاکر بال سکھلانے لگین اُنمین سے ایک کی نظر جو شاہزادے پر
جا پڑی ساتھیون سے کہنے لگی بکاؤلی کا پکھاوجی یہی ہی تاج الملوک کے کانمین جو ہین یہ آواز پڑی آنکھین کھول دین
اور پریون سے باچشم خونبار پوچھا تمہین کچھ معلوم ہی کہ بکاؤلی کہان ہی اُنکا دل اُسکا حال زار دیکھکر بھر آیا بولین
آنکھون سے تو نہین دیکھا مگر سُنا ہی کہ سنگلدیپ مین ایک بتخانے مین ہی مگر نیچے کا دھڑ ناف تک پتھر ہوگیا ہی تمام دن
اُس مندر کا دروازہ بند رہتا ہی اور پھر رات کے بعد صبح تک کھلا شہزادے نے پوچھا کہ وہ کس طرف ہی اور کتنی
دور ہی اُنھون نے جواب دیا راہ کی مصیبت تو ایک طرف آدمی اگر ساری عمر چلے جب بھی وہان نہ پہنچے
تاج الملوک یہ سُنکر مایوس ہوا اور اپنی زندگی سے ہاتھ اُٹھاکر ٹکرین مارنے لگا اور پتھر سے سر پھوڑنے لگا
پریون نے اُسکے حال پر رحم کھاکر آپسمین مصلحت کی کہ اس آفت رسیدہ کو وہان تک پہنچایا چاہیے آگے اسکی
قسمت مین جو ہونا ہی سو ہویگا فوراً اُسے لیکر اوڑین اور بات کی بات مین وہان پہنچا دیا ایک لمحے کے بعد
اس مایوس کو ذرا حواس آگئے تو کیا دیکھتا ہی ایک شہر رشکِ بہشت برین مین پرآباد ہی اور عجایب اُسکا سواد ہی
ہندی مرد وہان کوئی بدصورت نظر نہین آتا بلکہ درخت بھی وہان کے ایسے قدِ موزون رکھتے ہین کہ دیکھنے والے دنگ رہتے ہین
آخر یہ سیر کرتا کرتا بازار کیطرف جا نکلا راہ مین ایک برہمن پجاری مِلا اُس سے پوچھا کہ دیوتا تم کونسے ٹھاکر دوارکے
پجاری ہو برہمن نے کہا راجہ چترسین جو اس ملک کا والی ہی اُسکے ٹھاکر دوارکا مین پجاری ہون پھر تاج الملوک
نے پوچھا کہ اس شہر مین کتنے ٹھاکر دو نکے مندر ہین جو معروف و مشہور تھے برہمن نے بتا دیے پھر کہا کہ تھوڑے
دنون سے دکھن کیطرف دریا کے کنارے ایک نیا مندر پیدا ہوا ہی دن بھر اُسکا دروازہ نہین کھلتا کوئی نہین
جانتا کہ اسمین کیا ہی شہزادہ یہ بات سُنکر خوش ہوا اور اُسیطرف جاکر دریا کے کنارے مندر کے دروازے پر
بیٹھ رہا پھر رات جب گذری اُس استھان کے کیواڑ یکایک کھل گئے تاج الملوک اندر گیا دیکھا کہ بکاؤلی آدھی بصورت
اصلی اور آدھی پتھر کی دیوار کا تکیہ لگائے پاؤن پھیلائے بیٹھی ہی اسکو دیکھکر حیرت سے پوچھا تو یہان
کیونکر آیا اُسنے تمام ماجرا کہکر سُنایا پھر ساری رات دونون باتونمین مشغول رہے پھر صبح ہونے لگی بکاؤلی نے شہزادے سے
کہا اب تو یہان سے جا اگر آفتاب نکل آئیگا تو مجسا تو بھی ہو جائیگا اسکے بعد ایک موتی اپنے کان سے نکالکر اُسکو دیا
کہ بالفعل اِسے بیچکر اسباب درست کر اور چند روز اوقات کاٹ تاج الملوک لیکر شہر مین آیا اور اُسے کئی ہزار
روپے کو بیچکر ایک حویلی پختہ مول لی اسباب ضروری بھی بنا لیا اور کئی خدمتگار نوکر رکھے جب رات ہوتی بکاؤلی
کے پاس جاتا اور صبح اپنے مکان مین آتا اسیطرح ایک مدت گذر گئی بعضے بعضے اشخاص ہمسایہ کے
شہزادے سے آشنا ہو گئے تھے اوسکو شہر کی سیر دکھانے لگے ایک روز تاج الملوک اُنکے ساتھ سیر کو نکلا تھا
ایک گروہ بحالت تباہ نظر آیا شہزادے نے یارون سے پوچھا یہ اشخاص اگرچہ بلباس فقیر ہین لیکن

بصورت امیر معلوم ہوتے ہین خدا جانے اِسکا سبب کیا ہی اُنمین سے ایک بولا انمین بعضے تو شاہزادے ہین اور کچھ امیرزادے لیکن سب جلے ہوئے آتشِ عشق و اشتیاق کے اور نشانے ناوکِ فراق کے ہین قصہ اِسکا یون ہی کہ راجہ چترسین کے ایک بیٹی مہ پارہ بلکہ آسمان خوبی کا ستارہ ہی اُسکے مانند کوئی عورت حسین اِس سرزمین مین نہین ہی اشعار

ناز ظاہر ہی قدِ موزون سے ۔ مے ٹپکتی ہی چشم میگون سے
زلف اُسکی ہی جسقدر شبگون ۔ ہی سیہ بخت اُسقدر مفتون
ننگ و ناموس جو کہ ہاتھ سے دے ۔ اُسکے کوچے کی سمت راہ وہ لے
سیکڑون کشتے اُسکی ابرو کے ۔ لاکھ بند ہوتے ہین حلقۂ گیسو کے
امرت اور زہر آنکھین ہین اُسکی ۔ دم مین مارین ہی اور جلائین بھی

قصہ مختصر ایک تو وہ آپ ہی پری پیکر قاتلِ گبر و مسلمان ہی دوسرے اُسکے ساتھ اور بھی دو کافر غارتگر ایمان ہین ایک تنبولی کی لڑکی نرملا نام اور دوسری مالی کی چپلا اسم با مسمی ہی غرض تینون آپسمین اخلاص لی رکھتی ہین اُٹھنا بیٹھنا جاگنا سونا کھانا پینا دن رات ایک جگہ ہی اور اپنے اپنے بیاہ کی بھی ہر ایک آپ مختار ہی جسے پسند کرے اُسی سے ہو کسیکو اسبات مین دخل نہین لیکن اِبتک کوئی اُسکا منظور نظر نہین ہوا اور آنکھون مین نہین ٹھیرا شہزادہ یہ سُنکر چپکا ہو رہا اتفاقاً ایک روز آوارہ بیابانِ عشق اُس حوروش کے محل کے نیچے جا نکلا تماشائی اُسکے گلِ رخسار کو بلبل وار تکتے تھے اور دیوانون کیطرح آپسمین کچھ کچھ بکتے تھے اور وہ پریزاد بیٹھی جھروکے سے دیکھ رہی تھی کہ شہزادہ اُس سے دوچار ہوا عشق کا تیر اُسکے دل سے پار ہوا عنانِ صبر و شکیب ہاتھ سے چھٹ گئی متاعِ ہوش و حواس لٹ گئی بیخود ہوکر گر پڑی نرملا اور چپلا نے دوڑ کر اُٹھایا مُنہ پر گلاب چھڑکا عطر سونگھایا کچھ تھوڑی ہوش آیا لیکن سکتے کی سی حالت ہر چند انہون نے پوچھا اُسنے کچھ نہ بتایا حیرت کو مُنہ پر اُسیطرح رہنے دیا تب نرملا نے کھڑکی سے نیچے جھانک کر شہزادے کو دیکھا اور چتراوت سے بیتابی کا سبب دریافت کیا پھر تسلی دیکر کہنے لگی ای رانی تیری بیقراری نے تو ہمکو دیوانہ بنایا اور اضطرابی نے دامن صبر چھڑایا اتنی کیون گھبراتی ہی اور کسواسطے آپ کو دیوانہ بناتی ہی تیرے باپ نے تو بیاہ کی تجویز تجھپر موقوف رکھی ہی جسکو تو پسند کریگی اُسی سے تیری شادی کردیگا خاطر جمع رکھ اِس جوان ابلق سوار کو جسکو دیکھکر تیری حالت تغیر ہوئی ہی اگر فرشتہ ہی تو بھی تیرے دام سے جا نہین سکتا اور کوئی اُسکو چھڑا نہین سکتا دیکھ تو ایسے جال مین پھنساتی ہون کہ ہل نسکے اور ایک قدم آگے چل نسکے یہ کہکر ایک کٹنی اُسکے حال کی تحقیقات کو بھیجی وہ عجب ایک شوخی و طنازی سے آئی اور آتے ہی شہزادے کے گھوڑے کا شکاربند پکڑ کر کہنے لگی تو نہین جانتا کہ یہ شہر مقتل غربا ہی اور یہان عاشقون کو سولی دینا روا ہی یہان کی پریرو مرغ زیرک کو تارِ زلف مین ادا سے پھنسا لیتے ہین اور ایک نگاہِ ناز سے خاک پر گرا دیتے ہین تو کس جرأت اور دلیری سے اِدھر اُدھر پھرتا ہی اور بادشاہون کے محلون کیطرف دیدبازی کرتا ہی مگر آتش کا پرکالا ہی جو شمع رخون کے دلونکو پگھلاتا ہی اور سنگدلون کے کلیجے کو موم بناتا ہی کدھر سے آیا ہی اور کہانکا رہنے والا ہی اپنے حسب و نسب اور وطن سے آگاہ کر تاج الملوک اُسکی باتون سے تاڑ گیا کہ کسیکی بھیجی ہوئی ہی بولا ای چنچل بہت باتین نہ بنا

میرے داغ دل سے روئی کو نہ اوٹھا جا اپنے کسی مجروح کے زخم پر مرہم لگا سن وطن میرا مطلع خورشید سے روشن تر ہے
اور نام میرا افسر سلاطین سے دریافت کرے جسکی تو بھیجی ہوئی آتی ہی اُس سے جا کر کہدے کہ مجھ مسافر مصیبت زدہ
کیطرف خیال نکرے اور مجھسے سودائی پر بہتان نرکھے بیت خوش جو آتے ہو اُسکے پاس جا + ناز اُسپر کر جو خواہان ہو ترا
مشاطہ جان گئی کہ وطن اسکا شہر قستان ہی اور نام تاج الملوک عالی نسب و الا حسب ہی غرض تمام حال دریافت کرکے
چتراوت سے اکر بیان کیا شہزادہ روز پوشاک بدلتا اور اُسکے جھروکے کے نیچے ہوکر نکلتا چتراوت اسکے فراق سے چودھوین
رات کے چاند کیطرح گھٹنے لگی اور اُسکے درد و غمسے دل ہی دل مین گھٹنے لگی چند روز تو یہ راز چھپا رہا آخر شش کھل گیا یہانتک
کہ ماں باپنے بھی سنا تب راجہ نے ایک لالہ بڑی ہوشیار پختہ کار بلائی اور شہزادے کے پاس بھیجی کہ لڑکی کی نسبت کا
پیغام اُسکو دے اور اُسکے دلکو ہر طرح لبھائے القصہ اُسنے جاکر چتر سین کا پیغام شاہزادے کو دیا اور اُس
گل اندام کا حسن بیان کیا اُسنے تمام و کمال سنکر یہ جواب دیا تو میری طرفسے بعد سلام و نیاز کے راجہ کی خدمت مین
عرض کرنا کہ جو کوئی قبای شاہی اور تاج شاہنشاہی چھوڑکر رنج سفر اور خرقۂ فقر اختیار کرے اور اپنے بیگانے سے کنارہ
پکڑے اُسکی پابندیکا خیال کرنا فی الحقیقت پانی پر نقش بنانا اور ہوا کو گرہ مین باندھنا ہی یہ کہا اور اُسکو رخصت کیا
دلالہ نے تاج الملوک کے انکار کرنیکی کیفیت راجہ سے اکر عرض کی چتر سین اسکے اغماض کرنے سے متفکر ہوا اور وزیر سے
مشورت کی اُسنے عرض کی کہ ایک غریب بے خانمان کو اگر بادشاہ اپنا مطیع کیا چاہے تو کیا بڑی بات ہی آپ دیکھئے میں
اُسکو کس گھاٹ اُتارتا ہون الغرض وہ مکار اسباب کے درپی ہوا کہ شاہزادے کو چوری کی تہمت لگا کر گنہگار ٹھہرا دے
اور اپنا کام اُسکے ہاتھ سے یون نکالے سچ ہی کہ جو کوئی حرکت حکیم مطلق کی گوناگون کو تامل کی نظر سے دیکھے تو کسی حرکت
کو خالی شر سے نپائے اور ہر ایک شر کے بعد خیر ملاحظہ کرے العزیز حق تعالے نے عالم ارواح کو بدی سے نسبت دی ہی پس
جو حرکت کہ بظاہر بدی سے ہو حقیقت مین روح سے ہی غرض کہ جو فساد کہ اس عالم کون و فساد مین ہو تو اُسکی طرف سے
جان لیکن شر نسمجھ کہ در پردہ وہ خیر ہی کیونکہ شر کی وہان گنجایش نہین القصہ تاج الملوک کو خرچ کی احتیاج ہوئی چاہا کہ
کچھ بکاولی سے مانگے اسمین وہ سانپ کا من اپنی ران کا رکھا ہوا یاد آیا جراحکو بلاکر ران چروائی اور مہرہ نکالکر زخم پر مرہم لگادیا
جبکہ اچھا ہوا بازار مین لیگیا جوہری دیکھکر حیران ہوئے وزیر کو جاکر خبر کی کہ ایک شخص ایسا جواہر بیچنے لایا ہی کہ ہمنے ساری
عمر نہین دیکھا اور بادشاہ کے سوا کوئی بھی اُسکی قیمت دے نہین سکتا سنتے ہی وزیرنے کئی جوان اُسکے ساتھ کردیے اور
اُس غریب الوطن کو ناحق پکڑوا بلوایا دیکھا تو وہی شخص ہی فی الفور اُسے چوری کی تہمت لگا کر قید کیا اور راجہ کو یہ مژدہ سنایا
کہ پرندہ دام توڑکر اڑ گیا تھا آج اس فریب سے مینے اُسے پھر پکڑا اب یقین ہی کہ جو آپ کہینگے قبول کریگا

تیئیسوین داستان
بیاہ ہونے مین تاج الملوک کے چتراوت سے اور گھوٹنے مین دہرے سے کے جسمین بکاولی ہی

جب شاہزادے کو راجہ چتر سین نے بندیخانے مین نہایت تنگ کیا

کہ چتراوت سے شادی قبول کرے لیکن وہ قید کی سختیان ہرگز خاطر مین نلاتا تھا بکاؤلی کے فراق مین دن رات چلاتا تھا
در و دیوار سے سر ٹکراتا تھا ایکدن وہانکے داروغہ نے راجہ کی خدمت مین عرض کی کہ وہ نوگرفتار جو مانند مرغ نیم بسمل
بیقرارانہ رات دن خاک پر لوٹتا ہی اگر اُسے جلد آزاد نکیجیے گا تو خون ناحق سر پر لیجیے گا چند روز مین تڑپ تڑپ کر
مرجائیگا مہاراج نے اُسے تو کچھ جواب ندیا لیکن بیٹی کو کہلا بھیجا کہ تو جا کر اپنی شمع جمال کا پرتو اُسپر ڈال شاید تجھپر
پروانہ وار پگھل جائے اور اُسکی متاع غرور جلجائے چتراوت یہ بات سُنکر نہایت شاد ہوئی جلد اپکو آراستہ کیا حُسن
مادرزاد کو زیب و زینت سے دوناکر دیا پھر نرملا اور چپلا بھی بن ٹھن کر زہرہ مشتری کے مانند اُس ماہرو کے ساتھ ہولین
غرض تینون شاہزادے کے پاس پہنچین

اشعار

برائی نذر وہ لاتی تھی جو جو — رکھا فی الفور اُسکے آگے سبکو
پھر ایسی ساعد سیمین دکھائی — کہ چاندی چاند کی جن سے لجائی
سونگھائی عطر سی بو اپنے تن کی — مہک شرمندہ کی مشک ختن کی
رکھا سیب ذقن پھر اُسکے آگے — کہ اُسکا بھی مزہ وہ شوخ چکھے
گئی زندانمین وہ رشک زلیخا — وہان اُس یوسف ثانی کو دیکھا
وہ کیا تھے یعنی دندان مثل گوہر — عقیق لب بھی رنگ گل سے خوشتر
رخ گلرنگ کا وہ زرد کھایا — چمک نے جسکی سورج کو جلایا
پھر انکھون کے اُسے دکھلائے بادام — عوض عنبر کے زلف عنبرین فام
مگر رکھے آثار سینہ مخفی — اطاعت اُسنے کی شرم و حیا کی

لیکن شاہزادے کی نظر قبول اُنمین سے کسی پر نہ پڑی اور کوئی چیز اُسکی نگاہ پر نہ چڑھی فی الواقع اگر چتراوت کی آتش باطن
تاثیر دار نہوتی تو پھر اُسکے تحفہ ظاہری خراب جاتے ساری محنت رائگان ہوتی حسن العزیز رسول مقبول نے عبادت کو
پادشاہ حقیقی کے نذر کے لائق ندیکھا عجز سے کہا کہ عبادت تیری مینے جیسی کہ چاہیے نہین کی پھر کسکا منہ ہی کہ اپنی عبادت
پر نازان ہو بہتر یہی ہی کہ اپکو اُسکی محبت کی گھریا مین یہانتک پگھلاوے کہ اکسیر کے مانند خاک ہو جانے تا شاہان اکسیر
پسند کی آنکھو نمین سونے سے زیادہ نظر آئے القصہ جب چتراوت نے دیکھا کہ چشم جادو اور تیغ ابرو سے کچھ نہو سکیگا
بیطاقت ہوکر شہزادے کے آگے گر پڑی تڑپنے لگی یہانتک کہ شہزادے کے دلکو بھی صدمہ پہنچا نے اختیار اُٹھکر
کھڑا ہوا اور اُسکو آغوش مین کھینچ لیا شادی قبول کی کیونکہ لے اُسکی خاطرداری ورضامندی کیطرح اپنی رہائی ندیکھی
نرملا نے یہ خوشخبری راجہ کو پہنچائی کہ چتراوت گل مراد سے دامن بھر کر گھر مین آئی چترسین نے فی الفور شہزادے کو بندیخانے
سے نکالا حمام مین بھیجا اور خلعت شاہانہ مرحمت فرمایا پھر ایک مکان دلچسپ رہنے کو دیا اور نیک ساعت دیکھکر اپنے
خاندانکی رسم کے موافق اُس دُر ناسفتہ کو اس لعل گرانبہا کے ساتھ بیاہ دیا پھر تاج الملوک چتراوت کے خلوتکدے مین آیا نرملا اور چپلا
اپنے اپنے عہدے پر آکر کھڑی ہوئین اور انہون نے بھی گرمیان بہت دکھلائین لیکن شہزادے نے کسیکی طرف آنکھ اُٹھاکر ندیکھا
سر نیچے کئے بیٹھا رہا جب پہر رات گذری اُٹھ کھڑا ہوا اور بکاؤلی کے مندر کیطرف چلا چند روز سے جو اُس گرفتار دام
بلا کو ندیکھا تھا تڑپ رہی تھی اور سر پٹکے مارتی تھی اتنے مین شہزادہ بھی جا پہنچا دیکھتے ہی نشاد ہو گئی اور وہ
سنبھل بیٹھی لیکن ہاتھ پاؤن کی مہندی دیکھکر اُس رشک سمن کا منہ غصے سے مثل گل لال ہوا دلکو صدمہ کمال ہوا طاقت

نموشی کی جاتی رہی کہنے لگی واہ واہ شہزادے آتے دلونکے بعد آئے مگر خوب نک لائے عاشقونکا نام تو نے ڈبویا وفا کو داغ لگا دیا
زنہار عاشقی کا دم اب کبھی نہ بھرنا اور اپنا عشق کسی سے ظاہر نہ کرنا اشعار

مرا جسم کا رنگ ہو جائے سنگ
حنا کا ہو پھر تیرے ہاتھوں پہ رنگ

[illegible] داغ کہائے
وہان اور گل کو گلے تو لگائے

جو عاشق ہو جوش کی نہو مین مچائے
وہ ماتم نشین ہو یہ شادی رچائے

اٹھے درد و غم کی مرے دلمین ہوک
مرے چین تو حیف تاج الملوک

کہان ہی ترا کسطرف آج دھیان
خیال ایسے دلمین نلا میری جان

بادشہ [illegible] کا تخت و جاہ
مین تیرا ہون مملوک ای رشک ماہ

یہ جگنو [illegible] کیا
گر انہون نے بیگانہ مجھکو کیا

جبہی سے کوئی چیز بھاتی نہیں
نظر مین کوئی شی سماتی نہیں

سوا تیرے پھر کس سے ای دلربا
یہ عاشق ترا ہوویگا مبتلا

نہ مجھسے کبھی ہوجیو بدگمان
مین عاشق مبتلا ہون ترا میری جان

تعلق نہین اور کسی کے ساتھ ہی
مرا جینا مرنا ترے ہاتھ ہی

مجھے خواہش کدخدائی نہ تھی
اگر مر گئے بھی آئی نہ تھی

مین اس قید خانہ مین مرتا ادہر
تو اس تنگی مین پڑی تھی ادہر

فقط اپنا ہی دیکھتا جو ضرر
تو کرتا نہ یہ بات ای [illegible]

یقین تھا مجھے [illegible]
جئے گی نہ تو بھی جو مین مر گیا

[illegible]
بھلا جب کہ تنہا ہی کیون بولتا

[illegible] اور محبت تری دیکھ لی
یہ دو دن کی چاہت تری دیکھ لی

[illegible] حال مین کام کیا
ابے وقتکا کون ہی جز خدا

دم سرد بھر بھر کے رونے لگا
دل و جانکو ہاتھوں سے کھونے لگا

یہ حالت بڑی دیر طاری رہی
کہ دونو طرف آہ و زاری رہی

پری ہی بھی تحمل نہ کچھ کر سکی
اٹھا کر سر اسکا گلے لگ گئی

ہی منظور بس مجھکو تیری خوشی
خفا ہونے والی مین صدقے گئی

ہوا اب تجھسے جو مجھکو وہ سب قبول
نہو تو ذرا اپنے دلمین ملول

ارے سنگدل تو نے یہ کیا کیا
اگر انصاف اپنے ہی دل مین رہا

مین تھکی ہو کر رہون ان کی بری
کرے عیش تو غیر سے ہر گھڑی

غضب ہی کہ معشوق سے جلے
شب و روز دست تاسف ملے

نہ لے نام چاہت کا ای بدگہر
پڑین پتھر ایسی تری چاہ پر

جو رنجش کی باتونکو تو نے سنا
لگا بید سا کانپنے سر دھنا

اگرچہ ہون شہزادہ نامدار
مگر ہون ترا بندہ جان نثار

مرا گوشت اور پوست سب ہی ترا
ترے ہاتھ تسے مین بک چکا

مرے دلکو جب سے تو بھائی ہی
ان آنکھون مین جب سے سمائی ہی تو

ترے پاؤن سا نہ نہین چاند کا
تصدق ہی تجھپر سے یہ دل مرا

نہیں اور تجھسی کوئی دوسری
پڑے آنکھ کس پر بھلا اب مری

یہ کیا دخل ہی حکم سے گھر پرین
جو فرمائی فورا اگہرتے مین گرون

مگر کیا کرون سخت لاچار تھا
تری قید مین مین گرفتار تھا

نکرتا جو اس کام کو مین بھلا
تو اگر تجھے کس طرح دیکھتا

پہنچتی نہ میری خبر تجھ تلک
نہ حالت تمہے درد کی تجھ تلک

مجھے اپنا جی ایسا پیارا نہ تھا
مگر تیرا نقصان گوارا نہ تھا

اسی ڈر سے یہ امر مینے کیا
مجھے ورنہ شادی سے کیا کام تھا

کوئی بیاہ کرتا نہیں جبر سے
حذر چاہئے ہی مرے صبر سے

تجھے عیش و عشرت مبارک رہے
مجھے رنج و زحمت مبارک رہے

سنا اسطرحکا جب اسنے کلام
لیا اپنا دل دونون ہاتھوں سے تھام

پری نے جو دیکھا اسے اشکبار
لگی آپ بھی رونے بے اختیار

پھر آخر کو وہ عاشق بیقرار
گرا اسکے قدمون پہ بے اختیار

کہ مین اب تجھسے نہیں کچھ خفا
یہ شکوہ زبانی فقط تھا مرا

وہی مصلحت تھی جو تو نے کیا
مین عورت ہون آخر مری عقل کیا

ہزارون ہون گھر والے گر تیرے یار
تو ہی جان و دل اسکے گھر تیرے بار

القصہ اسیطرح کے کلام اُسمین ہوتے ہر گھڑی اُدھر سے ناز تھا اِدھر سے نیاز القصہ تاج الملوک نے اپنے قید ہونیکا اور چترا وت سے شادی کرنیکا ماجرا مفصل بیان کیا اور اُس آئینہ رو کے دل سے غبار کدورت بالکل دھو یا اتنے مین صبح نمود ہوئی تاج الملوک گھر گیا اور چترا وت کے پلنگ پر سو رہا اسیطرح بلاناغہ ہر شب بکاولی کے پاس جاتا تھا اور دن چترا وت کے ساتھ نقل اور حکایت مین کاٹتا وہ شہزادی کی ایسی حرکات سے نہایت حیران تھی اور اپنے دلمین کہتی تھی یا الٰہی یہ طرفہ ماجرا ہی کہ باوجود اس قرب کے میرے دل کی آگ شہزادے کے پنبہ راز کو سلگاتی نہین اور اُسکے خرمن تحمل کو جلاتی نہین تعجب ہی کہ بیدل و دلآرام ایک گھر مین ہین اور تفاوت پورب پچھم کا سا ہی ایعزیز جبتک تیرے دل کی آنکھین اغیار کے حسن کو دیکھنے والی ہین تجھے یار کی صورت نظر نہین آتی ہر چند بے پردہ ہو پہلے خار غیرت اغیار کو دل کی سرزمین سے اُکھاڑ کر پھینک دے پھر گل رخسار یار کو آئینہ دلمین دیکھ لے اگر تو اپنے گلشن وجود کو نظر تامل دیکھے تو اسمین رنگ و بو کے سوا کچھ نہ پاوے القصہ ایکدن چترا وت نے شاہزادے کا گلہ اپنے باپ سے کیا اور اُسکی بے التفاتی کا سارا حال کہا راجہ نے کئی جاسوس شاہزادے کے پیچھے لگا دئے تا اسباب کو جلد تحقیق کرین یہ تمام رات کہان رہتا ہی وہ اسی تلاش مین تھے کہ یہ اُسیوقت پھر گھر سے نکلا اور اُسی مندر مین گیا رات بھر رہا صبح ہوتے ہی پھر محل مین داخل ہوا فوراً انہون نے جاکر راجہ سے عرض کی کہ شاہزادہ فلانے مندر مین صبح تک رہتا ہی اُس سیہ دل نے کئی سنگ تراش چالاک دست اُسیوقت بھیجے کہ اُسکو کھود کر پھینکدین انہون نے بموجب حکم کے اُس مندر کو بیخ و بنیاد سے اُکھاڑ کر دریا مین ڈالدیا تاج الملوک اپنی عادت پر جو وہان گیا تو اُسکا نشان بھی نہ پایا دیوانون کی مانند وہان کی خاک پر لوٹنے لگا اور یہ رباعی پڑھنے لگا

رباعی

کچھ ہو نہیں سکتا ہی کرون کیا الٰہی کاوش	ایجان اگر کھوج ترا پاؤن مین
بہت جا بجی مدام اور رسما جاؤ نمین	مر مر کی وہان آپکو پہنچاؤ مین

آخر ناامید ہوکر ڈاڑین مار مار کر رویا اور پھر آیا چند روز تو اُسکو بیقراری کی لذت اور آہ و زاری کی کثرت رہی جب اُس صنم کے وصل سے بالکل مایوس ہوا رونیکا بھی حاصل نہ دیکھا چترا وت کی جادو بھری باتون پر دھیان کیا غرض نسیم وار اُسکے غنچہ امید کو شگفتگی بخشی اور نیسان وصال سے اُسکی صدف آرزو بھر گیا

چوبیسوین داستان
بکاولی کے پیدا ہونے کی ایک کسان کے گھر مین اور تاج الملوک و چترا وت کے ملنے مین اور پہنچنے مین ملک نگارین کے

کہتے ہین کہ اُس تبخانے کی زمین کو ایک کسان نے جوتا اور وہان سرسون بوئی تاج الملوک کبھی کبھی اُسکے سبزے کو دیکھنے جاتا تھا اور اپنے دل بیقرار کو وہان کے سبزے سے تسکین دیتا تھا جب وہ پھولی اور اُسنے بہار پیدا کی تب شاہزادہ دونو وقت وہان جانے لگا اور یہ رباعی پڑھنے لگا

رباعی

کیا رنگ تمہارا ہی کہو تو بہو لو	آتی ہی مجھے عشق کی اس رنگ سے بو
گلشن سے مرے کچھ بھی خبر رکھتے ہو	نکلے ہو زمین سے اس لیے پوچھتا ہون

القصہ وہ کھیت پکا اور کسان نے کاٹکر اُسکا تیل نکالا از بسکہ کسانون کا یہ چلن ہی کہ جو چیز کھیت مین اُگتی ہی اُسکو پہلے آپ کھاتے ہین اسلئے وہ اُسکی جورو کے کھانے مین آیا باوجود کہ وہ بانجھ تھی خدا کی قدرت کاملہ سے حاملہ ہوئی اور نو مہینے کے بعد لڑکی پری پیکر جنی کسان کا گھر چراغ اندھیرا تھا اُس شمع کے پرتو سے روشن ہو گیا ہر طرف دھوم پڑی کہ ایک بانجھ کے گھر سرسون کے تیل کی تاثیر سے ایک لڑکی نہایت حسین ایسی پیدا ہوئی کہ اُسکے حسن کی تحریر و تقریر کسی سے نہین ہو سکتی اُسکے منہ کی چمک نے چودھوین رات کے چاند کو ماند کر دیا جب وہ برس کی ہوگی تب سورج کو بھی داغ دیگی رفتہ رفتہ یہ بات تاج الملوک کے بھی کان تک

پہنچی جب لڑکی ... اُسی سرسون کی ہی کسانکو اُسکی بیٹی سمیت بلوا بہیجا جونہین نظر اُس لڑکی پر پڑی اُسکی شکل اپنی معشوقہ کے
مطابق پائی نہایت شاد ہوا سمجہا کہ یہان اُسنے جنم لیا ہی بہت سے روپئے اُس کسانکو دیکر رخصت کیا اور اُس لڑکی کو بخوبی پرورش کر
جب وہ سات برس کی ہوئی ہر طرف سے اُسکی شادی کیلئے پیغام کسانکو آنے لگے لیکن وہ اس اندیشے سے کہ شاہزادے نے اُسکی
پرورش کیواسطے تاکید شدید کی تہی خدا جانے آگے کیا اُسے منظور ہی ایسا نہو کہ میری جان پر آ بنے سبکو صاف جواب دیتا اور بہانہ یہ کرتا تہا
کہ جسوقت وہ سیانی ہوگی جسے پسند کریگی اُسکے ساتہ بیاہ دونگا قصہ مختصر جب اُسنے دسوین برس مین پانون رکہا تاج الملوک نے اُس
دہقانکے پاس ایک مشاطہ کے ہاتہ یہ پیغام بہیجا کہ اپنی لڑکی کی شادی مجہسے کردے یہ سُنکر وہ بیچارہ کانپنے لگا اور بولا کہ مجہ غریب
عاجز کا یہ منہ کہان جو بادشاہ کے داماد کو اپنا داماد کرون اسکا آخر یہی پہل ہوگا کہ میری بیٹی لونڈی ہوکر رہیگی ہزار افسوس ایسی
مہاسن ور راجہ کے بیٹی کی چیری بناؤن اور اُسکے آگے اُسے کمواؤن یہ سنکر لڑکی نے کہا سنو بابا میرا نام بکاؤلی ہی مین پری ہون
تم ایسے اندیشے نکرو کسی طرح سے خاطر جمع رکہو کچہ وسواس نہین کہ گل رنگین کی جگہ آخر سر ہی اور زر بے بہا کا مکان شاہونکا افسر ہے
تم شہزادے سے کہلا بہیجو کہ چند روز اور بہی توقف کرے کسان بیچارہ چپ ہو رہا مشاطہ نے آکر سب ماجرا حضور مین عرض کیا تاج الملوک
سنتے ہی مارے خوشی کے پہول گیا سارا غم و الم بہول گیا اور اُسکو بہت سا انعام دیکر رخصت کیا جب بکاؤلی کے تحویل بلوغت کے دن آخر
ہوئے سیکڑون پریان چارون طرف سے وہان آئین اور سمن پری بہی پوشاک پر تکلف اور جواہرات بیش قیمت لیکر مع تخت زرین آکر
حاضر ہوئی بادشاہزادی نے کپڑے بدلے گہنا پہنا جب بن ٹہن چکی مان باپ سے کہا کہ مین اتنے دنون تمہارے گہر مہمان تہی اب
رخصت ہوتی ہون باپکا ہاتہ پکڑکے اُسکے مکان کے پچہواڑے لیگئی اور اشرفیونکا دیگچہ کسی نے گاڑا ہوا تہا دیا کہ اُسکو نکالکر اپنے
خرچ مین لاؤ پہر رخصت ہوئی اور تخت پر سوار ہو بیٹہی پریان فی الفور اُسکو اٹہاکر لے اُڑین اور جس جگہ کہ تاج الملوک چتراوت اور نرملا اور چیلا کو
لئے بیٹہا تہا آکر اُتریں بکاؤلی نے سبکو وہین چہوڑ آپ اکیلی اندر گئی اور چتراوت کا ہاتہ پکڑکر بہنونکی طرح ناز سے گلے لگ گئی وہ
اُسکی سج دہج دیکہکر بہچان گئی کہ مسند سے دیکہو بٹہی پہر پری نے تمام اپنی سرگذشت شہزادے سے کہی اور اُسکی سنی پہر چتراوت نے
کہا الحمد للہ شہزادیکی رفاقت منظور ہی تو بسم اللہ اٹہہ کہڑی ہو وہ تمہارا گہر ہی کچہ اندیشہ نکرو چتراوت نے کہا کہ میری جان شہزادیکے ساتہ ہی پہر
اس جسم خالی کو کیونکر رکہسکونگی بدل حاضر ہون اسیوقت بکاؤلی نے پریونکو اشارہ سے کہا کہ تم ظاہر ہو نقل کرتے ہین کہ چپا پہر زمین
سنگلدیپ کی پریون سے خالی نرہی شہر مین دہوم پڑ گئی لوگ گہبرا گئے یہانتک کہ راجہ مضطرب ہوکر بیٹی کے محل مین دوڑ آیا دیکہتے ہی
اُسکو شہزادہ استقبال کے واسطے اٹہہ کہڑا ہوا چند قدم آگے بڑہا اور اپنی مسند پر بٹہلایا پہر اپنا اور بکاؤلی کا احوال مفصل کہکر سنایا
وہ پہلے تو بہت سا بگڑا پہر نہایت خوش ہوا اور چتراوت کا ہاتہ پکڑکر بکاؤلی کے ہاتہ مین دیا اور کہا کہ یہ میری اکلوتی بیٹی ہی تیری پرستاری کیواسطے
دیتا ہون توقع کہ اسپر نظر مہربانی کی رکہیو اور اپنی لونڈی جانیو یہ کہکر رخصت کیا تاج الملوک تخت پر سوار ہوا بکاؤلی اور
چتراوت داہنے بائین بیٹہین اور نرملا اور چیلا ادب سے سامنے پہر پریان تخت کو لیکر اُڑین بات کی بات مین تاج الملوک
کے ڈیوڑہی پر جاکر رکہ دیا بکاؤلی اور چتراوت جو اندر گئین تاج الملوک کے وزیر کا بیٹا بہرام نام کہ ملک نگارین اور باغ اور قصر کا

علاقہ اسیکو تھا نذر لیکر دوڑا آیا اور آداب بجا لاکر اپنا نام و نشان بتایا تاج الملوک نے اُسپر بہت ہی نوازش فرمائی تدر (؟) باہر دو لتخانے مین داخل ہوئے دلبر و محبوبہ دیکھتے ہی شاہزادے کو نہایت شاد ہوئین پھر بکاؤلی اور سب کو خوشی خوشی ملین

پچیسوین داستان تاج الملوک کے نامہ لکھنے مین فیروزشاہ اور مظفر شاہ اور اپنے باپ کے آنے مین اور انکے تاج الملوک کی ملاقات کو اور روح افزا پر عاشق ہونا بہرام کا

مصور نگارستان عشق کا اس داستان کی تصویر صفحہ کاغذ پر یون کھینچتا ہی کہ تاج الملوک نے فیروزشاہ اور مظفر شاہ اور زین الملوک کو مژدہ اپنے پہنچنے کا لکھہ بھیجا اُسکو پڑہکر ہر ایک کا دل تر و تازہ ہوا چنانچہ فیروزشاہ نے مع جمیلہ خاتون بڑی جاہ و حشمت سے شرفستان کیطرف کوچ کیا اور مظفر شاہ حسن آرا اور روح افزا کو ساتھ لیکر اُسی تجمل سے روانہ ہوا اور زین الملوک بھی خاص محل کو ہمراہ لیکر بڑے کرّ و فرّ فوج اور لشکر سے چلا غرض تھوڑے دنونمین ملک نگارین مین آپہنچے اور اُسکے گرد نواح میدان مین ایسی کثرت ہوتی کہ تل دھرنے کی جگہہ نرہی بارے تاج الملوک و بکاؤلی کے دیدار سے سب مسرور ہوئے اور ہر ایک کے دل سے سارے رنج و الم دور ہوئے تین فرزنک جشن ہا ناچ راگ دن رات ہوا کیا چوتھے دن ہر ایک شاد و خرّم رخصت ہوکر اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوا مگر بکاؤلی نے روح افزا کو چھوڑا کہ چندے اور بھی اسکی صحبت سے حظ زندگانی اُٹھائے اور ایام جدائی کی سختیان سب دلسے بھلائے عقیق کا دالان اسکی خوابگاہ کے واسطے مقرر کیا وہ پری پیکر اُس حور سرشت کے ساتھ پہر رات گئے تک سرگرم گفتگو رہتی تھی پھر خوابگاہ مین جاکر سو رہتی تھی ایک رات کی نقل ہی کہ روح افزا کی چوٹی سوتے مین کھڑکی کے باہر جا پڑی تھی اُسکی موباف مین ایک گوہر شب چراغ چمک رہا تھا بہرام بھی اسیوقت چاندنی کی سیر کرتا ہوا اُدھر جا نکلا جب نگاہ اُسپر جا پڑی پہلے تو سمجھا کہ کالا اپنا من منہ مین لئے چڑہا جاتا ہی پھر غور سے جو دیکھا تو معلوم کیا کہ کسیکی چوٹی مین لعل چمکتا ہی جی مین سمجھا کہ شاید بکاؤلی یہان سوتی ہو اور اُسکی چوٹی لٹک پڑی لیکن دل اسکا تمام رات پیچ و تاب کھاتا رہا آخر رہ نسکا صبح کو سمجھ پہ پوچھا کہ فلانے مکان مین کون سوتا ہی اُسنے کہا کہ روح افزا کی خوابگاہ ہی سنتے ہی اُسکے عشق کا سودا بہرام کو ہوا اور اُسکی زلف کی زنجیر ڈھونڈھنے لگا چنانچہ دوسرے دن آدھی رات کیوقت کمند مار کر اُس مکان مین جا کر اُترا اور دالان کے اندر بیتابانہ چلا گیا دیکھتا کیا ہی کہ وہ زہرہ ایک سونیکے پلنگ پر ناز سے سوتی ہی یہ کیفیت اُسکی دیکھکر کیفیونکے مانند بیخود ہو گیا اُسنے تو کبھی اس شراب کا مزہ چکھا نتہا اسکا نشہ سنبھال نسکا بدمستونکے مانند اُس پری پیکر سے ہم آغوش ہوکر چُمیان لینے لگا فوراً اُسکی آنکھہ کھل گئی دیکھا کہ بہرام ہی اگرچہ اسکا سنگ عشق اسکے شیشہ دل کو بھی چور کر چکا تھا لیکن اتنی چالاکی و بیباکی اُسکی طبع نازک کو خوش نآئی بہت سا جھنجلائی آخرش طمانچہ مار کر ایسا دھکا دیا کہ کھڑکی سے نیچے گر پڑا اور زار زار روتا ہوا اپنے گھر چلا گیا صبح ہوتے ہی روح افزا نے بکاؤلی سے رخصت مانگی اُسنے ہر چند سماجت و منت کی کہ چند روز اور بھی رہو روح افزا نے نمانا اسواسطے کہ اگر رات کی بات ظاہر ہوگی تو بکاؤلی مجھے ہنسی مین لیگی اور چھیڑیگی آخرش ٹھہری اور جزیرہ فردوس کی راہ لی لیکن بہرام کے عشق سے دن کو چین سے بیٹھتی تھی اور رات کو ایکدم آرام سے نہ سوتی تھی بلکہ اکثر اوقات شمع فانوس کے مانند روتی تھی اور ساعت بساعت ہجوم غم سے گھبراتی تھی

افزا بھی اسکے ہجر مین گھڑی گھڑی آنسو بھر بھر لاتی تھی سچ ہی کہ جو کوئی دیدۂ غور سے ملاحظہ کرے تو عشق کی بیتابی معشوق مین زیادہ دیکھی یہ وہ گروہ ہی کہ جسکے گلے مین کمندِ عشق ڈالکر دور سے اپنے حضور مین کھینچ لائے اور اسکو فلاخنِ ہجر سے دور پھینکدی

چھبیسوین داستان بہرام کے جزیرہ فردوس مین پہنچنے کی سمن رو پری کی مدد سے اور روح افزا سے ملنے مین بنفشہ کی توجہ سے

کہتے ہین کہ بہرام روح افزا کے فراق سے یہان تک نحیف ہو گیا کہ دبلاپے سے آنکھون مین حلقے پڑ گئے لیکن اس بات کی سمن رو کے سوا کسی کو اطلاع نتھی چنانچہ وہ مدام اسکو نصیحت کرتی تھی کہ ای بہرام اس خیال خام سے درگذر اور اپنے دل سے یہ اندیشۂ فاسد دور کر کیونکہ غیر جنس کا شجر محبت سوا فراق کے کچھ ثمر نہین دیتا خاک مین ملے ایسی دوستی جس سے ہمیشہ خرابی اور اضطرابی جیکو ہے اور ناحق ایک بے پروا کے پیچھے درد سے تو تاج الملوک کی بات پر نہ جا کہ نادر ہی یہ اتفاق ہو گیا کہ بکاولی کی طبیعت اسپر آ گئی وہ آدمی اور پری مین کیا مناسبت لطیف اور کثیف مین ملاقات کی کون صورت لیکن بہرام چپکا سنا کرتا تھا کچھ جواب ندیتا تھا مگر یہ بیت پھر پڑھتا تھا بیت

نصیحت کرتی ہو ناحق تم اتنی		نہین جاتی کہ زنگی سے سیاہی

جب سمن رو نے دیکھا کہ خار عشق بہرام کے جگر مین ایسا چبھا ہی کہ اسکا نکلنا بہت دشوار ہی کہا ای خود فراموش اس مہم مین مجھسے تیری مدد اور تو کچھ نہین ہو سکتی لیکن اگر تو کہے تو مین جزیرۂ فردوس مین تجھے پہنچا دون پھر آگے تیری قسمت ہی وہ اس بات پر بخوشی راضی ہوا تب سمن رو نے اسکو زنانے کپڑے اور گہنا جسقدر پہننا مناسب تھا پہنایا بہرام امرد تھا ہو بہو ایک نئی پری بنکر اتر چلا پھر اسکا ہاتھ پکڑ کر جزیرۂ فردوس کو لے اڑی اور اپنی منہ بولی بہن کے گھر مین کہ اسکا نام بنفشہ تھا اور وہی مشاطہ روح افزا کی تھی جا کر اتری وہ سمن رو کے آنے سے نہایت مسرور ہوئی اور پوچھنے لگی کہ یہ نوجوان لڑکی تمہارے ساتھ کون ہی اسنے کہا کہ یہ میری دینی بہن ہی اسکا جی اس سرزمین کی سیر کو بہت چاہتا تھا اسواسطے مین تمہارے پاس لائی ہون اسے خوب طرح سیر کرواؤ تماشے دکھاؤ اسنے کہا بہت اچھا انھون نے پھر سمن رو رخصت ہو کر بکاولی کے پاس آئی اور بہرام بنفشہ کے گھر رہا وہ اسے دنیا کی نعمتین کھلاتی تھی شفقت اور مہربانی سے دن کو ہر ایک باغ مین لیجاتی تھی اور سیر دکھاتی تھی شام کے وقت گھر آتی تھی پھر اپنی مشاطگی کا اسباب لیکر روح افزا کی خدمت مین جا کر حاضر ہوتی تھی اسیطرح چند روز گذرے ایک دن بنفشہ کہین گئی تھی بہرام نے جو گھر خالی پایا اسکی مشاطگی کے اسباب مین سے آئینہ نکالکر اسکی پشت پر یہ شعر لکھے اور اسی جگہ رکھدیا

اشعار روشن نتھا یہ کچھ رخ نیکو ہی آئینہ	چمکا ہی تیرے عکس سے کیا روئی آئینہ	مشاطہ آئینہ کو ترے آگے با ادب
ٹہلاتی ہی جو کھینچکے زانو ہی آئینہ	غیرت یہ کہتی ہی کہ اسے چور کھینچئے	کیون دیکھا تو نے جان جہان سوی آئینہ
سنگھہ جو تجھسے ہوئی کسی اور کو دیسے	نظر نے گرہ سے بیچ دلجوئی آئینہ	آئینہ ایکدم نہین ٹہیرتا ترے حضور
باندہا ہی عکس زلف نے بازو ہی آئینہ		

الغرض بنفشہ اپنے وقت پر مقابہ اور سنگاردانی لیکر روح افزا کے پاس جا کر حاضر ہوئی پھر کنگھی اور چوٹی کر کے آئینہ جو اسکے ہاتھ مین دیا شہزادی کی نظر جو اسکی پشت پر جا پڑی نوشتہ دیکھا اور اسکو

پڑھ کر معلوم کیا ہر چند راقم اسکا بہرام کے سوا کوئی نہیں لیکن اس بات کو کس طرح دریافت کیجیے تا اسکے آنیکا یقین ہو جاے
اور دغدغہ دل میں نہ رہے مشاطہ سے یون مخاطب ہوئی اے بنفشہ وہ چیز ہمیشہ ہی وہ کیا ہی اور وہ شی جو مدام غم کے ساتھ ہی
کون شی ہی اُسنے ہر چند غور کیا لیکن جواب معقول نہ سوجھا عرض کی اسکا جواب انشاءاللہ کل دیگی اور اسوقت بطالت سے مجھے
یہ کہکر گہر آئی مگر اس پہیلی کے بوجھنے مین نہایت متفکر تھی اُسکی گہبرائی صورت دیکھکر بہرام نے پوچھا کہ بوا آج اتنی بیچو اس
کیون ہی تب بنفشہ نے سوال روح افزا کا اُسکے سامنے بیان کیا اور کہا مجھکو اسکے جواب مین اسکے سوا کچھہ نہیں سوجھتا ہی یعنی
اُس حکیم مطلق کا نیرنگ دوام ہی اور شادی غم سے وابستہ مدام ہی بہرام نے یہ سنکر کہا اس سوال کا یہ جواب ہرگز نہیں بلکہ یہ ہی جس عاشق
کے منہ پر معشوق کے ہاتہ کے طمانچے لگے ہین وہ ہمیشہ سرخرو ہی اور مدام ناخوشی سے ہمکنار ہی کہ جب کا مطلوب محجوب ہی اور وہ
ہر ایک کو اپنا محبوب سمجھتا ہی نقل مشہور ہی کہ مجنون سے پوچھا کہ خلافت پیغمبر کی بعد خلفای راشدین کے حق کس کا تہا اسنے جواب دیا
کہ لیلی کا القصہ بنفشہ نے اُسکا جواب پایا ہو اصبح کو روح افزا کے حضور مین جا کر عرض کیا سنتے ہی اُسکو بہرام کے آنیکا یقین ہوا اور
بنفشہ سے پوچھنے لگی سچ کہ یہ جواب کس نے دیا ہی اُسنے ہر چند کہا کہ رات کو میرے خیال مین گذرا تھا لیکن پری نے ہرگز نمانا تا بنفشہ نے
مجبور ہو کر کہا یاسمن پری اپنی منہ بولی بہن کو اس سرزمین کی سیر کیواسطے میرے گہر مین چھوڑ گئی ہی اُسنے یہ جواب مجھکو سکہایا ہی
روح افزا نے کہا اُسکو ہمارے پاس کبہی نہ لائی بھلا آج تو ساتھ اپنے لیتی آئیو ایک نظر اُسے ہم بھی دیکہون اُسنے کہا بہت اچھا
اُسکی اور میری دونو کی سعادت ہی چنانچہ شام کیوقت بہرام کو پہنا اُڑہا کر اپنے ہمراہ لیگئی روح افزا نے دیکہتے ہی پہچان لیا
کہ بہرام ہی لیکن اغماض کیا اور کچھہ متوجہ نہ ہوئی وہ سمجھا کہ اسنے ابتک مجھے نہیں پہچانا شاید آئینے کی پشت نہیں دیکہی
اور میرا لکہا ملاحظہ نہیں کیا قصہ کوتاہ جب بنفشہ چوٹی گوندہ چکی شہزادی نے آئینہ مانگا بہرام نے جلدی سے اٹھاکر پشت
کیطرف سے اُسے دکھایا وہ غنچہ دہن بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی اور بنفشہ سے کہنے لگی کہ تمہاری بہن نہایت کودن ہے
کہ ابتک آرسی کی پشت ورو نہیں جانتی آجکی رات اسے یہان چھوڑ جاؤ ہم اسکے ساتھ بیٹھیں کچھہ جی بہلین کرین اُسنے عرض کی
میری عین خوشی اور اُسکی سراسر سرفرازی یہ کہکر وہ تو اپنے گہر آئی اور ریدلارام کے خلوتخانے مین رہا القصہ اگر بہرام
زنانہ لباس نہ پہنتا تو ہرگز اپنی معشوقہ سے اتنا جلد نہ ملتا اور اپنے مطلب کو نہ پہنچتا فی الواقع جو عاشق کہ معشوق کا
رنگ پکڑتا ہی معشوق خود اُسکا عاشق ہوتا ہی چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہی اسی وضع کا کلام فرمایا ہی ماحصل اسکا یہ ہے
کہ خصائل خدا کی پیروی کرو تا قربت اُسے حاصل ہو جب امور عالم کے انتظام کرنے والون نے نقاب ظلماتی سے چہرہ روز کو
چھپایا اور چادر مہتاب کا فرش نورانی سطح زمین پر بچھایا روح افزا پریونکی مجلس سے اٹھکر خلوت سرا مین آئی بہرام کو اکیلا
لیکر بیٹھی اور آشنا صورت اجنبیونکی طرح سر رشتہ سخن کا نکالا کہو تمہارا نام کیا ہی اُسنے کہا کو چہ
ننگ نام تہی مجھسے کیا پوچھتی ہو تیرے نام کے سوا کچہ یاد نہیں پری نے پوچہا کہ یہان کسواسطے آئی ہو جواب دیا
کہ پروانے کے آنیکا سبب شمع پر بخوبی روشن ہی اس سے پوچھا چاہیے بہرام کی میٹھی میٹھی باتون سے تو بہت محظوظ ہوئی

سنکر بہت ہی ترش رو ہوکر بولی اے کم بختی عیاری تیری باتوں سے سمجھا کہ تو رنڈی نہیں بلکہ مرد واہی ہے بہگل نکالکر
تو یہاں در آمد ہوا ہے افسوس کو برباد کیا دیکھ تو اس لیے تیری کیسی سزا دیتی ہوں اور اس فریب بہانے کا بدلا کیسا لیتی ہوں وہ
سنکر چکا پشیمان و زبوں ہنس اور سخت دل تھا نازو نیاز کے بھید اسپر کہلے تھے اسکے علاوہ طمانچوں کا صدمہ آگے
اٹھا چکا تھا وہ نازکی باتونکو سچ سمجھا یقین ہوا کہ اب پھر مار کھاؤنگا اور نکالا جاؤنگا مارے ڈر کے تھر تھر کانپنے لگا اور راس

پھر تو پریزاد سہم گئی کہ مبادا	بہتر ہے کہ ور زندگانی	گر قتل کرے تیرے آگے مرنا	شعر

شعر کو پڑھکر بیہوش ہوگیا شعر او جفا کا رو پیہر انجام لکھا جائے بے اختیار دوڑ پڑی اور اسکا سر اپنے زانو پر رکھکر رخ گلفام
در سے اسکے جان پر
کی بو بہا تنک سنگہاتی کہ اسکو ہوش یا العزیز اگر تو اپنے نور عقل کو حکمونسے زیادہ نہ چمکائیگا تو تجلی یار سے فایدہ
نہ پائیگا اگر تو بیہوش ہو ہو مو نچھو ٹے تو حیات ابدی کب تیرے ہاتھ آئے جو راہ عشق میں آپسے نہ گذرا وہ منزل مقصود میں
کب پہنچا القصہ بہرام نے جو آنکھ کھولی تو اپنا مرتبہ بہ رنگ گل دیکھا اور محبوبہ کا مثل بلبل مارے خوشی کے پھولگیا اور انگلی پہچلی پارہ
بہرگیا پھر تو بے کہتکے اپنے ہونٹہ کہ رشک گلبرگ تھے اسکے دہن سے کہ غیرت غنچہ یاسمن تھا ملائے اور خوب ہی مزے
اڑائے از بسکہ وہ گل پیرہن بہی اشتیاق میں بھری ہوئی تھی اسکو روک نسکی گتہ ہی گئی آخر نسیم نے کلی کو پھول بنایا اور آپسمین
نئی نئی طرح سے لطف اٹھایا اور اسکا یہ جی لگا کہ ایک ساعت اس سے جدا ہونا دشوار ہوا پھر یہ ارادہ کیا کہ اسکو حرز جان کیطرح
گلے سے لگائے رکھے مگر بد شگونی نظر سے چھپائے رکھئے آخر دیکھ طلسم اسکے گلے میں باندہا اور رقہر ہی بناکر ایک سونیکے پنجرے میں
رکھا پھر تو وہ سرو گل اندام روبرو لٹکائے رکھتی تہی رات کو پنجرے سے نکالکر پہر آدمی بناتی تہی اور صبح تک اسکی صحبت سے انواع
واقسام کی کیفیتیں اٹھاتی چند مدت اسیطرح گذر گئی اور یہ بات چھپی رہی آخر عشق اور مشک سے ظاہر ہوتے نہیں رہتا کچھ
بو باس پہیا تکی حسن آرا تک پہنچی ایکدن نور کے تڑکے اسکی سن گن لینے آئی جب روح افزا کے پاس آنکلی دیکھا کہ اسکی زلف
مشکین کا طور بطور ہی اور گیسو بکھران از نشہ ہی نسیرین خسار کی رنگت گلسے اور نرگس نیمخواب کی کیفیت جام سی دیکھی یہ شیوہ از
کی خرابی کی حالت اور طرحکی پائی اور انگیا کی صورت کچھ اور ہی نظر آئی سمجھی کہ اسکا یاقوت کسی کے الماس سے مقرر کندہ ہوا اور
بھو کا سمجھکا بلاشبہہ اسکے غنچے کو نگا دوڑ کر غصے سے ایک دو ہتڑ پشت میں مارا اور کہنے لگی ارے علامہ گل کا نام ڈبویا کیا غضب
کیا تو نے کہ اپنے تئیں کس سے آلودہ لگائی سنکے غیر مرد سے بے حیا نہ آئی حیف تیری زیست پر چلپنی بھر پانی میں ڈوب تیری رسوائی کا
نقارہ بج گیا تو نے باپکا نام خراب کیا سچ بتا کہ یہ کیا ماجرا ہی نہیں تو بیتر الکا گوٹ ڈالونگی اور جیتا نہ رکھونگی روح افزا مارے ڈر کے
تھر تھراتی تھی اور کہتی تہی اکان مجھے تمہارے سر کی قسم جو میں نے کسی مرد کو دیکھا ہو تو آنکھیں پھوٹیں یہ فقط تہمت ہی
اور صاف بندش ہی تم کیسی نادان ہو کہ بیٹی کو عیب لگاتی ہو اور لوگونکے کہے سنے پر جاتی ہو غرض اسنے ہر چند سخت سخت قسمیں کہائیں
اور بہتیری باتیں بنائیں مگر اسنے باور نکیا بلکہ دیکہی ہوئی کہ جس نے اس گھر میں گڑ بڑ ڈالی ہی اسے پکڑا چاہئے اور اچھی طرح
سزا دیکھا چاہئے ہزاروں جاسوس عیار وزمین سے آسمان کو ڈھونڈہ مارا لیکن کہیں اس بنجر کا بھید کسی پر نکھلا ای عزیز تو عشق پر

کسکے ڈہونڈنے کا ارادہ رکھتا ہی جو تیرے خانۂ دل مین ہی اُسکی تو تجھے خبر نہین واہ واہ دور کا دہیان ورنہ دیکھ آپ سے ابجان

کون ہی گھر مین جب اتنی بہی نہین تجھکو خبر | پھر تو کیا جانے کہ کیا ہی اوج بام چرخ پر

القصہ حسن آرا نے جستجو کرکے روح افزا

کی خواصون کو دہمکایا اور مظفر شاہ کے غضب سے ڈرایا جب ایک خواص کہ اُسکا نام گلشن تہا اُسکے نزدیک آکر یون کہنے لگی اس

خلوتسرا کا بہید ہم پر کیونکر کہلے نہ وہانتک گذار نہ دیدۂ باطن بینا شعر اُسکے منہ کے دیکہنے کو دیدۂ دل چاہیے ہا چشم ظاہر بین

ہماری دید کر سکتی ہی کب بھلا لیکن اُندنون ہماری صاحبزادی صبح و شام اُس قمری سے مشغول رہتی ہی اور اُسکے پنجرے کو ایکدم

آنکہ سے اوجہل نہین رکہتی ظاہر مین تو یہ پرندہ ہی اور باطن کی ہمکو خبر نہین کہ اپنا طایر ... نہین اُسکا مگر ملکہ اُڑتی

چڑیا پہچانتی تہی اُسکی کنہ سمجہ لی ای نادان انسان کہ بسبب علاقۂ روح سبزہ زار دنیا ... ہی جب تک یہ مربع طلسم عناصر اُسکے

گلے مین پڑا ہی اور قفس وجود مین طوق بندگی اُسکا گلوگیر ہی چشم ظاہر بین مشت خاک کے سوا کچہ نہین دیکہتی جسدن یہ طلسم ٹوٹ گیا

کیفیت اُسکی کہل جائیگی کہ وہ کون ہی اور یہ نیرنگ کیا ہی چنانچہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہی فرمایا ہی جب لوگ مرینگے

اس حالسے آگاہ ہونگے وجود مطلق ایک دریا ہی اور ہر موجود مثل حباب ہی جب حباب سے ہوا نکل گئی دریا کے سوا کچہ نہین پس

تامل سے دیکہ کہ اصل ہستی دریا کی ہی لیکن فرق مرتبے کا البتہ ہی حباب کو کوئی دریا نہ کہیگا اور دریا کو حباب اور کعبہ کو قبلہ کہتے

شعر | بہشت کو جنت اور دوزخ کو جہنم کنشت و بتخانے کو اور دیر | ہر مرتبے مین اور ہی حکم وجود ہی گر زندیق ہی جو حفظ مراتب کرے نہ تو

واقعی مسئلہ وحدت وجود کا مشکلترین مسائل ہی بہتیرے اس بحر عمیق مین گر کے مذہب جبری کی بہنور مین جا پڑے اور اکثر

مسلک دہریے کے گرداب مین ڈوبے ہادی یہان فضل الٰہی اور کرم رسالت پناہی کے سوا کوئی نہین قصہ کوتاہ حسن آرا نے روح افزا

کی نشستگاہ مین جاکر پنجرے کو اُتار لیا اور ارادہ لیجانے کا کیا روح افزا اُسکو شاہین کے چنگل مین دیکہکر کلیجہ پکڑ کر رہگئی منہ سے تو

مارے لحاظ کے بول نسکی پر طایر روح قفس تن مین تڑپنے لگا ہر چند تڑپا لیکن صیاد قضا و قدر کے ہاتہ سے نہ چہوٹا غرض اُس

نے پر کو وہ پری آڑی اور مظفر شاہ کے روبرو اُسکا پنجرہ جاکر رکہدیا شاہ نے نکالکر اُسکے بال و پر تمام ٹٹولے آخر گلے پر

جو ہاتہ پڑا تو ایک تعویذ بندہا نظر آیا اُسکو کہولا بہرام آدمی ہوگیا حاضرین مجلس سخت متعجب ہوئے شاہ آتش غضب سے جلکر

کباب ہوگیا اور کہنے لگا ای بدذات نابکار تو غضب سلطانی سے نہ ڈرا اور اپنے جی مین کچہ نسوچا سچ کہہ اس دیار مین تجہے

کون لایا اور بادشاہون کے محل مین کسنے پہنچایا اب اس فن ہٹائی اور بے پروائی کا ثمرہ تو ہلاکت کے سوا کچہ نہ پائیگا اور اسکی سزا مین

جان سے جائیگا بہرام بولا عاشق نگار ہمارا جذبۂ اشتیاق ہی اور نہین کے سزاوار تکلیف مالایطاق ہی عشق کی زنجیر وہ نہین کہ

کوئی آپسے پاؤن مین ڈالے اور باختیار گرفتار ہو عاشقون نے رشتۂ اختیار سے توڑا ہی اور بے اختیاری

سے جوڑا ہی جسنے زندگی سے ہاتہ دہوئے اُسے موت سے کیا خطر ہی اور جانکی کیا پروا ہی مگر حسرت دیدار میرے جی مین رہیگی اور

گور مین جی ہی خون آنکہون سے بہیگی شعر موت سے ہرگز نہین ڈرتا کچہ غم ہی مگر گلرخون کی دید سے محروم مین رہجاونگا

آخر مظفر شاہ کا شعلۂ غضب ایسا بہڑکا کہ لوگون سے فرمایا اس آتش کے پرکالہ کو جلد شہر سے دور لیجا کر آگ مین ڈالدو اور جلا کے

ناگہان یکروز اتفاقاً تاج الملوک اور بکاؤلی گلستان ارم کی سیر کو آئے تھے جس مقام سے کہ جزیرۂ فردوس نزدیک رہجاتا ہی
وہان پہنچے جی مین آیا کہ چلو روح افزا کو بھی دیکھین اور دو دن وہانکی بھی سیر کرین القصہ جزیرۂ فردوس کیطرف پھرے اور وہان آنکلے
جہان اُسکو جلانیکا بازار لگا تہا اور بہرام اُسمین بیٹہا تہا بلکہ چار و طرف سے آگ دے چکے تھے جونہین بکاؤلی نے لوگون کی بہیڑ دیکھی
اور آگ بہڑکی ہوئی اُسے نظر پڑی تخت اپنا قریب لیجاکر پوچھنے لگی کہ یہ کیا ہنگامہ ہی کوئی بول اُٹھا کہ روح افزا کے عاشق کو
جلاتے ہین سنتے ہی اسبات کے تخت سے اُترکر آگے بڑھی کیا دیکھتی ہی کہ بہرام ہی فی الفور بکاؤلی نے کہا جلد
اس آگ کو بجھاؤ اور اس جوان کو نکالو اگر اسکا ایک بال بھی جلا تو سیکڑون کے سر جلاؤنگی بلکہ اُسکا گھر کا گھر خاک مین ملاؤنگی
لوگ ڈرگئے اور آگ کو بجھا دیا اور بہرام کو بکاؤلی کے حوالے کیا وہ اُسکو ہمراہ لیکر ایک باغ مین جاکر اُتری پھر تاج الملوک
کو اور بہرام کو وہان چھوڑ آپ مظفر شاہ اور حسن آرا کے پاس آگئی جھک کر سلام کیا اُنہون نے اُسکا سر چھاتی سے لگایا خیر و عافیت
پوچھی اور آنیکی حقیقت بکاؤلی نے کہا کہ میرا بے اختیار آپکے اور پچی جانکے دیکھنے کو جی چاہتا تہا اسلیے سوا خیریت ہی لیکن
راہ مین عجب ماجرا دیکھا ہی کہ میرے سسر کے وزیر زادے کو لوگ جلایا چاہتے تھے اگر میرے آنے مین اور ایکدم کا وقفہ ہوتا تو وہ
جلکر راکھ ہو جاتا اور ماں باپ کی دنیا سے کھو جاتا اگرچہ جرم ناسب کا بڑا ہی خصوصاً ایسے جوان شکیل کا فی الواقع تقصیر بھی ایسی ہوئی
تھی لیکن اسطرح کی سزا اب شایان نہین کہتی جو کچھ ہونا تہا سو ہو چکا مینے فرض کیا کہ آپنے اُسے مار ڈالا لیکن کلنگ
کا ٹیکا تو نہ مٹیگا اب تو سو جانتے ہین پھر ہزارون جانینگے اس سے یہ بہتر ہی کہ اُسکی تقصیر معاف کیجیے اور روح افزا کو اُسکے
ساتھ بیاہ دیجیے کیونکہ بہرام نہایت طرحدار اور قابل ہی کچھ اسمین مضائقہ نہین وزیر اور بادشاہ مین ہمیشہ سے رشتہ
ہوتا آیا ہی اور جو انسان کو آپ حقیر جانتے ہین تو پھر مجھکو کیون تاج الملوک کے ساتھ بیاہا بیٹی اور بھتیجی مین کیا فرق ہی
مظفر شاہ نے یہ باتین سنکر سر جھکا لیا اور کہا بہت بہتر تمہین مختار ہو پھر وہان سے روح افزا کے پاس آئی دیکھا کہ وہ آنکھون مین
آنسو ڈبڈبائے سر جھاڑ منہ پہاڑ بنائے بیٹھی ہی ہنسکر کہنے لگی واہ واہ ری گھسکی کہان جاکر سرنگ لگائی پناہ مانگیے
تجھسے اور ڈریے تیرے دیدے سے بس اُٹھ کھڑی ہو ہنس بول کپڑے بدل حجرے سے باہر نکل مین تیرے چاہنے والے کو
سلامت لے آئی ہون اب کوئی دن مین دل کھولکر ملیو اور ہمیشہ عیش کیجیو روح افزا بہن کی باتون سے مسکرا کر اُٹھ بیٹھی اور بلائین
لیکر گلے سے لپٹ گئی رات کی رات تو بکاؤلی وہان رہی صبح کیوقت روح افزا کو مظفر شاہ اور حسن آرا کے پاس لیگئی تقصیر معاف
کروائی پھر اُسکو ماتیون بٹھاکر تاج الملوک اور بہرام کو لیکر جزیرۂ ارم مین جاکر پہنچی اور یہ ماجرا من و عن اپنے ماں باپکے گوش گذار کیا
پھر اُنسے درخواست کی کہ وہ جس دہوم سے تاج الملوک کو لیکر بیاہنے آئے تھے اُسیطرح تم بھی بہرام کو بیاہنے لیچلو اور کوئی دقیقہ
فرو گذاشت نکرو چنانچہ اُنہون نے ویسی ہی مہمانداری اور تیاری اندر باہر کی اور تجمل سے بہرام کو خلعت شاہانہ اور
جواہر پہنا کر گھوڑے پر سوار کر سہرا باندھکر بڑی کر و فر سے جزیرۂ فردوس کو روانہ ہوئی وہانکی تیاری کا کیا کہنا ہی پریکے بیاہ کا
تجمل زبان کیا بیان کرے اور قلم کب لکھ سکے غرض مظفر شاہ کے طرف کے لوگون نے براتیون کو اور دولہا کو دیکھکر نہایت

عظم و ثنا نسے مجلس نشاط مین بٹھایا اور زنانی سوار [illegible]
مین لے آئے پہر رات تک تو اندر باہر ناچ راگ کی [illegible]
اُس پری پیکر کا نکاح اُس شک قمر کے ساتھ بندھوایا [illegible]
طرح بہرام کے ساتھ گئی اور گنُے اور ٹوٹکے کرتی ہوئی [illegible]
شربت پلایا اسکے بعد مظفر شاہ اور حسن آرا نے روح افزا [illegible]
رونق سے فیروز شاہ اور تاج الملوک لیئے ہوئے شا[illegible]
روح افزا اور بہرام کو اُسی طمطراق سے لیکر ملک [illegible]
سنایا اور دونوں کا دیدار دکھایا وہ بھوت بیٹے کو دیکھکر [illegible]
مجلس نشاط کے وہان تیاری کی بادشاہ کو جاکر لے آیا اور [illegible]
ناچ راگ کی صحبت رہی مہمانداری بخوبی کی بادشاہ اور باد[illegible]
بھی انعام و اکرام لوگونکو بہت سا دیا نقد و جنس [illegible]
ہوئے پھر بکاولی نے حمالہ کو کہلا بھیجا کہ جلد میرے باغ [illegible]
سرا کے نہایت آراستگی کے ساتھ قائم کر کے روح افزا [illegible]

غرض جسطرح سے [illegible] انکو شاد	ہماری بھی ہے یا [illegible] مراد	[illegible]	[illegible]
یکا یک سُنی یہ آواز غیب	کہ ہی مذہب عشق تاریخ نام	[illegible]	[illegible]
کرین عیسوی سال کو بھی بیان	تو پھر الف غیب دی صدا	[illegible]	[illegible]
سنہ ۱۲۱۷ ہجری	تو راز نہان [illegible] آشکار	[illegible]	

الحمد لله علی احسانه والصلوة والسلام علی رسوله وآله واصحابه اجمعین الی یوم الدین که درین زمان [illegible]
قصهٔ دلچسپ راحت افزای هر پیر و جوان موسوم به مذهب عشق معروف بقصهٔ گل بکاولی
در شهر کانپور واقع بازار رام [illegible] مطبع علوی [illegible] علی بخش خان
عفا الله عنه الرحمن بتاریخ [illegible] رجب [illegible] هجری
مطابق ۲۳ جنوری [illegible]
[illegible] مطبوع طبائع
[illegible] خاص و عام